سیف حنفی بر گردن صلح کلی

تصنیف

مولوی محمد عزیر حنفی سیفی المعروف بملاشاشی

پسند فرمودہ:

فخر المتاخرین العالم الفاضل العارف الشیخ المفتی السید
احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی دامت برکاتهم القدسية

ویلیہ

گستاخِ رسول ﷺ کے متعلق علمائے اُمّت کا متفقہ فیصلہ

فخر المتاخرین العالم الفاضل العارف الشیخ المفتی السید
احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی دامت برکاتهم القدسية

ناشر

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام کتاب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیف حنفی بر گردن صلح کلی

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولوی محمد عزیر حنفی سیفی

نظر ثانی:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مصنف کتاب

تزئین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد زبیر سلیمی

صفحات:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تقریباً ۲۴۰

آغاز تحریر:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محرم الحرام ۱۴۴۵ھ بمطابق جولائی ۲۰۲۳

اختتام:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفر المظفر ۱۴۴۵ھ بمطابق اگست ۲۰۲۳

ناشر:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

رابطہ نمبر:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔0323-8243481

الإهداء

پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبد العزیز، دوسری صدی کے مجددین حضرت امام شافعی، حضرت حسن بن زیاد، حضرت معروف کرخی، تیسری صدی کے مجددین حضرت امام ابو جعفر طحاوی، امام ابو الحسن اشعری، چوتھی صدی کے مجددین حضرت امام ابو احمد اسفرائنی، امام ابو بکر خوارزمی، پانچویں صدی دین کے مجدد حضرت امام غزالی، حضرت قاضی فخر الدین المعروف قاضی خان، چھٹی صدی کے مجددین حضور غوث الاعظم، امام فخر الدین رازی ساتویں صدی کے مجدد امام تقی الدین ابن دقیق العید، آٹھویں صدی کے مجددین امام زین الدین عراقی، شیخ شمس الدین جوزی، شیخ سراج الدین بلقینی، نویں صدی کے مجددین امام جلال الدین سیوطی، شیخ شمس الدین سخاوی، دسویں صدی کے مجددین شیخ شہاب الدین رملی، حضرت ملا علی قاری ہراتی ثم مکی، گیارھویں صدی کے مجددین حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی، بارھویں صدی کے مجددین حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی، قاضی محب اللہ بہاری، تیرھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی چودھویں صدی کے مجدد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا افغانی قندھاری فاضل بریلوی رحمہ اللہ اور پندرھویں صدی کے مجددین شیخ العرب والعجم قطب ارشاد حضرت خواجہ سیف الرحمن اخندزادہ صاحب مبارک، امیر المجاہدین حضرت خادم حسین رضوی

رحمهم الله تعالیٰ ورضی الله عنهم وعنابهم ۔

خادم الاولیاء والعلماء الربانیین

احقر العباد فقیر مولوی محمد عزیر حنفی سیفی

الانتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تصنیف کو اپنے مرشد گرامی قدر حضور فخر المتاخرین العالم العارف الفاضل مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی دامت فیوضاتھم القدسیہ، اپنے جملہ اساتذہ کرام اور بالخصوص اپنے والدین رحمھم اللہ تعالیٰ کے نام کرتا ہوں جن کی روحانی امداد و اعانت، محبت، محنت، برکات اور دعاؤں کی برکات سے ناچیز چند سطور رقم کرنے کے قابل ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

خادم العلم والعلماء الربانیین

العبد العاصی الفقیر مولوی محمد عزیر حنفی سیفی

تقریظ جلیل

حضور فخر المتاخرین العالم العارف الفاضل الشیخ السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی دامت برکاتہم القدسیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت کا احسان اور فضل و کرم ہے کہ اللہ رب ذوالجلال نے اپنے بندوں کو اپنی بے شمار نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا (ابراھیم ۳۴)

اللہ تعالیٰ کی ان گنت اور بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت دین کی صحیح سمجھ کا ملنا ہے۔ اور دین کی صحیح سمجھ ملنے کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ آدمی کا عقیدہ بھی ٹھیک ہو اور عمل بھی ٹھیک ہو۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر نصیب فرمائے حضرت مولانا جامع الشریعت والطریقت، عالم باعمل محمد عزیز حنفی سیفی صاحب المعروف بہ ملاشاشی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو کہ جنہوں نے مفصل عقائد اہل سنت والجماعت بیان فرمائے۔ اور بدمذہب خوارج کلاب النار کے عقائد کو اپنی کتاب ''سیف حنفی بر گردن صلح کلی'' میں عقائد باطلہ و کفریہ بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کے اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور اپنی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

کیونکہ عقائد، دین میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، اگر عقیدہ صحیح نہ ہو تو نجات ناممکن ہے۔ اسلامی عقائد کی بنیاد قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ متواترہ پر ہے۔ اسلامی عقائد میں قرآن عظیم الشان و حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بعد سب سے پہلی کتاب مام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الفقہ الاکبر'' ہے۔ اس کے بعد حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''العقیدۃ الطحاویۃ'' بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ بعد ازاں بے شمار علماء نے کتابیں لکھی ہیں، اردو زبان میں بھی کافی کتابیں لکھی گئی ہیں جن کی تفصیل اس کتاب میں صراحتًا موجود ہے۔ یہ کتاب عقائد کی توضیح کے ساتھ قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین ہے۔ مولانا محمد عزیر صاحب نے فرقۂ باطلہ کے عقائد پر کافی حد تک روشنی ڈالی ہے۔ اور یہ کتاب اہل سنت وجماعت کی تلوار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کتاب کو مؤلف کے لئے اس مقبول فی الدارین بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم وبرکتہ

سیدنا و مرشدنا پیر ارچی خراسانی مجدد عصر حاضر حضرت خواجہ سیف الرحمٰن صاحب مبارک

نور اللہ مرقدہٗ

اللہ یجزیک باحسن الجزاء کما یلیق بشأنہ سبحانہ و تعالیٰ عنی و عن جمیع اھل السنۃ والجماعۃ احسن الجزاء۔ اللھم وفقنا و ایاک لخدمۃ دینہ لابتغاء وجھہ الکریم۔

بارک اللہ فیک و عمرک و علمک و تقبل جھدک و مساعیک لمصالح دینہ القوی و أحسنک من خزائنہ التی لا تنفد، آمین!

جان لو کہ انسان کی دو اقسام ہیں ایک مسلمان اور دوسرا کافر، پھر کافر کی دو اقسام ہیں ایک کافر اصلی اور دوسرا کافر مرتد ہے۔

۱۔ کافر اصلی وہ کافر ہے جو شروع سے ہی اسلام کا کلمہ نہ مانتا ہو، جیسا کہ دہریہ، مجوس، مشرک، یہودی و عیسائی وغیرہم۔

۲۔ کافر مرتد کی دو اقسام ہیں: مرتد مجاہر اور مرتد منافق۔

(الف) مرتد مجاہر وہ کافر ہے، کہ اول مسلمان ہو اور پھر اسلام کو ترک کر دے۔ اور کلمہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے انکار کرے، اور دہریہ، کافر، مشرک، مجوسی، عیسائی یا یہودی ہو جائے۔

(ب) مرتد منافق وہ کافر ہے، کہ جو **لا الٰہ الا اللہ** بھی کہے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے لیکن اللہ رب العزت اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام کی توہین کرے اور ضروریات دین کا انکار کرے۔

کافروں میں سب سے بدتر وہ مرتد منافق ہے، جو کہ مسلمانوں کے لباس میں کفر کی تعلیمات کو عام کرتا ہو، جو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو گالی دے۔ **(العیاذ باللہ)**

پھر مسلمان کی بھی دو اقسام ہیں: صحیح مسلمان اور گمراہ مسلمان۔

۱۔ صحیح مسلمان وہ ہے جو ضروریات دین کے ماننے کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت وجماعت کو بھی مانے۔

۲۔ گمراہ مسلمان وہ ہے جو ضروریات اہل سنت وجماعت سے انکار کرے۔ مگر اس کی گمراہی اور بدمذہبی کفر کی حد تک نہ پہنچی ہوئی ہو۔

اور جب کبھی بھی آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ بعض لوگ جو کہ گمراہ اور بدمذہب ہیں، تو ابھی بدمذہبوں کے ساتھ بات کرنا، ان کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا اور ان کے ساتھ رشتہ داری رکھنا، اور ان کے ساتھ سلام، کلام اور رشتہ داری رکھنا کیسا ہے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ (آل عمران ۲۸)

ترجمہ: مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ (تعلق) نہ رہا۔

علامہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:

ومن سنة السلف الصالحين الانقطاع عن مجالس اهل اللغو واللهو والمجانبة عن اتباع اهل الهوى والبدع وروى ان ابن المبارك رؤى في المنام فقيل له ما فعل ربک بک فقال عاتبنی واوقفنی ثلاثين سنة بسبب انی نظرت باللطف يوما الى مبتدع۔ (تفسیر روح البیان، ج۱، ص ۲۲۰، الناشر: دار الفکر۔بیروت)

ترجمہ: سلف صالحین کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اہل لہو ولعب سے دور رہتے ہیں اور اہل ھواء وبدعت کی پیروی سے سختی سے اجتناب کرتے تھے۔ حکایت کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو رئیس المحدثین گزرے ہیں ان کو خواب میں دیکھا گیا

تو ان سے پوچھا گیا: تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ رب ذو الجلال نے مجھے عتاب کیا اور تیس سال کھڑا رکھا، کیونکہ میں نے ایک دن ایک بدعتی کو محبت و لطف سے دیکھا تھا، تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تم نے میرے دشمن سے عداوت نہ کی، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو حق واضح ہونے کے بعد بھی مبتدعین و بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے؟

اس آیت کے تحت صاحب تفسیر المنار فرماتے ہیں:

فَالْمَمْنُوعُ مِنْهَا مَا يَكُونُ فِيهِ خِذْلَانٌ لِدِينِكَ وَإِيذَاءٌ لِأَهْلِهِ أَوْ إِضَاعَةٌ لِمَصَالِحِهِمْ۔

(تفسیر المنار، ج۳، ص۲۲۹، الناشر: الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب)

جب کبھی بدمذہب آپ کے دین اور اسلام کو نقصان پہنچائیں، اور مسلمانوں کی مصلحتوں کو تکلیف پہنچائے تو ان کے ساتھ تعلق ممنوع اور حرام ہے۔ اور جب کبھی بھی یہ معلوم ہو جائے تو یہ بھی معلوم ہے کہ بدمذہب دینِ اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے اور مسلمانوں کو رسوا اور ذلیل کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے معمولات کو کفر، شرک اور بدعت کہے تو ان کے ساتھ تعلق اور دوستی رکھنا حرام ہے۔

۲۔ ایک اور جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ

(آل عمران ۱۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں گئی نہیں کرتے اُن کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے بیر (بغض) ان کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

امام صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی شانِ نزول کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

نزلت فی قوم من المؤمنین کان لھم اقارب من المنافقین والکفار وکانوا یواصلونھم۔ (تفسیر صاوی)

امام صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی شانِ نزول کو ایسے بیان فرماتے ہیں کہ یہ مذکورہ آیت ان مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ بعض منافق اور کافر ان کے ہمسائے اور رشتہ دار تھے۔ اور یہ مؤمنین ان کے ساتھ صلح رحمی اور تعلق رکھتے تھے

اس آیت کی تفسیر میں صاحب قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کی کہ فلاں عیسائی بہت اچھا کاتب ہے، دفتری معاملات بہت اچھے طریقے سے چلائے گا، اس کو اپنے ساتھ مقرر کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو فرمایا کہ میں مؤمن کے علاوہ کسی کو بھی رازدار نہیں بناتا۔

۳۔ دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (١٣٨) الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (النساء ١٣٩)

ترجمہ: خوش خبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

تو اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کافروں، بدمذہبوں کے ساتھ تعلق اور دوستی رکھنا منافقت ہے۔

۴۔ ایک اور جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (النساء ۱۴۰)

ترجمہ: اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بے شک اللہ کافروں اور منافقوں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وقال الحسن لا یجوز مجالستھم وان خاضوا فی حدیث غیرہ۔

کہ ان بدمذہبوں کے ساتھ بیٹھنا جائز ہی نہیں، اگرچہ اور باتیں کریں۔

(تفسیر مظہری، ج ۲، ص ۲۶۳، الناشر: مکتبۃ الرشدیۃ-الباکستان)

قال الضحاک عن ابن عباس دخل فی ھذہ الایۃ کل محدث فی الدین و کل متبدع الی یوم القیامۃ۔

امام ضحاک سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ قیامت تک جتنے بھی بدمذہب ہیں وہ اس آیت مبارکہ میں داخل ہیں۔

(تفسیر مظہری، ج ۲، ص ۲۶۳، الناشر: مکتبۃ الرشدیۃ-الباکستان)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

كل من جلس في مجلس معصية ولم ينكر عليهم يكون معهم في الوزر سوا۔

ہر وہ شخص جو گناہوں کی مجلس میں بیٹھے اور ان کا انکار نہ کرے، تو یہ شخص گناہ گاروں کے ساتھ عذاب میں برابر کا شریک ہو گا۔ (تفسیر القرطبیؒ، ج۵، ص۳۹۶)

۵۔ ایک اور مقام میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (الأنعام ٦٨)

ترجمہ: اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

۶۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ (هود ١١٣)

ترجمہ: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

۷۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (المجادلة ٢٢)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

۸۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ (الممتحنة ۱)

ترجمہ: اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

۹۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (الممتحنة ۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

۱۰۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (المائدة ۵۱)

ترجمہ: اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

۱۱۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (التوبة ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

قرآن مجید کی مذکورہ نصوص اور آیات کریمہ سے یہ بات اظہر من الشمس معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ دوستی، محبت تعلق اور رازداری ممنوع، حرام اور ناجائز ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ دوستی رکھنے والا خود بدمذہب ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (التوبة ۸۴)

ترجمہ: اور ان میں سے کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

میت پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اس کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ولا يصلى عليهم اذا ماتوا۔

جب وہابی مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ (غنیۃ الطالبین، ج۲، ص۵۵)

شرط صحتها (الجنازة) إسلام الميت۔

(میت پر) نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے میت کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ (یعنی میت پر نماز جنازہ تب جائز ہے کہ مرنے والا مسلمان ہو۔)

(تنویر الابصار، ص ۵۸۲، کنز والزیلعی، ج۱، ص۳۹، فتح القدیر، ص۵۸۹، نور الایضاح، ص ۳۵۱)

صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں کہ (مردے پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اسلام اس لئے شرط ہے کہ):

لانها شفاعة و ليست للكافر۔ (مراقی الفلاح، ص ۳۵۱)

کیونکہ نماز جنازہ (اللہ کریم غفور الرحیم کی بارگاہ اقدس میں مرحوم کی) مغفرت کی سفارش (کے لئے) ہے، اور کافر کے لئے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں) سفارش جائز نہیں۔

لہٰذا کافر پر جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

چونکہ وہابیوں کا کفر کئی وجوہ کی بناء پر ثابت ہے، لہٰذا ان پر جنازہ نہ پڑھا جائے۔

وہابیوں کی امامت جائز نہیں

و کره امامة المبتدع

بدعتی (وہابی) کی امامت مکروہ ہے

المتون حواشی و شروح و فتاویٰ:

فالمراد مبتدع لا يعتقد شيئا يوجب الكفر۔۔۔۔۔الخ

(جامع الرموز، ج ۱، ص ۷۷، در مختار، ج ۱، ص ۲۷۳، مجمع الانھر، ج ۲، ص ۱۰۵، زیلعی الکنز، ج ۱، ص ۱۳۴، برجندی، ج ۱۱۷، کبیری، ۲۶۲، فتح القدیر، ج ۱۴۲۱)

مبتدع سے مراد وہ شخص ہے جو اسلام میں نئی چیز ایجاد کرے، ایسی شے کا مرتکب ہو جو کفر کو تو لازم نہ کرے مگر بدعت (ضرور ہو) جب تک وہ مبتدع کفر والا کام نہ کرے بدعتی ہی کہلائے گا، اس بناء پر اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ لکھا۔ دادا جان ثابت فرما رہے ہیں کہ وہابیوں کی اقتداء میں نماز بہر صورت منع ہے۔ ان کی کفریات کی بناء تو کسی صورت میں ان کی

اقتداء میں نماز جائز نہیں اور بدعتی ہونے کی بناپر مکروہ تو بہر حال ہے ہی، مکروہ ہو تب بھی وہ نماز واجب الاعادہ ہے تو پھر کسی وہابی کی اقتداء میں نماز پڑھی ہی کیوں جائے۔ (مترجم)

فان علی فی هواه بحیث حکم علی کفره لا یجوز امامته۔

اگر وہ بدعتی بدعات میں اتنا آگے بڑھا کہ اس کی بدعات (حالت کفر تک پہنچ گئیں) اور اس پر کفر کا فتویٰ لگا تو پھر تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا (صرف مکروہ ہی نہیں) بلکہ ناجائز ہے۔

(برجندی امامت، ج۱، ص۱۱۷، شبلی، ج۱، ص۱۳۴، بمعناه مولوی حسامی، ص۳۸۲، خلاصۃ، ج۱، ص۱۲۱، ہندیۃ، ج۱، ص۱۱۶، ہدایۃ، ج۱، ص۸۹، خانیۃ، ج۱، ص۴۴، مجمع الانھر، ج۱، ص۱۰۵، جامع الرموز، ج۱)

وہابیوں سے قطع تعلق واجب ہے

ولا یترحم علی الوهابیة اذا ذکروا

جب وہابیوں کا نام لیا جائے تو ان پر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ کہا جائے

قال سهیل بن عبدالله من صحح ایمانه و اخلص توحیده لا یأنس الی مبتدع و لا یجالسه، اھ۔

ترجمہ: سہیل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں صاحب ایمان خالص توحید والا نہ تو وہابی سے محبت کرے اور نہ اپنے پاس بٹھائے۔ (حقائق ثم چرخی، ص۱۲)

ولا یکاثر اهل البدعة۔ (حقائق التفسیر ثم یعقوب چرخی، ص۵۶)

(نیز مسلمان) وہابیوں سے خوش طبعی نہ کرے۔۔۔

(نیز) کسی وہابی کے نہ (تو خود) قریب جائے اور نہ ان کو اپنے قریب چھوڑے۔

من تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبه، اھ۔ (چرخی)

(نیز)جو مسلمان وہابی سے محبت کرے گا،اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیا جاتا ہے۔

ولا یواکلہ ولا یشاربہ، اھ۔ (حقائق ثم چرخی، ص ۲۲)

(نیز) مسلمان کسی وہابی کو نہ کھانا کھلائے اور نہ اسے پانی پلائے۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی وہابی کو سلام تک نہ کیا جائے۔

ولا یسلم علیھم لان امامنا احمد بن حنبل قال من سلم علی صاحب البدعۃ فقد احبہ لقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم افشو السلام بینکم تحابوا (الی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) وقال فضیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما من احب صاحب البدعۃ احبط اللہ علیہ واخرج نور الإیمان من قلبہ، اھ۔

(غنیۃ الطالبین، ص ۵۵)

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی وہابی کو سلام نہ کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے امام سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ سلام کرنا (وہابی کو) اس لئے منع ہے کہ سلام سبب محبت ہے، تو گویا تو نے وہابی کو سلام کر کے اس سے محبت کا اظہار کیا جبکہ وہابی سے اجتناب ضروری ہے چہ جائیکہ کہ محبت ہو، وہابی کو سلام کرنا اس لئے منع ہے کہ سلام ذریعۂ محبت ہے۔ دیکھئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا (مسلمانوں آپس میں) سلام خوب پھیلاؤ (ایک دوسرے کو سلام کرو) کیونکہ اس سے محبتیں بڑھتی ہیں۔

سیدنا فضیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے بدعتی (وہابی) سے محبت کی اس کے نیک اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں، نیز اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیا جاتا ہے۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ولا یجالسہ۔ (غنیۃ الطالبین، ص۵۵، ثم یعقوب چرخی، ص۲۲)

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہابی کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ۔

ومن واھن مبتدعا سلبہ اللہ حلاوۃ السنن۔

جس (مسلمان) نے بدعتی (وہابی) سے (کسی کام میں یا گفتگو میں) نرمی کی تو اللہ جل جلالہٗ اس کے دل سے سننِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مٹھاس نکال دیتا ہے (کیونکہ وہابی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا بدترین گستاخ ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کل قیامت کے دن میں ان گستاخوں سے کلام نہیں کروں گا، نہ لطف وکرم کی نگاہ سے دیکھوں گا بلکہ ان کو جہنم میں داخل کروں گا۔

لا یکلمھم اللہ ولا یزکیھم۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ولا یھنھم فی الاعیاد واوقات السرور۔ (غنیۃ الطالبین، ص۵۵)

ان گمراہوں (وہابیوں) کو عیدین اور دیگر خوشی کے مواقع پر مبارکباد نہ دی جائے۔

بل یبانیھم ویعادیھم فی اللہ معتقد بطلان مذھب اھل البدعۃ محتسبا بذلک الثواب الجزیل والاجر الکثیر اھ۔ (غنیۃ الطالبین، ج۲، ص۵۵، حقائق التفسیر چرخی، ص۲۲)

نیز غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں سے قطع تعلق کرو، نیز ان سے اللہ جل جلالہ (کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے) دشمنی رکھو۔ نیز ان کے مذہب کے باطل ہونے کا (پختہ) یقین رکھو اللہ جل جلالہ تمہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔

وروی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم انه قال من نظر الی صاحب البدعة بغضا له فی اللہ ملا اللہ تعالیٰ قلبه امنا۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہے جس نے بدعتی (وہابی) کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے) بغض (نفرت) کی نگاہ سے دیکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امن سے بھر دے گا۔۔۔

وایما المؤمن انتهر صاحب بدعة بغضًا له في الله أمنه الله يوم القيامة۔

(غنیۃ الطالبین، ج ۱، ص ۱۶۵، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان)

جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہابی کو ذلیل کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو (ہر طرح کا) امن عطا فرمائے گا۔

ومن استحقر بصاحب بدعة رفعه الله تعالى في الجنة مائة درجة۔

(غنیۃ الطالبین، ج ۱، ص ۱۶۵، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان)

جس نے بدعتی (وہابی) کو حقیر (ذلیل) کیا۔

وإذا رأيت مبتدعًا في طريق فخذ طريقًا آخر۔

(غنیۃ الطالبین، ج ۱، ص ۱۶۶، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان)

(جس راستے سے وہابی) کو آتے دیکھو اپنا راستہ تبدیل کر لو کیونکہ یہ مغضوب ہے یعنی وہ انسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل فرمایا ہے۔ راستہ اس لئے تبدیل کر لو کہ کہیں اس کی قربت سے تو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب میں نہ آئے جس طرح وادی محسر سے جلدی گزرنے کا حکم ہے یوں ہی بطنِ عرنہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بیٹھنے سے منع فرمایا۔ صالح مدین میں تبوک جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جلدی گزر جانے کا حکم فرمایا کیونکہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کے گستاخوں پر عذاب نازل ہوا تھا۔

سو وہابی جس راہ چل رہا ہے تو اس راہ کو تبدیل کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے۔ (غنیۃ الطالبین، ج۲، ص۵۵)

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وقد لعن النبي -صلى الله عليه وسلم- المبتدع, فقال -صلى الله عليه وسلم- من أحدث حدثًا أو آوى محدثًا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين, ولا يقبل منه صرفًا ولا عدلًا۔ يعني بالصرف: الفريضة, وبالعدل: النافلة۔ (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۶۶)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بدعتی (وہابی) پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: جس شخص نے (دین میں) نئی چیز ایجاد کی، یا (کسی نے نئی چیز ایجاد کی جس کا ہمارے دین سے کوئی تعلق نہ ہو) اور اس نے اس پر عمل کیا سو اس پر اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ اور جمیع انسانوں کی لعنت ہو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس (بدعتی) کے فرض ونوافل قبول نہیں کرتا۔

وعن أبي أيوب السجستاني -رحمه الله- أنه قال: إذا حدثت الرجل بالسنة فقال: دعنا من هذا وحدثنا بما في القرآن, فاعلم أنه ضال۔ (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۶۶)

حضرت ایوب سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی (عالم) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہو اور سننے والا کہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم چھوڑ دو (اس مسئلہ کا حل) قرآن سے بیان کر (تو اے سننے اور پڑھنے والے) سمجھ جا کہ ایسا شخص گمراہ ہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم إذا رأَیتَ الفاجِرَ فَلَمْ تَسْتَطِعْ أن تُغَیِّرَ علیہِ فاکْفَهَرَّ۔ (مجمع الزوائد، ج۷، ص۲۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا جب تم کسی فاسق وفاجر و گمراہ (وہابی) کو دیکھو تو اسے ترش روئی سے دیکھو۔

وإذا علم الله -عز وجل- من رجل أنه مبغض لصاحب بدعة رجوت الله تعالى أن يغفر ذنوبه وإن قل عمله۔ (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۶۶)

جب کوئی کسی بدعتی گمراہ (وہابی) سے (محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر) نفرت کرے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص (جو وہابی سے نفرت کرتا ہے) کے تمام گناہوں کو بخش دے اگرچہ اس کے اعمال خیر کم ہی کیوں نہ ہوں۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ومن لقيه بالبشر أو بما يسره فقد استخف بما أنزل الله تعالى على محمد -صلى الله عليه وسلم۔ (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۶۵)

جو کسی گمراہ (وہابی) سے خوشی سے ملاقات کرتا ہے اور یہ ملاقات اسے اچھی لگے (اس ملاقات سے اسے خوشی حاصل ہو) تو اس نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر نازل شدہ کتاب (قرآن کریم) کی تحقیر کی۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وعن أبي المغيرة عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم- أبى الله -عز وجل- أن يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته۔

حضرت مغیرہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مبتدع (وہابی) کے عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک وہ (اپنی وہابیت سے) توبہ نہ کرے۔ (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۶۵)

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وقال فضيل بن عياض -رحمه الله-: سمعت سفيان بن عيينة -رحمه الله- يقول: من تبع جنازة مبتدع لم يزل في سخط الله تعالى حتى يرجع۔ (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۶۶)

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عینیہ سے سنا ہے کہ جس نے مبتدع کی (وہابی) تابعداری کی تو جب تک اس کی تابعداری چھوڑ نہ دے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب میں رہے گا۔ (المقاصد السنیہ)

بد مذہبوں کے بارے میں احادیث مبارکہ میں یہ آیا ہے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ۔ (رَوَاهُ مُسلم)

یعنی آخر زمانہ میں جھوٹے اور دجال قسم کے لوگ پیدا ہوں گے جو ایسی احادیث بیان کریں گے اور ایسی ایسی باتیں کریں گے جن کو نہ آپ نے اور نہ آپ کے اباؤ اجداد نے سنا ہو گا۔ (مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۵۵، الناشر: المکتب الإسلامی- بیروت)

خبردار! ان سے بچے رہنا کہ یہ تم لوگوں کو گمراہ نہ کردیں اور فتنوں میں نہ ڈال دیں۔

۲۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ: إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر بد مذہب، بیمار ہو جائے تو آپ لوگ اس کی عیادت کے لئے نہ جائیں اور اگر مر جائیں تو آپ لوگ ان کے جنازوں پر نہ جائیں۔ (سنن ابی داؤد، ج۴، ص۲۲۲)

۳۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مَجُوسَ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْمُكَذِّبُونَ بِأَقْدَارِ اللہِ، إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ، وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب آپ بد مذہبوں کے ساتھ ملاقات کریں تو ان کے ساتھ سلام نہ کیا کریں۔

(سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۳۵، الناشر: دار إحياء الكتب العربية- فيصل عيسى البابي الحلبي)

۴۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجَالِسُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تُؤَاكِلُوهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ آپ بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھیں، نہ پیئیں، نہ کھائیں اور نہ ہی نکاح کریں۔ (الضعفاء الكبير، ج۱، ص۱۲۷، الناشر: دار المكتبة العلمية- بيروت)

۵۔عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم أَنِّي بری ء مِنهُم وهم برء مني جهادهم كجهاد التُرك والديلم۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں بدمذہبوں سے بیزار ہوں اور بدمذہب مجھ سے لاتعلق ہیں اور بدمذہبوں کے ساتھ جہاد ایسا ہے جیسا کہ ترک اور دیلم کے کافروں کے ساتھ۔

(الفردوس بماثور، ج۲، ص۳۱۷، الناشر: دارالکتب العلمیۃ- بیروت)

٦۔ عن أنس قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إذا رأيتم صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه فإن الله يبغض كل مبتدع ولا يجوز أحد منهم الصراط ولكن يتهافتون في النار مثل الجراد والذبان۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی آپ کسی بدمذہب کو دیکھیں تو ان کو غصہ کی نظر سے دیکھیں، کیونکہ اللہ رب العزت ہر بدمذہب کے ساتھ دشمنی اور بغض رکھتا ہے، تو ان بدمذہبوں میں سے ایک بندہ بھی پل صراط پر نہیں چل سکے گا مگر یہ کہ دوزخ میں ایسے گریں گے جیسے کہ ٹڈیاں اور مکھیاں گرتی ہیں۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، ج۴۳، ص۳۳۷، الناشر: دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)

۷۔ عن عبد الله بن بسر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام۔

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو بدمذہب کی تعظیم وتوقیر (عزت) کرے تو اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۵، ص۲۱۸، المکاتب: 1-دارالکتاب العربي- بیروت 2-دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، 3-دارالکتب العلمیۃ- بیروت)

۸۔ عن معاذ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مشى إلى صاحب بدعة ليوقره فقد أعان على هدم الإسلام۔

سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی بدمذہب کے پاس اُس کی عزت کرنے گیا تو اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۶، ص۹۷، المعجم الکبیر للطبرانی)

مذکورہ احادیث سے یہ بات اظہر من الشمس واضح ہوگئی کہ بدمذہبوں کے ساتھ کسی چیز کا بھی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ بلکہ بدمذہبوں کی عزت کرنا اسلام میں خرابی پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ جب بدمذہبوں کی گمراہی اور دوزخی ہونا معلوم ہوگیا تو یہ بھی جان لو کہ یہ بدمذہب اس موجودہ زمانے میں کون ہیں۔ تو جان لو کہ اس زمانے میں بعض گستاخ دیوبندی، وہابی، پنج پیری، نجدی، تفضیلی اور روافض سب کے سب خوارج کی اقسام ہیں۔

خوارج کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج (بدمذہب) کو ساری مخلوق میں بدتر اور ناکارہ سمجھتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ یہ خوارج (بدمذہب) وہ آیات جو کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری، ج۲۱، ص۲۵۰، المکتبۃ الفاروقیۃ)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خوارج (بدمذہبوں) کے بارے میں فرمایا:الخوارج کلاب النار۔

خوارج (بدمذہب) جہنم کے کُتے ہیں۔

(المعجم الاوسط، ج۹، ص ۴۲، المعجم الصغیر، ج ۲، ص ۲۴۰، جامع الاحادیث، ج ۴، ص ۴۶۴، سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۶۱، کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۳۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۵، ص ۳۰۴، مجمع الزوائد، ج ۱۳، ص ۴۷۶، مصباح الزجاجہ، ج ۱، ص ۲۷، معرفۃ علوم الحدیث، ج ۱، ص ۱۳۷، معجم ابن الاعرابی، ج ۳، ص ۱۱۰۵)

۳۔ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے سنا، انہوں نے فرمایا آپ لوگ خوارج (بدمذہب) جہاں کہیں بھی دیکھیں تو ان کو قتل کریں، کیونکہ ان کے قتل پر قیامت کے دن قاتل کے لئے اجر وثواب ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۲۱، ص ۲۵۱، المکتبۃ الفاروقیۃ)

۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ -صلی الله علیه وسلم- قَالَ: طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ۔

حضرت ابی سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ خوشحالی (مبارکباد) ہے ہر اُس شخص کے لئے جس نے خوارج (بدمذہب) کو قتل کیا اور اس شخص کے لئے بھی مبارک ہے جو کہ خوارج (بدمذہب) کے ہاتھوں سے شہید ہو۔ (سنن ابی داؤد، ج ۴، ص ۳۸۷، الناشر: دار الکتاب العربي- بیروت، مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۰۶، الناشر: المکتب الإسلامی- بیروت)

۵۔ وعنهما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم قال: هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ خوارج (بدمذہب) کل مخلوق (انسان اور غیر انسان) سے بدتر ہیں۔

(سنن ابی داؤد، ج۴، ص۳۸۷،الناشر: دار الكتاب العربي- بیروت، مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۰۶، سنن ابن ماجہ، سنن النسائی)

۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رب العزت کے اس قول وتسود وجوھم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن خوارج (بدمذہب) کے منہ کالے ہوں گے۔

(المعجم الکبیر طبرانی، ج۸، ص۲۶۷، مشکوۃ، ص۳۰۹)

۷۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم مَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلاَ تَعُودُوهُمْ وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَحَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِالدَّجَّالِ۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی بدمذہب بیمار ہو جائے تو آپ لوگ اس کی عیادت کے لئے نہ جائیں، یہ بدمذہب دجال کا (لشکر) ہے، اور اللہ رب العزت کا حق ہے کہ ان کو دجال کے ساتھ شامل کرے۔

(سنن ابی داؤد، ج۴، ص۳۵۷،الناشر: دار الكتاب العربي- بیروت)

۸۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَقْبَلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا، وَلاَ صَلاَةً، وَلاَ صَدَقَةً، وَلاَ حَجًّا، وَلاَ عُمْرَةً، وَلاَ جِهَادًا، وَلاَ صَرْفًا، وَلاَ عَدْلاً، يَخْرُجُ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بدمذہب کا نہ روزہ قبول فرماتا ہے، نہ نماز، نہ روزہ، نہ صدقہ، نہ ہی حج، نہ ہی عمرہ اور جہاد قبول کرتا ہے اور

اس کی نفل عبادت کو بھی قبول نہیں کرتا ہے اور نہ ہی فرض عبادت، بدمذہب اسلام سے ایسے نکلتا ہے جیسے بال آٹے سے۔ (سنن ابن ماجۃ، ج۱، ص ۳۴، الناشر: مکتبۃ أبي المعاطي)

اس زمانہ میں اور اس دور میں اہل سنت وجماعت جن کی صحیح مصداق علماء بریلوی کثر اللہ سوادھم ہیں۔ اور اہل سنت وجماعت سے مراد وہ بریلوی ہیں جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدہ پر ہوں۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

آج کا یہ پُر فتن دور اختلافات حادثہ کے عروج کا دور ہے۔ تمام شعبۂ ہائے حیات میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اگر اختلاف مثبت اور برائے اصلاح ہو تو اس کا نتیجہ اچھا بر آمد ہوتا ہے جب کہ اگر اختلاف، تعصب، ضد و ہٹ دھرمی اور حق کے خلاف ہو تو نتیجہ بھی شر کی صورت میں نکلتا ہے۔ اختلاف کبھی خیر اور خیر کے مابین ہوتا ہے تو اس صورت میں ہر دو فریق میں کسی کو بھی مورد الزام نہیں ٹھہرایا جائے گا بلکہ اس میں حُسن نیت کی بناء پر دونوں اجر کے مستحق ہوں گے جیسے صحابہ کرام کے مابین فروعی و علمی واجتہادی اختلاف۔

اختلاف کبھی شر و شر کے مابین ہوتا ہے اس صورت میں یہ سراسر فساد و فتنہ ہوتا ہے اور ہر دو فریق اس میں قابل گرفت ٹھہرتے ہیں اور دونوں فریق اپنی بدنیتی اور فساد پھیلانے کے سبب عذاب کے مستحق ہونگے۔ جیسے بد مذہب لوگوں کا اختلاف، یا باطل عقائد میں، باطل فرقوں (وہابیہ، شیعہ، رافضیہ، ناصبیہ، قدریہ، معتزلہ، مرجئہ) کا آپس میں اختلاف۔

اور کبھی اختلاف خیر اور شر کے مابین ہوتا ہے چاہے خیر و شر عقیدے سے متعلق ہو یا عمل سے متعلق ہو۔ اس صورت میں خیر والا گروہ قابل تحسین ولائق اجر و ثواب ہو گا جبکہ شر والا گروہ قابل گرفت و مستحق عذاب نار ہو گا۔ اہل سنت وجماعت اور دیگر باطل فرقوں کا اختلاف بھی تیسری صورت والا ہے۔ بر صغیر پاک و ہند میں بد مذہب فرقوں نے اہلسنت و جماعت کے صحیح عقائد و معمولات کے حامل علماء و مسلمانوں کو "بریلوی" کہہ کر اہلسنت و

جماعت سے نکالنے کی سعیٔ باطل کی کیونکہ دیوبندی وہابی خارجی اور رافضی فتنوں کا اہل حق علمائے اہلسنت وجماعت ہمیشہ سے رد کرتے آئے ہیں خصوصاً جب دیوبند کے اکابرین نے گستاخانہ عقائد کا پرچار کیا تو اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضاخان قندھاری رحمہ اللہ (جو علاقہ بریلی (انڈیا) سے تعلق رکھتے تھے) نے ان کا رد بلیغ کیا اور قلمی جہاد کیا جس کی تائید پاک وہند کے تمام اہلسنت وجماعت کے علماء حتیٰ کہ حرمین شریفین کے جید علماء کرام نے بھی کی، تو جب دیوبندی اکابر سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو سواد اعظم اہلسنت وجماعت کو بریلوی فرقہ کہہ کر اپنی ہزیمت و گمراہی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔

بریلی کے علماء مثلا اعلیحضرت، بدایوں کے علماء مثلا علامہ عبد الحامد بدایونی، خیر آباد کے علماء مثلاً فضل حق خیر آبادی، وغیرہ سب اہلسنت وجماعت ہیں جب کہ دیوبند کے علماء، مثلاً اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہ، دہلی کے علماء مثلاً اسمٰعیل دہلوی، امر تسر کے علماء مثلاً ثناء اللہ امر تسری وغیرہ یہ تمام وہابی خارجی عقائد کے حامل ہیں۔ لہذا ان سے کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنا جائز نہیں وہ لوگ جو نہ صرف سنی ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں سے تعلق ہی نہیں بلکہ ان کے عقائد کفریہ کی تاویلات فاسدہ کرتے اور ان ائمہ دیابنہ کو مسلمان جانتے ہیں۔ دراصل یہی وہ لوگ ہیں جو سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے ہیں

یاد رکھیں! جو کوئی بھی ان عقائد کفریہ صریحہ کو درست کہے یا اس میں کسی قسم کی کوئی تاویل فاسد کرے یا ائمہ دیابنہ کو مسلمان کہے یا ان کے کفر میں شک یا توقف کرے سو جان لو ایسا آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہے اسے اسلام سے کوئی واسطہ نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ فقیر نے

یہ مختصر تحریر انہی لوگوں کے رد میں لکھی گی ہے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ علماء حقہ علماء اہل سنت اور دیگر فرق باطلہ کے ائمہ ہر ایک درست و صحیح ہیں یعنی وہ اپنی صلح کلیت کا اقرار کرتے ہیں۔

یہ مختصر مگر پُر اثر تحریر کا لکھنے کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ حق کو واضح کرنے اور اس وعید شدید سے خود کو بچانا ہے کہ: **السکوت عن الحق: ان السکوت عن الحق حرام قال ﷺ الساکت عن الحق شیطان اخرس کذافی الاسرار۔**

(المستصفیٰ للامام عبداللہ بن احمد النسفی کتاب الصلاۃ ج ۱ص ۳۵۷ و ص ۵۰۸، الرسالۃ القشیریۃ ج ۱ص ۱۵۶ اور شرح نووی علی صحیح مسلم ج ۲ص ۲۰ اور شذرات الذھب ج ۳ص ۱۸۰ اور نورالانوار ص ۲۱۹ باب الاجماع اور صحیح مسلم ج ۱ص ۵۰ باب الحث علی اکرام الجار اور سنگین فتنہ ص ۹۵ اور اصول تکفیر جدید ایڈیشن ص ۱۷۱ بحوالہ التفسیر الکاشف ج ۵ص ۳۲)

اور تلویح میں ہے: **فان الواجب علیہ ان یبین مذھبہ و ماھو حق عندہ لئلایکون شیطان اخرس بسکوتہ عن الحق۔ اھ**

(تلویح ص ۵۲۳ اور تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۴ طبع پشاور اور حاشیہ تحفۃ النصائح)

اذا السکوت عن الحق حرام۔

(نامی شرح حسامی ص ۱۹۹، اصح المطابع نور محمد کراچی اور فصول شاشی ص ۳۷۷، معدن الاصول شرح اصول الشاشی ص ۳۵۲ طریقۃ محمدیۃ ج ۲ص ۸۶۔)

یعنی حق سے خاموشی حرام ہے اور حق سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے۔ اپنے مذہب اور جو اس کے ہاں حق ہو وہ اس پر واجب ہے کہ بیان کرے۔

یاد رکھیں حق اور شریعت کسی کی خواہش کا تابع نہیں: ارشاد ربانی جل واعلیٰ ہے۔

فَلَاتَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳۵ پارہ نمبر ۵۔

ترجمہ:توخواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ۔

سورۃ انعام پارہ ۸ آیت نمبر ۱۱۹

ترجمہ: اور بہت لوگ بہکاتے ہیں اپنے خیالات پر بغیر تحقیق، تیرا رب ہی خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ۔

سورۃ ص آیت نمبر ۲۶

ترجمہ: اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا دے گی بے شک وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر ۴۳ پارہ ۱۹

ترجمہ: کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لوگے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔

سورۃ الفرقان پارہ ۱۹ آیت نمبر ۴۴

ترجمہ: یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

پارہ نمبر ۲۰ القصص آیت نمبر ۵۰

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارا فرمان قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ۔

پارہ ۲۱ روم آیت نمبر ۲۹

ترجمہ: بلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لئے بے جانے تو اسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

دعا ہے کہ رب تعالیٰ مجھے حق کہنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه

اللھم ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه

اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ھی

اللھم بارک فی علمنا و عملنا و حلمنا و سائر العادات العبودیة

ببرکة اسماء الحسنیٰ و ببرکة اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ببرکة اسماء مشائخنا رضی اللہ عنہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین اسلام خداوند تعالیٰ کا محبوب و پسندیدہ دین ہے، اس کے علاوہ سارے ادیان و مذاہب باطل ہیں ۔دین اسلام کے احکام کی دو بڑی قسمیں ہیں:

(۱) اصول وعقائد

(۲) فروع ومسائل۔

مسلمان ہونے کے لیے پہلے عقائد کی تصحیح ضروری ہے اور نجات کا دارومدار بھی عقائد کی درستگی پر موقوف ہے۔اس کے بعد فرائض وغیرہ دیگر احکام کا درجہ ہے۔عقائد میں اختلاف کے باعث مسلمان کئی فرقوں میں منقسم ہیں مثلاً: روافض، خوارج، نواصب، معتزلہ وغیرہا لیکن عصر حاضر میں سب سے بڑا اخبث، بدتر، و مسلمانوں کے لیے مضرتر، فرقہ وہابیہ ہے، جس کا بانی ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی م ۱۸۳۱ء ہے اور ہندوستان میں وہابیوں کی دو شاخیں ہیں:

(۱) وہابی دیوبندی

(۲) وہابی غیر مقلد۔

لیکن اس تقسیم کے باوجود دونوں کے عقائد کفر وضلال یکساں ہیں۔ جیسا کہ **سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، ماحی کفر وضلالت، الشاہ امام احمد رضان خان قندھاری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اپنے فتاوی میں ارشاد فرماتے ہیں:** ”بے شک وہابیہ مقلدین و غیر مقلدین یقیناً تمام عقائد کفر وضلال میں متحد ہیں ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد:۱۱، ص:۱۲۷)

صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ:

"اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر متفرع (یعنی موقوف) ہےاور بہتیرے مسلمان ایسے ہیں کہ اصول مذہب سے آگاہ نہیں، ایسوں کے لیے سچے عقائد ضروری کے سرمایہ کی بہت شدید حاجت ہے۔ خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں کہ گندم نما جو فروش بکثرت ہیں، کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، بلکہ عالم کہلاتے ہیں اور حقیقت اسلام سے ان کو کچھ علاقہ نہیں، عام نا واقف مسلمان ان کے دام تزویر میں آکر مذہب اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

(بہار شریعت، جلد: ۱، ص: ۱۳۰)

زیر نظر رسالہ سنی نما وہابیوں صلح کلیوں کی منافقانہ روش کو ظاہر کرنے لئے ایک دستاویز ہے اور حق کو باطل میں ملانے کی ناکام کوشش کرنے والوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے۔ قرآن عظیم کی سورۃ بقرہ کی آیت ٤١ / اور میں بنی اسرائیل کو زجرا مخاطب کیا گیا ہے کہ

: وَلَاتَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ ودانستہ حق نہ چھپاؤ۔

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم: في آخر الزمان..... دعاة علی أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْ فِيهَا فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ اصِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: نَعَمْ قَوْمٌ مِنْ جَلْدَتِنَا وَ يَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكْنِي ذَلِكَ؟ قَالَ : تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنتَ عَلَى ذَالِكَ۔

(زمانہ اخیر میں) کچھ لوگ خود جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی اسی طرف بلائیں گے، جو ان کی دعوت پر ٹھیک کہے گا وہ اس کو بھی جہنمی بنادیں

گے (صحابی رسول نے) عرض کی یارسول اللہ! اُن (داعیان الی الشر) کی صفت بیان فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن لوگوں کا رنگ ڈھنگ، جلد اور چہرہ وغیرہ بظاہر ہماری طرح ہوگا اور ہماری ہی (یعنی مسلمانوں والی) زبان بولتے ہوں گے۔ (صحابی رسول نے) عرض کی یارسول اللہ اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو میرے لئے کیا حکم مبارک ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اہل سنت جماعت اور ان کے اگر (یعنی علمائے اہل سنت) کا اتباع اپنے اوپر لازم کر لینا، (صحابی رسول نے) عرض کی: اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور ان کے ائمہ کرام نہ ہوں تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تمام منحرفین عمن اہل سنہ والجماعت سے الگ رہنا خواہ تمہیں تاحیات درخت کی جڑیں چبا کر ہی گزارا کرنا پڑے اور تمہیں اسی حال میں موت آجائے۔ (بخاری فی الصحیح، کتاب المناقب، باب: علامات النبوۃ في الاسلام، ۳/۱۳۱۹ الرقم ۳٤۱۱)

حضرت امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

الاعداء ثلثة عدوک و عدو صدیقک و صدیق عدوک دشمن تین ہیں: ایک تیرا دشمن، ایک تیرے دوست کا دشمن، ایک تیرے دشمن کا دوست۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں: ایک تو ابتداءاس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ ہے۔

(ملفوظات اعلی حضرت، حصہ دوم، ص۸۷)

ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے، یہ ہمارا عین ایمان ہے۔ اگر اللہ کے دوستوں سے محبت اور دشمنوں سے دشمنی نہیں ہے تو سب عبادتیں بے کار ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ایک حدیث بیان فرمائی:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لیے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا، اس سے سوال ہو گا، کیا لایا؟ وہ کہے گا: میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکوۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذلک۔ ارشاد باری تعالی ہو گا: **هل واليت لى وليا وعاديت لى عدوا** کیا میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟)

اس حدیث کو بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں "تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا ورسول کی محبت ایک طرف، اگر محبت نہیں سب عبادات وریاضات بیکار"

(ملفوظات اعلی حضرت، حصہ اول، ص:۱۰۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں فرمایا: **عاملة ناصبة تصلىٰ نارا حامية**
عمل کریں مشقت جھیلیں (اور بداعتقادی کی وجہ سے) جائیں بھڑکتی آگ میں۔

(الغاشیۃ، آیت: ۲،۳)

عَنْ أَبِي أَمَّامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ستَكُونُ فتنٌ يُصْبحُ الرَّجُلُ فِيهَا مؤمناً ويمسي كافراً إِلَّا مَنْ أَحْيَاءَ الله بالعلم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب فتنے ظاہر ہوں گے ، آدمی صبح میں مومن اور شام کو (بسبب جہالت) کافر ہو جائے گا سوائے اُس شخص کے جسے اللہ علم حق کے ساتھ زندہ رکھے۔

(رواہ ابوداؤد في السنن، کتاب الفتن باب مایکون من الفتن، ۱/۱۳۰۵ الرقم ٤ ۳۹۵)

بہار شریعت کے حصہ اول کے عقائد کے بیان میں یہ عقیدہ بیان فرمایا کہ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے ۔ (بہار شریعت اول ص: ۵۹)

لہذا وہ لوگ جو اپنی بد اعتقادی کی وجہ سے کافر ہوئے اور علمائے اہل سنت و جماعت نے ان پر فتوی کفر صادر فرمادیا ان کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے جو کوئی ان کے کفر، بد اعتقادی میں شک کرے تو انہی کی طرح کافر و مرتد ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ کفر۔ وہ لوگ جو وہابیہ ، دیابنہ کی گستاخانہ عبارات کا علم رکھنے کے باوجود ان کے کفر میں تاویل فاسد یا کسی قسم کے شک کا شکار ہیں یا ان کے کفر میں توقف کرتے ہیں جیسا کہ صلح کلی، ایسے لوگوں سے **حضور حافظ ملت رحمہ اللہ فرماتے ہیں :**

”تمام صلح کلی منافقوں سے میرا مطالبہ ہے کہ اگر واقعی تم لوگ سنی مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق چاہتے ہو تو سب سے پہلے بارگاہ الہی میں اپنے عقائد کفریہ و خیالات باطلہ سے پکی توبہ کر ڈالو۔ خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے باز آجاؤ اور گستاخی کرنے والوں کی طرفداری و حمایت سے الگ ہو جاؤ اور سچائی مذہب قبول کر لو۔

(حق و باطل کا فرق ہیں: ۲۸)

قَالَ النَّبِيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَن خَرَجَ مِنْ طَاعَةِ وَ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، فَمَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً، وَ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عَمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ۔

کہ جو شخص (علمائے اہل سنت کی) طاعت سے نکل جائے اور اہل سنت و جماعت سے نکل کر الگ گروہ (رافضی، چکڑالوی، نیچری، قادیانی، وہابی، صلح کلی و غیر بافرقہ باطلہ) بنالے اور پھر مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا، اور جو شخص اندھی تقلید میں کسی (**منحرف عن الجماعت**) کے زیر قیادت (اس گمراہ کی حمایت میں اہل حق اہل سنت سے) لڑے یا کسی عصبیت کی بناپر (اہل حق پر) غضبناک ہو یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر لڑے اور مارا جائے تو وہ (بھی) جاہلیت کی موت مرا۔ (رواہ مسلم فی الصحیح، کتاب: الإمارة، باب: وجوب ملازمة المسلمين عند ظهور الفتن، ٦، ٤٧١٤٧٧٤٠١٤٧٦/٣ الرقم ١٨٤٨)

حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں اور کسی ایک ضرورت دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔

اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریات دین وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نارہ حشر و نشر و غیرہا۔ مثلا یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم انبین (آخری نبی) ہیں ۔ حضور اقدس ملالہ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طریقہ علماء میں نہ شمار کیے جاتے ہوں مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جانا ضروریات دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص محض کی

نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا، تا وقتیکہ اس شخص کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہو گا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں تیک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ خاتمہ پر بنا روز قیامت اور ظاہر پر مدار حکم شرع ہے، اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً: یہودی یا نصرانی یا بت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ و رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافری جانیں اور خاتمہ کا حال علم الٰہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول و فعل خلاف ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ اس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''میاں! جتنی دیر سے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کر لو (بلکہ) مقصود یہ ہے کہ اسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو، نہ یہ کہ اپنی صلح کل سے اس کے کفر پر پردہ ڈالو۔

تنبیہ ضروری: حدیث میں ہے: ''**سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلٰثَةً وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً**'' یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی، ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی: **مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰہِ** کہ وہ ناجی فرقہ کون ہے یا رسول اللہ، فرمایا: **مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي**

وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ دوسری روایت میں ہے، فرمایا: **وهم الْجَمَاعَة** وہ جماعت ہے۔'' یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جسے سوادِ اعظم فرمایا، اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا کیا اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت و جماعت ہی ہوا۔

(بہار شریعت، جلد: ۱، ص: ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۷۲)

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ شفا شریف میں فرماتے ہیں:

''الإجماع على كفر من لم يكفر أحداً من النصارى واليهود و كلّ من فارق الدين المسلمين أو وقف في تكفير هم أو شك ، قال القاضي أبو بكر باقلانى لأن التوقيف والاجماع اتفقا على كفرهم فمن وقف في ذلك فقد كذب النص والتوقيف أو شك فيه والتكذيب والشك فيه لا يقع الا من كافر''

یعنی اجماع ہے اُس کے کفر پر جو یہود و نصاری یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونے والے کو کافر نہ کہے یا اُس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی ابو بکر باقلانی علیہ الرحمہ نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو اُن (منکرین ضروریات دین) کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: **''كفر من لم يكفر من دان بغير ملة الاسلام أو وقف فيهم أو شك أو صحح مذهبهم و ان أظهر الاسلام و اعتقد ابطال كل مذهب سواه فهو كافر باظهار ما أظهر من خلاف ذلك''**

یعنی "کافر ہے وہ جو کافر نہ کہے اُن لوگوں کو کہ غیر اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب

اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اُس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف کر چکا۔

(فتاوی رضویہ: ۴۴۳،۴۴۴/۱۵، وانظر فتاوی رضویہ: ۱۱/۳۷۸)

غزالیِ دوراں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان آپ فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ (اقانیم اربعہ دیوبند کی) توہین آمیز عبارات پر تو سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور بسا اوقات مجبور ہو کر اقرار کر لیتے ہیں کہ واقعی ان عبارات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے لیکن جب ان عبارات کے قائلین کا سوال سامنے آتا ہے تو ساکت اور متامل ہو جاتے ہیں اور اپنی استادی، شاگردی، پیری مریدی، یا رشتہ داری و دیگر تعلقات دنیوی خصوصاً کاروباری تجارتی نفع و نقصان کے پیش نظر ان کو چھوڑنا، ان کے کفر کا اقرار کرنا ہرگز گوارا نہیں کرتے۔ ان کی خدمت میں مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ قرآن مجید کی حسب ذیل آیتوں کو ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرمائیں: **يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا ابَائَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّلِمُونَ۔ (التوبۃ، آیت: ۲۳)**

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو ان کو اپنا رفیق نہ بناؤ اور جو تم میں ایسے باپ بھائیوں کے ساتھ دوستی کا برتاؤ رکھے گا تو یہی لوگ ہیں جو خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ نا قْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ (سورۃ التوبہ: ۲۴)

ترجمہ: اے نبی! آپ مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن میں رہنے کو تم پسند کرتے ہو، اگر یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو ذرا صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنے حکم کو لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

ان دونوں آیتوں کا مطلب واضح ہے کہ عقیدے اور ایمان کے معاملے میں اور نیکی کے کاموں میں بسا اوقات خویش و اقارب، کنبہ اور برادری، محبت اور دوستی کے تعلقات حائل ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے ایک مومن انھیں کس طرح عزیز رکھ سکتا ہے۔ مسلمان کی شان نہیں کہ ایسے لوگوں سے رفاقت اور دوستی کا دم بھرے، خدا اور سول کے دشمنوں سے تعلقات استوار کرنا یقیناً گنہگار بنا اور اپنی جانوں پر ظلم کرنا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ الحق سے اگر یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ اور برادری چھوٹ جائے گی، استادی شاگردی یا دنیاوی تعلقات میں خلل واقع ہو گا، اموال تلف ہوں گے یا تجارت میں نقصان ہو گا، راحت اور آرام کے مکان سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا تو پھر ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے عذاب کے حکم کا منتظر رہنا چاہیے جو اس نفس پرستی، دنیا طلبی اور تن آسانی کی وجہ سے ان پر آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس واضح اور روشن ارشاد کو سننے کے بعد کوئی مومن کسی دشمن رسول سے ایک آن کے لیے بھی اپنا تعلق

برقرار نہیں رکھ سکتا، نہ اس کے دل میں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے کافر ہونے کے متعلق کوئی شک باقی رہ سکتاہے"۔ (الحق المبین، ص:۴۷-۴۸)

دنیائے صلحکلیت جھوٹے، مکار، دغاباز، بدمذہب، بددین خدا عزوجل ورسول اعظم علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمنوں کی یہ باتیں تعصب وجہالت پر مبنی ہیں کہ وہابیہ خبیثہ کلاب اہل النار اور اہل سنت و جماعت میں فروعی اختلاف اور وہ بھی تشریعی و تفسیری نوعیت کے ہیں حالانکہ دیوبندیوں (جو دراصل وہابی ہیں) کے کئی عقائد گستاخانہ وکفریہ ہیں۔ جن پر کثیر علماء اہل سنت وجماعت ہند وحرمین طیبین نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ یہ اختلافات اصلاً اصولی (عقائد) ہیں اور بعض فروعی (مسائل) بھی ہیں۔ جو ان گستاخانہ وکفریہ عقائد و نظریات کا قائل ہو یا جانتے ہوئے ان کی تصدیق وتائید کرے تو وہ اپنے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر ہے، اس پر تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ ذیل میں ہم وہ گستاخانہ وکفریہ عقائد بحوالہ پیش کریں گے اور اہل ایمان و انصاف کو دعوتِ فکر دیں گے کہ دیکھیں یہ عقائد شان رب العزت، شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی ہے اور سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر ہے اور تمام اعمال برباد ہونے کا سبب ہے۔ **(نعوذ باللہ من ھذا البلاء العظیم)**

دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص۸، پر لکھاہے:

"اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔

☆ تھانوی کی اس عبارت میں جو اس نے لفظ "ایسا" استعمال کیا اس پر علماء اہلسنت نے

گرفت کی کہ "ایسا" کہنا یقیناً توہین و کفر ہے۔ تو تھانوی کو چاہیے کہ یہ عبارت واپس لے اور توبہ کرے مگر وہ اپنے کفر پر ڈٹا رہا اور توبہ نہ کی۔ مگر بعض دوسرے دیوبندی وہابی مولوی سمجھ گئے کہ یہ لفظ گستاخی ہے مگر وہ بھی تاویلات فاسدہ کرتے رہے نہ تھانوی نے توبہ کی اور نہ ہی دوسرے دیوبندی مولویوں نے توبہ کی۔ بعض دیوبندی مولویوں نے مل کر اس کی عبارت پر حاشیہ آرائی کی جس سے یہ سب اس عبارت کے قائل و مصدّق ہوئے۔ چنانچہ مولوی غلام مرتضیٰ در بھنگی نے یہ لکھا کہ لفظ "ایسا" کبھی تشبیہ کے لیے آتا ہے جس کے معنی مانند اور مثل کے ہوتے ہیں اور کبھی اندازہ بیان کرنے کے لئے آتا ہے جس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے ہوتے ہیں۔ تھانوی صاحب کی عبارت میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی یہ عبارت کفریہ تھی کیوں کہ حضور علیہ السلام کے علم کو پاگل، حیوانوں کے علم سے تشبیہ کفر ہے مگر یہاں ایسا اندازہ کے لیے ہے یعنی "اتنے" اور "اس قدر" کے معنی میں ہیں۔ چنانچہ مرتضیٰ حسن لکھتا ہے: "واضح ہو کہ ایسا کا لفظ مانند اور مثل کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متعین ہیں۔ (توضیح البیان فی حفظ الایمان، مصنفہ، مرتضیٰ حسن، ص ۸)

"عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی "اس قدر"، اتنا" ہے پھر تشبیہ کیسی۔

(توضیح البیان فی حفظ الایمان، مصنفہ، مرتضیٰ حسن، ص ۱۱)

جب کہ مولوی حسین احمد دیوبندی وہابی کی تشریح اس طرح ہے کہ لفظ "ایسا" اگر یہاں "اتنا" کے معنی میں ہوتا تو یہ عبارت یقیناً کفریہ تھی مگر یہاں تو "ایسا" تشبیہ کے لیے ہے۔

اس کی عبارات ملاحظہ کریں:

"حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۱)

"اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ "ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے"۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۱)

"نفس بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے"۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۱)

ان خود ساختہ تشریحات پر نظر کریں تو دونوں صورتوں میں تھانوی کی اس عبارت پر کفر کا فتوی ہی لگتا ہے۔ مرتضیٰ حسن نے کہا کہ لفظ "ایسا" اس عبارت میں اتنا کے معنی میں ہے نہ تشبیہ کے لیے اگر تشبیہ کے لیے ہو تو واقعی تھانوی پر کفر عائد ہوتا ہے۔ جب کہ حسین احمد لکھتا ہے کہ لفظ "ایسا" اس عبارت میں تشبیہ کے لیے ہے اگر اتنا کے معنی میں ہوتا تو واقعی تھانوی پر کفر لازم آتا۔ اب بتائیں ان دونوں میں کون صحیح ہے کون غلط؟ حالانکہ دونوں ہی دیوبندی وہابی اور تھانوی کے حاشیہ نگار! مرتضیٰ حسن کی تاویل کے مطابق تھانوی اور حسین احمد پر کفر لازم اور حسین احمد کی تاویل کے مطابق تھانوی اور مرتضیٰ حسن پر کفر لازم۔ این چہ بوالعجبی است۔

خلیل احمد اور رشید احمد گنگوہی کی عبارات ملاحظہ کیجئے:

"شیطان کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

"ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائیکہ زیادہ"۔ (براہین قاطعہ، ص ۹۱)

ان عبارات کو دیکھئے کیسی صریح گستاخانہ و کفریہ عبارات لکھی ہیں۔(العیاذ باللہ)(نقل کفر کفر نباشد) کیا یہ فروعی اختلاف ہے؟ ذرا غور فرمائیے۔

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۲۴ پر لکھتا ہے:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"سو عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنٰی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ (تحذیر الناس، ص ۲)

مذکورہ عبارات مسئلہ ختم نبوت کو مشکوک بناتی ہے اور انہی کی سوچ سے مرزا قادیانی علیہ اللعنۃ نے نبوت کا جھوٹا دعوٰی کیا تھا۔(العیاذ باللہ) مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔۔۔۔الخ۔ (کشتی نوح، مصنفہ، مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۳۳)

بشیر محمود مرزائی نے لکھا" آپ خاتم النبیین ہیں آپ کا فیضان کبھی رک نہیں سکتا ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لیے بطور ظل کے ہوں۔۔۔۔۔۔۔اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرق نہیں آتا۔

(دعوۃ الامیر، مصفنہ، بشیر محمود مرزائی، ص ۲۵)

مولوی غلام خان وہابی اپنی کتاب (جواہر القرآن، ص ۳۷) پر لکھتا ہے:

"نبی کو جو حاضر وناظر کہے، بلاشک شرع اس کو کافر کہے"۔

دیوبندیوں وہابیوں کی توہین باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے:

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے: "امکان کذب (جھوٹ) بایں معنٰی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر یہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۱۰)

دیوبندی وہابی مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محمد ابن عبدالوھاب خارجی نجدی کی "کتاب التوحید" سے متاثر ہو کر ایک بدنام زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی جس میں نجدی عقائد کا خوب پرچار کیا، نجدی کی کتاب التوحید کے چند عقائد ملاحظہ کیجئے:

۱۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے اور ان کی زندگی میں ان کی عزت و حرمت بیشک تھی مگر اب چونکہ آپ وفات پا گئے ہیں اس لیے اب ان کی عزت اور تعریف و ثناء کی ضرورت نہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذرہ برابر بھی علم غیب نہیں دیا"۔

۲۔ کوئی نبی یا کوئی ولی بھی اختیار یا مرتبہ نہیں رکھتا۔ اور جب محمد رسول اللہ ﷺ ہی بے اختیار ہیں تو عبدالقادر جیلانی کی کیا طاقت ہے۔

۳۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو مشکل کے وقت پکارے اور یا محمد اور یا رسول اللہ پڑھے وہ یقیناً مشرک کافر ہے اس کا قتل واجب ہے۔

۴۔ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان دراصل مشرک ہو چکے ہیں اور کوئی بھی موحد نہیں۔ اس لیے ان پر جہاد فرض ہے۔

۵۔ روضہ رسول اللہ کی زیارت کے واسطے سفر کرنا قطعاً شرک ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ کہلانا بدعت ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا سخت گناہ اور شرک ہے۔ اور جو لوگ وہابی عقائد نہ مانیں ان کا کلمہ اور ایمان معتبر نہیں۔ ان کا قتل حلال ہے"۔

انہی عقائد کو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنایا اور خوب زور و شور سے اس کی تبلیغ کی۔ انہی روح فرسا اور ایمان سوز عقائد کی وجہ سے نجدی دور میں مسلمانان اہلسنت اور علمائے اہل سنت کو قتل کیا گیا ان کی جان و مال لوٹے گئے حتی کہ ان نجدیوں نے روضہ رسول ﷺ کو گرانے کی ناپاک جسارت بھی کی مگر قہر الٰہی نے انہیں اس ناپاک جسارت سے باز رکھا اور ان کی سازش کو خاک میں ملایا۔ مولوی گنگوہی کے چند عقائد فاسدہ جس پر اس نے اور دیگر دیوبندیوں وہابیوں نے زور دیا۔

۱۔ خدا تعالیٰ کا کذب ممکن ہے۔

۲۔ سرکار دو عالم ﷺ کا مثل پیدا ہونا ممکن ہے۔

۳۔ حضور علیہ السلام بحیثیت بشریت کے تمام بنی نوع انسان کے برابر ہیں۔

۴۔ حضرت محمد ﷺ سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے۔

۵۔ مجلسِ مولود مروجہ بدعت سیئہ حرام ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ براہین قاطعہ، مولفہ خلیل احمد مصدقہ رشید احمد گنگوہی)

"محمد ابن عبد الوھاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۱۱۱)

"نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں" (افاضات یومیہ تھانوی، حصہ ۴، ص ۶۳)

"خدا معلوم کیا ذہن میں آیا ہو گا جس کی بناء پر یہ کہا گیا ویسے تو عقائد میں نہایت ہی پختہ ہیں"۔ (افاضات یومیہ تھانوی، حصہ ۴، ص۷۷)

"حنفی کفر کی پیداوار ہیں"۔ (خطبات مودودی، ص۷۶)

"جو چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کیے ہیں۔ لاریب یہ امر زبون ہے۔

(سبیل الرشاد، رشید احمد گنگوہی، ص۲۱، سطر۷)

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا، پڑھنا، اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۱، ص۲۰)

"حضرت مولانا شہید صاحب کا فیض عام نہ تھا مگر تام تھا۔ تقویۃ الایمان کا طرز اس کا شاہد ہے"۔ (افاضات یومیہ تھانوی، حصہ ۴، ص۴۰۰)

"مولوی اسمٰعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والے اور سنت کو جاری کرنے والے۔۔۔۔الخ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۱، ص۲۱)

اہل حدیث وہابی مولوی عبد اللہ روپڑی لکھتا ہے: "اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو تو وہ امیدوار نجات ہے"۔

(رسالہ اہلحدیث کے امتیازی مسائل، مصنفہ: مولوی عبد اللہ روپڑی، ص۷)

یہی عقیدہ خارجیوں کا بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "من عرف اللہ و کفر بما سواہ من رسول وجنۃ فھو برئ من شرک"۔ (غنیۃ الطالبین، ص۹۷)

دیوبندیوں کا تقویۃ الایمان کے مصنف اور اس میں درج تمام عقائد فاسدہ کی تحسین کرنا

واضح طور پر ان کے وہابی وخارجی ہونے کی علامت ہے کیونکہ تقویۃ الایمان میں درج عقائد، محمد بن عبدالوہاب نجدی خذلہ اللہ کی کتاب التوحید کے عقائد ہیں جو یقیناً خارجی عقائد ہیں۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کا بڑے بھائی کے برابر ہونا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرات اولیاء کرام کو چمار سے بھی ذلیل سمجھنا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مٹی میں مل گیا ہوا سمجھنا، نبیوں کا مقام بس گاؤں کے چوہدری کے برابر سمجھنا، مشائخ و بزرگان دین کے سلسلوں کو یہودیت بتانا، تمام اولیاء اللہ کے معمولات، عرس، گیارہویں، میلاد شریف، وظیفہ یارسول اللہ وعظمت واحترام انبیاء کرام کو کفر وشرک بتانا۔ **(نعوذ باللہ من خرافات الوھابیۃ الخارجیۃ)**

اے میرے مسلمان بھائیو! کیا یہ شانِ رب العزت عزوجل و شانِ مصطفیٰ ﷺ اور انبیاء کرام واولیاء کرام کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟ یقیناً ہے تو پھر کیا یہ اختلافات اصولی نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں! تو نام نہاد صلح کلی کس طرح یہ کہتا ہے کہ یہ اختلاف صرف ذاتی اور فروعی ہیں۔ اور کس دلیل پر ان کو مسلمان جانتا ہے۔

نہیں معلوم کہ ان نام نہاد سنی صلح کلی لوگوں کے دل میں کیا حسد و تعصب ہے جو واضح حقائق سے نظریں چُرا رہے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مسلمان کے لیے عظمت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ سب سے اہم فرض و ضروری ہے۔ ورنہ سب کچھ بے کار ہے۔ شاعر نے خوب کہا!

محمد ﷺ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
جو ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

باری تعالیٰ کے لیے کذب کا ممکن ہونا بھی دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ مولوی

اسمٰعیل دہلوی نے یکروزی میں لکھا ہے:

"پس لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنیٰ مسطور باشد؛ الی قولہٖ الاّ لازم آید کہ قدرت انسانی زاید از قدرت ربانی باشد"۔

(یکروزی، مصنفہ، اسمٰعیل دہلوی، مطبوعہ، فاروقی، ص ۱۴۵)

یعنی پس ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت خدا کی قدرت سے زائد ہو جائے گی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا:

"الحاصل امکان کذب سے مراد دخولِ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے"۔

(فتاوی رشیدیہ، حصہ اول، ص۱۹)

یعنی مولوی گنگوہی دیوبندی کے نزدیک جھوٹ قدرتِ الٰہی میں داخل ہے۔(العیاذ باللہ)

محمود الحسن دیوبندی لکھتا ہے: "کذب متنازعہ فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے" (الجہد المقل، مصنفہ، محمود الحسن، دیوبندی، ج ۲، ص ۴۰)

مزید لکھتا ہے: "افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں"۔ (الجہد المقل حرا، ص ۸۳)

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک جھوٹ مقتدر الٰہی میں داخل ہے۔ جیسا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا " کلام لفظی افعال میں سے ہے اور صدق مرتبہ فعل میں مقدور ہے اور قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے تو بوجہ مقدوریت صدق اس کی ضد کذب بھی مقدور ہو گا۔۔۔الخ (خلاصہ کلام تھانوی، بوادر النوادر، ج ۱، ص ۲۱۰)

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک یہ کلیہ ہے کہ "حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے

مقدورالله ہے"۔ (تذکرۃ الخلیل مصنفہ، عاشق الٰہی میرٹھی، مشن پریس میرٹھ، ص۸۶ مضمون محمود الحسن دیوبندی، مندرجہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۹۸۹ء)

میرے مسلمان بھائیو! غور کریں کہ ان کا یہ کلیہ کس قدر غلط و شنیع ہے اور اس خود ساختہ کلیہ کو کوئی بھی صاحب ایمان و صاحب علم تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور الٰہی بھی ہو تو یہ لازم آئے گا کہ چوری، شراب خوری، جہل، ظلم وغیرہ بھی مقدور الٰہی بن جائیں کیونکہ یہ چیزیں مقدور العبد ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جو چیزیں مقدور العبد ہیں مثلاً چوری، شراب خوری، جہل، ظلم، بیوی کرنا، بچے جننا، وغیرہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن ہیں۔ **(العیاذ بالله)**

حالانکہ ایسی چیزوں و امور سے قدرت الٰہی کا کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت ان نام نہاد مولویوں کا کلیہ سراسر غلط ہے۔ اور علماء اسلام نے ان شنیع عقائد و باتوں کا ردّ بلیغ فرمایا ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

ان المؤمن لایجوز ان یظن بالله الکذب یخرج بذالک عن الایمان۔

"کسی مؤمن کے لیے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کذب کا گمان کرے کیونکہ اس سے وہ قائل بے ایمان ہو جائے گا"۔ (تفسیر کبیر، ج۵، ص۲۵۶)

صاحب مسامرہ فرماتے ہیں:

لایوصف الله تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفه والکذب لان المحال لایدخل تحت القدرۃ۔۔۔الخ

ترجمہ: ظلم، سفہ (بے وقوفی، جہالت) اور جھوٹ قدرت الٰہیہ کے تحت داخل نہیں ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے امکانِ کذب ہر گز نہیں ہے"۔ (مسامرہ، ص۱۸۰)

حضرت امام بن ہمام فرماتے ہیں:

وعندالمعتزلۃیقدر تعالیٰ ولا یفعل۔

ترجمہ: یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو کذب (جھوٹ پر قدرت ہے مگر وہ کرتا نہیں)۔ (مسامرہ، ص۱۷۰)

عقائد کی مشہور و معتمد کتاب "عقائد عضدیہ" میں ہے:

"الکذب نقص و النقص علیہ محال فلایکون من الممکنات و لاتشملہ القدرۃ"۔

ترجمہ: کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے پس خدا کے لیے امکانِ کذب نہیں ہو سکتا اور نہ کذب پر خدا کی قدرت کو دخل ہے"۔

مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں ہم نام نہاد سنی صلح کلی سے یہ پوچھتے ہیں کیا یہ ذاتی اختلاف ہے؟ یا صرف فروعی اختلاف ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی پاک و بے عیب ذات پر امکان کذب کا عیب لگانا ایمان ہے یا کفر؟ **فتدبّر و لاتکن من المتعصبین الغافلین۔**

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے کچھ خبر نہیں ہوتی۔ (ملاحظہ کریں، تفسیر بلغۃ الحیران، حسین علی دیوبندی، خلیفہ مجاز گنگوہی)

"اور انسان خود مختار ہے، اچھے کریں یا نہ کریں، اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا"۔ (تفسیر بلغۃ الحیران، ص۱۵۶)

یہی عقیدہ معتزلہ کا بھی ہے جو انہوں نے رافضیوں سے لیا ہے، رافضیوں کا عقیدہ "بدأ" جس کا مطلب ہے کہ بعض علوم خدا پر بعد میں ظاہر ہوتے ہیں جن کا خُدا کو پہلے کوئی علم نہیں

ہوتا"۔ شیعہ کی کتاب "اصول کافی" میں "بدأ" کا پورا باب باندھ کر اس کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے: "اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے"۔ (تقویۃ الایمان، مصنفہ، اسمٰعیل امام دیوبند، اہل حدیث کا نفری، ص ۲۳)

مولوی اسمٰعیل دیوبندی وہابی کے نزدیک خدا تعالیٰ کا علم لازم و ضروری نہیں اور اس کا جہل ممکن ہے۔ (العیاذ باللہ) "کہ جب چاہے علم غیب دریافت کر سکتا ہے" اور اس کو غیب دریافت کرنے کا اختیار ہے مگر بالفعل نہ اسے علم ہے اور نہ وہ کچھ جانتا ہے۔ لفظ "اختیار" سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ کی صفت اختیار یہ ہے واجبہ نہیں اور اختیار مستلزم ہے حدوث کو۔ تو علم الٰہی ان کے نزدیک قدیم نہ ہوا۔ جب کہ کتب فقہ و عقائد میں صراحتاً موجود ہے۔

لو قال خدائے قدیم نیست یکفر کذافی التاتار خانیہ۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۶۲)

"یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او انسبہ الی الجہل او العجز او النقص"

(فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۵۸)

دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی کی حد درجہ نادانی، تعصب و بغض اور سراسر جہالت دیکھئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بغض و عداوت نکالنے کی خاطر باری تعالیٰ کی بھی صریح گستاخی کرنے سے باز نہیں آیا اور بندوں کی صفت کو خدا کی قدیم و بے عیب ذات پر چسپاں کر کے خود اپنا بھی اور اپنے متبعین کا ایمان برباد کر دیا۔ (**نعوذ باللہ من ذالک**) یہ تو اس طرح ہے جیسے کہ کوئی بے دین شخص کہے کہ زندہ رہنا خدا کے اختیار میں ہے، جب چاہے زندگی

اختیار کرلے۔ یعنی اس کی صفت حیات مستقل و قدیم نہیں۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ وہ حیّ و قیوم ہے۔ (نعوذ باللہ من خرافات الدیوبندیۃ الخارجیۃ الوھابیۃ)

جب دیوبندی وہابی اللہ تعالیٰ کے ہی علم (غیب) کے منکر ہیں تو پھر وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم کا انکار کریں تو تعجب کیا!

قرآن نے فیصلہ فرمایا:

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔

اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت واثبات رویت بلا جہت ومحاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است۔۔۔۔الخ

(ایضاح الحق، مصنفہ، اسمٰعیل دہلوی، امام دیوبندیت، ص ۵۳)

پتہ چلا کہ دیوبندی وہابی مذہب میں خدا تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا سخت گمراہی ہے۔ تو ان کے فتویٰ سے تمام آئمہ کرام و پیشوایان اسلام بدعتی و گمراہ ہوئے۔ **(معاذاللہ)**

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

عقیدہ سیزدھم آنکہ حق تعالیٰ رامکان نیست واو راجھۃ از فوق و تحت متصور نیست وہمیں است مذہب اہل سنت وجماعت۔

(تحفۂ اثنا عشریہ فارسی، مطبوعہ کلکتہ، ص ۲۵۵)

اور کتب فقہ اسلام میں واضح لکھا ہے:

"**یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ**"۔

یعنی جو اللہ کے لیے مکان ثابت کرے وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج۲، ص۲۵۹)

فلہذا ہم نام نہاد سنی صلح کلی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اختلافات فروعی ہیں؟ یا ذاتی ہیں؟ یا اصولی اختلافات ہیں کیونکہ ایک عقیدہ کفر ہے جب کہ دوسرا عقیدہ اسلام و ایمان! تو کیا کفر و ایمان کا اختلاف صرف ذاتی و فروعی ہوتا ہے۔ (**فافھم حقائق الاسلام**)

بارگاہ الوہیت میں گستاخیاں اور عقائد شنیعہ کے ساتھ ساتھ دیوبندیوں وہابیوں کا شان رسالت و شان مصطفیٰ ﷺ میں نہایت قبیح و باطل عقائد و نظریات کا اظہار کرنا جو یقیناً کھلی گمراہی ہے۔

مولوی خلیل احمد دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان، ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کے لئے خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

(براہین قاطعہ، مصفنہ خلیل احمد، صدر مدرس، دیوبندیہ سہارنپور، و مصدقہ، رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ دیوبند، ص۵۱)

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ"۔ (براہین قاطعہ، ص۵۲)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک ملک الموت اور شیطان لعین کا علم بھی سرور کون و مکان سے زیادہ ہے (العیاذ باللہ) ان ناپاک اور باطل عقائد کے متعلق علماء اسلام کا فیصلہ

سماعت فرمائیں۔

امام اہل سنت حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فان من قال فلان اعلم منه ﷺ فقد عابه و نقص (الی قوله) و الحکم فیه حکم الساب من غیر فرق بینهما۔۔الخ

ترجمہ: جس شخص نے خدا کی کسی بھی مخلوق کا حضور کریم ﷺ سے زیادہ علم مانا تو بیشک اس شخص نے حضور کریم علیہ السلام کو عیب لگایا اور حضور کی تنقیص کی اور کسی بھی مخلوق سے آپ کا علم کم بتانے والے شخص اور آپ کو گالی دینے والے شخص میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔ الخ

(نسیم الریاض، شرح شفاء قاضی عیاض، مصفنہ شہاب الدین خفاجی، ج ۴، ص ۲۳۵)

تو دیوبندیوں وہابیوں کے امام نے حضور علیہ الصلاۃ و السلام کا علم ملک الموت اور شیطان کے علم سے کم بتا کر یقیناً حضور علیہ الصلاۃ و السلام کی تنقیص کی اور گالی دی ہے۔

اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ المنتقص له کافر مرتد و الوعید علیه جار بعذاب اللہ له و حکمه عند الامة القتل و من شک فی عذابه و کفره فقد کفر لان الرضی بالکفر کفر"۔

ترجمہ: تمام امت محمدیہ کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کو گالی دے یا آپ کی تنقیص کرے وہ بیشک کافر مرتد ہے عذاب الٰہی کا مستحق ہے اور اس کا قتل واجب ہے اور جو شخص اس کو کافر کہنے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے"۔ (نسیم الریاض، ج ۴، ص ۳۳۸)

اور دیوبندی خود بھی اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ صاحب نسیم الریاض کا یہ حکم درست

ہے۔ (دیکھئے المہند، ص ۲۵)

شفا شریف میں ہے:

من أدعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم أو بعدہ۔ أو من ادعی النبوۃ لنفسہ فھؤلاء کلھم کفار۔ (الشفا: ج: ۲، ص: ۲۸۵، فصل: فی بیان ماھو من المعاملات کفر)

شفا ہی میں ایک مقام پر ہے:

قال ابو حنیفۃ واصحابہ علی اصلھم من کذب بأحد من الانبیاء أو تنقص احد منھم أو بری منھم فھو مرتد (الشفا: ج: ۲، ص: ۳۰۲-۳۰۳، فصل: واما من تکلم من سقط القول)

فتاوی بزازیہ میں ہے:

"اجمع العلماء ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر... قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سب نبیا فاقتلوہ" اھ ملتقطا

(فتاوی بزازیہ مع الفتاوی الھندیہ: ج: ۶، ص: ۳۲۲، فصل: الثانی فیما یکون کفرا من المسلم وما لا یکون)

فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

"فاذا آمن بانہ رسول ولم یومن بانہ خاتم الرسل لاینسخ دینہ الی یوم القیامۃ لایکون مومنا" اھ (الفتاوی الھندیہ: ج: ۶، ص: ۳۲۷، فصل: الثالث فی الانبیاء)

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد۔ بچندیں مرتبہ بہتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است ۔۔۔۔۔الخ۔ (صراط مستقیم، مصنفہ اسمٰعیل دہلوی، مطبوعہ مجتبائی ص ۸۶)

یعنی خلاصہ یہ (نماز میں) کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال بہتر ہے

اور بیل گدھے کے خیال سے بزرگوں اور جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا خیال کئی درجے بدتر ہے"۔
العیاذ باللہ (نجانا اللہ سبحانہ من ھولآء الخرافات الدیوبندیہ الوھابیۃ الخارجیۃ)

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کا دیوبندی وہابی باطل عقیدہ ونظریہ کا رد:

"بحالت نماز "أحضر فی قلبک النبی ﷺ و شخصہ الکریم فقل السلام علیک ایھا النبی۔۔۔الخ۔

ترجمہ: التحیات پڑھتے وقت حضور کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو دل میں حاضر کرو اور عرض کرو السلام علیک ایھا النبی۔ (احیاء العلوم للغزالی رحمہ اللہ ج ۱، باب ۱، ص ۵۱)

فتاویٰ عالمگیری و در مختار میں ہے:

ویقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ الإنشاء کان یحی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نفسہٖ و اولیاءہ لا الاخبار مِن ذالک۔۔۔الخ (در مختار، ج ۱، ص ۳۵۸)

اسی قول کے تحت علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ای لا یقصد الاخبار و الحکایۃ عما وقع فی المعراج۔۔۔الخ

یعنی معراج میں مذکورہ واقعہ کی حکایت نہ کرے بلکہ خود اپنے سلام کہنے کی نیت کرے۔
(فتاویٰ شامی، ج ۱، ص ۳۵۸، مطبوعہ مصر)

علامہ حسن بن عمار الشرنبلالی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

فیقصد المصلی إنشاء ھذہ الألفاظ مرادۃ لہ قاصداً معناھا الموضوعۃ لہ من عندہ کانہ یحی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی نفسہ وأولیاء اللہ تعالیٰ خلافاً لما قالہ بعضھم إنہ حکایۃ سلام اللہ لا ابتداء سلام من المصلی۔

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، ص: ۱۴۵، مکتبۃ المدینہ)

ڈاکٹر اقبال اس باطل نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ:

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام	میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(بال جبریل)

اسمٰعیل دہلوی، سرور کون و مکان ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: "وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہوئے"۔ مزید لکھتا ہے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار کرو"۔ (تقویۃ الایمان، مطبوعہ دہلی، ص ۷۱، ۶۸)

آقائے دو جہاں ﷺ کی صفات کمالیہ و خصائص نبوت و اوصاف حمیدہ کو چھوڑ کر صرف بڑا بھائی بتایا، یہ آپ علیہ الصلاۃ و السلام کی صریح بے ادبی و گستاخی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی مقتدر و باعظمت ہستیاں بھی یہ جرأت نہ کر سکیں مگر نجدی وہابی دیوبندی بے باکانہ یہ جرات کر بیٹھا۔ **(العیاذ باللہ)**

غور کریں بڑے بھائی کی بیوی تو ماں نہیں کہلاتی اور بھائی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہوتا ہے۔ جب کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں اور تا قیامت ان سے امت کے کسی فرد کا نکاح حرام ہے۔ کیا دیوبندی وہابی کو یہ واضح ترین فرق نظر نہیں آتا؟ ہائے رے یہ تعصب! اللہ کی پناہ۔ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو بڑا بھائی کہنا کس قدر توہین ہے۔ صلح کلی حضرات بتائیے ذرا کہ کیا یہ ذاتی و فروعی اختلاف ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ یہ اصولی اختلاف ہے کیونکہ عظمت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ اصل ایمان ہے اور اس

کے بر خلاف توہین و گستاخی کرنا کفر ہے اور حبطِ اعمال کا سبب ہے۔

بقولہ تعالیٰ: یاایھاالذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم بعضاً ان تحبط اعمالکم وأنتم لاتشعرون (فافھم ایھا المفتی ولاتکن من الخسرین)۔

دع ماادعتہ النصاریٰ فی نبیھم	واحکم بماشئت مدحاً فیہ واحتکم

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے: "یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" (تقویۃ الایمان، ص۱۶، مطبوعہ دہلی)

ہر مخلوق میں انبیاء کرام بھی داخل ہیں اور انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و عظمت عطا فرمائی خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو مخلوق میں سب سے زیادہ عظمت عنایت فرمائی ہے۔ تو بقول دیوبندی وہابی امام کے انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام بھی چمار سے زیادہ ذلیل ہیں"۔ **معاذاللہ، ثم معاذاللہ۔ (نقل کفر کفر نباشد)**

کیا یہ محبوبانِ خدا انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہم السلام کی شانِ مبارک میں سراسر گستاخی نہیں ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ:

لایمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مزید لکھتا ہے: "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔۔۔ الخ (تقویۃ الایمان، ص۲۴)

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے شمار اختیارات عنایت فرمائیں ہیں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"انما انا قاسم واللہ یعطی"۔

بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ یعنی اللہ کے خزانے تقسیم کا اختیار اللہ نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں منصب نبوت کے فرائض بتاتے ہوئے ارشاد ہوا:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔

اگر اختیار نہ ہوتا تو امت کو تعلیم کتاب وحکمت کس طرح دیتے اور تزکیہ نفس کس طرح فرماتے؟ معرفت الٰہی کی منازل کیسے طے کراتے؟

آقائے دوجہاں سرورِ انبیاء علیہ السلام کے مقام ومرتبے واختیار کی پہچان نہ کرپائے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض

یقیناً مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں"۔ (بخاری، ج۱، ص۵۰۸)

اسمٰعیل دہلوی کا ایک اور باطل نظریہ ملاحظہ کیجئے۔ لکھتا ہے: یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، ص۶۹)

اسمٰعیل دہلوی وہابی امام دیوبندیہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر جھوٹ باندھا ہے کیونکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی اور جو حضور علیہ الصلاۃ السلام پر قصداً جھوٹ باندھے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حدیث شریف ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبو أمقعده علی النار۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

دوسرا باطل نظریہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ کو مر کر مٹی میں ملنے والا کہا۔ یہ صریح گستاخی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

یاایھاالذین آمنو الاتقولو المن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔

اللہ نے ان لوگوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں، حالانکہ شہداء کا مرتبہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبے سے کئی درجہ کم ہے تو جب شہداء کو مردہ کہنا منع ہے تو انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کو مر کر مٹی میں ملنے والا کہنا یقیناً اشد ترین ممنوع و حرام ہے۔ اور جب کہ انبیاء کرام کا ہر لمحہ فی سبیل اللہ ہی ہے کیونکہ وہ اللہ کے منتخب کردہ اور اس کے پیغمبر ہیں۔ تو وہ اعلی درجے کے شہداء بھی ہیں۔ مزید یہ کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

ان اللہ حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے مبارک جسموں کو کھائے۔

تو کیا انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہم السلام کو مر کر مٹی میں ملنے والا کہنا صریح گستاخی و کفر نہیں؟ یقیناً ہے، تو نام نہاد سنی صلح کلی بتائیں کہ یہ اختلاف ذاتی و فروعی ہوا یا اصولی؟ ہم دعوت دیتے ہیں نام نہاد سنی صلح کلی اور دیوبندی وہابی مولویوں کو کہ وہ تعصب و حسد وجہالت کی پٹی آنکھوں اور دل سے اتار کر ان عقائدِ باطلہ سے توبہ کریں اور اپنی آخرت و دنیا کو سنواریں۔ کہیں خسر الدنیا و الآخرۃ ان کے مقدر میں نہ ہو۔

حضور ﷺ کی صفت خاصہ رحمۃ للعلمین میں ہرزہ سرائی :

حضور ﷺ کی صفت خاصہ رحمۃ للعلمین میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی نے رحمۃ للعلمین کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خاصہ ہونے کا انکار کیا ہے۔

(معاذ اللہ)

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

الجواب: لفظ رحمۃ للعلمین صفتِ خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ، گنگوہی، ج ۲، ص ۹)

مولوی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے: حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ کئی روز حضرت مولانا گنگوہی کو دست آتے رہے اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہو گی۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعلمین فرماتے تھے۔

(اضافاتِ یومیہ، تھانوی، ج ۱، ص ۱۰۵، تذکرہ حسن بحوالہ ماہنامہ تجلی دیوبند و ماہنامہ نوری کرن بریلی فروری ۱۹۶۳ء)

آج نماز جمعہ پر یہ خبر جان کاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن دیوبندی لاہور) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک رحمۃ للعلمین حضور سرور دوجہاں ﷺ کی صفت خاصہ نہیں بلکہ دیوبندی مولوی بھی رحمۃ للعلمین ہیں۔ (العیاذ باللہ) کیا یہ حضور علیہ السلام کے ساتھ برابری کا دعویٰ نہیں ہے؟ کیا یہ قرآنی تعلیمات

کے منافی نہیں ہے؟ قرآن نے تو کسی نبی علیہ السلام کو بھی رحمۃ للعلمین سے نہیں پکارا سوائے خاتم النبیین ﷺ کے!۔

معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہوئے۔

(نعوذباللہ من سوء الاعتقاد)

تقویۃ الایمان ص ۱۳ پر لکھا ہے: "کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا"۔ **(العیاذ باللہ)**

جبکہ دوسری طرف دیوبندی وہابیوں کو اپنی آخرت کا بھی پتہ ہے "چوتھی بات یہ فرمائی جیسے یقین ہو کہ جنت میں ضرور جائیں گے" (ارواح ثلاثہ تھانوی، ص ۳۵۷)

"اور کشف ہے کہ لوگ اس کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے ہیں، وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی، یہ بات تو کافر کو بھی حاصل ہو سکتی ہے" (افاضات یومیہ، تھانوی، ۴۴۱)

تقویۃ الایمان کے مولوی کے نزدیک نبی و ولی کو کچھ پتہ نہیں (العیاذ باللہ) جب کہ نبوت کے معنی ہی **اخبار عن الغیب** ہے تو نبی کو کس طرح کچھ پتہ نہ ہو؟ عجیب بات ہے! تو ان کم عقل لوگوں سے پوچھا جائے کہ جب نبی کو کچھ خبر نہیں **(معاذ اللہ)** تو ان احمقوں کو یہ علم کہاں سے مل گیا؟ یہ علامہ، مولانا، پیر، حضرت وغیرہ وغیرہ بن بیٹھے؟

اور اولیاء کے بارے میں حدیث میں آیا ہے:

اتقوا من فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔

یعنی مومن (کامل) کی فراست (قلبی) سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اورانبیاءواولیاءکے برعکس دیوبندی وہابی مولویوں کو دنیااور آخرت کی خبر ہے۔
(العیاذباللہ)

تقویۃ الایمان ایک رسوائے زمانہ کتاب ہے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی خرافات سے بھری کتاب "کتاب التوحید" کا چربہ ہے۔ جس میں شان خداوندی، شان رسالت اور شان اولیاء میں نہایت گستاخانہ نظریات وعقائد لکھے ہیں۔ **(نعوذ باللہ من خرافات الوھابیۃ)** اس تقویۃ الایمان کتاب اور اس کے مؤلف اسمٰعیل دہلوی کی تائید و تصدیق دیوبندی مولویوں نے کی ہے: جیسا کہ فتاوی حقانیہ، ج ا، ص ۲۰۹ پر لکھا ہے:

سوال: کیا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ واقعی ایک عالم باعمل اور ولی اللہ تھے؟ نیز ان کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کیسی کتاب ہے؟ بعض لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں؟ آیا درست ہے یا غلط؟

الجواب: حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کا ایک عالم باعمل، ولی کامل اور مجاہد فی سبیل اللہ ہونا نا قابل انکار ہے، اہل اسلام آج تک آپ کے کردار کو سراہتے ہیں، آپ ہی کی تعلیم جہاد نے مسلمانان ہند میں جذبہ جہاد پیدا کیا جو آزادیٔ ہند پر منتج ہوا۔ اور آپ کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کے بارے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ "اسمٰعیل شہیدؒ کی تالیف "تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے اس کا مؤلف شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ایک مقبول بندہ تھا ان کو جو کافر جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الایمان والکفر، بحوالہ فتاویٰ حقانیہ، ج ا ص ۲۰۹)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں تقویۃ الایمان کی گستاخانہ باتوں کے باوجود دیوبندی مولویوں

کی اس کی تائید و تصدیق و تحسین کرنا اس کے کفر کو تسلیم کرنا ہے اور رضا بالکفر ہونا ہے۔ تو رضا بالکفر کفر ہے۔

ہم نام نہاد سنی صلح کلی سے پوچھتے ہیں کیا یہ اختلافات ذاتی و فروعی ہیں؟ یقیناً یہ اختلافات ذاتی و فروعی نہیں ہیں بلکہ اصولی و عقائد کے صحیح غلط ہونے کے اختلاف ہیں۔ لہذا نام نہاد سنی صلح کلی اور اس کے متبعین و مصدقین کو اپنے گستاخانہ و باطل الفاظ سے توبہ کرنا لازم ہے۔ تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔

مذکور بالا عبارت جو تقویۃ الایمان اور دیگر دیوبندی مولویوں کی کتب سے بحوالہ پیش کی گئی ہیں وہ التزامات کفریہ پر مشتمل ہیں۔ اور ان کتب کے مولوی بھی اپنے ان عقائد کفریہ کی بناء پر کافر ہیں اور دیوبندی وہابی یا کوئی بھی شخص ان عبارات کفریہ کا قائل ہو یا مصدق و تائید کرنے والا ہو یا تاویلات باطلہ و فاسدہ کرنے والا ہو وہ کافر ہے۔ ان عبارات کو پڑھ کر سن کر جان بوجھ کر خاموش رہنا بھی ان کفریہ عقائد پر رضا کی علامت ہے جب کہ غیر کے کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفی المحیط اذا سکت القوم عن المذکر وجلسوا عندہ بعد تکلمہ بالکفر کفروا۔" (شرح فقہ اکبر، ص۱۶۵)

حدیث شریف میں ہے:

کما فی حدیقیۃ والرضاء بکفر نفسہ فانہ کفر مطلقا والرضا بکفر غیرہ مطلقا عند البعض ای بعض العلماء قال فی شرح الدر ورضا بکفر نفسہ کفر بالاتفاق وام الرضاء بکفر غیرہ فقد اختلفوا فیہ۔ (حدیقیہ ج۱، ص۴۴۹)

ان عبارات کی روشنی میں ہم نام نہاد سنیوں صلح کلیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے لوگوں کے مجمعے میں علی الاعلان کفریات سے رضا کا اظہار کیا اور اصولی (عقائد) کے اختلافات کو ذاتی و فروعی کہہ کر علماء اہل حق پر الزام لگایا ہے، اسی طرح وہ مجمعے میں علی الاعلان توبہ کریں اور تجدید ایمان و تجدید نکاح ان پر لازم ہے: جیسا کہ صاحبِ نبراس رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **کما فی النبراس و من صدر عنہ مایوجب الکفر حبطت حسناتہ و وجب اعادۃ الحج و تجدید النکاح بعد تجدید الایمان و لا یکفیہ الایمان بکلمۃ الشہادۃ علی حسب العادۃ مالم یقصد تجدید الایمان.** (نبراس، ص ۵۷۱)

وقال صاحب المضمرات نقلا عن الذخیرۃ یؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک و تجدید النکاح بینہ و بین امرأۃ (ص ۵۷۱)

اسی طرح جو ان کلماتِ گستاخانہ کو سن کر خاموش تماشائی بن کر بیٹھے ہیں ان پر بھی اس کا رد کرنا لساناً اگر وہ اہل علم ہیں، تو ضروری ہے ورنہ وہ شیطان اخرس کے زمرہ میں داخل ہونگے۔ اور جو اہل علم نہیں وہ کم از کم دل میں ضرور برا جانیں اور اس سے برات کا اظہار کریں ورنہ وہ أضعف الایمان سے بھی دور ہو جائیں گے۔ **(نعوذ باللہ من سوء الادب)**

مولوی قاسم نانوتی دیوبندی اپنی کتاب "تحذیر الناس" ص ۵ پر لکھتا ہے:

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں؟ **(معاذ اللہ)** کیا یہ بارگاہ محبوب خدا ﷺ میں گستاخی نہیں؟ کیا آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے ہمسری نہیں بلکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں؟ یقیناً ہے۔

حالانکہ صحیح حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق وارد ہے: میرا صحابی ایک مُد جو یا کھجور کی گٹھلی خیرات کرے اور کوئی دوسرا (یعنی غیر صحابی) اُحد پہاڑ کے مثل سونا خیرات کرے تو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی خیرات کے برابر نہیں ہو سکتا۔"

غور کریں جب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے صحابی رضی اللہ عنہ کے عمل کے برابر بھی دوسرے امتی کا عمل نہیں ہو سکتا تو انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کے عمل کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے چہ جائیکہ زیادہ ہو۔ ہم بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو تا قیام قیامت دیوبندیوں وہابیوں و دیگر بد مذہبوں کے احمقانہ ومتعصبانہ و گستاخانہ نظریات سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین الرحمن الرحیم)

مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی اپنی کتاب "تصفیۃ العقائد" ص ۲۳ پر لکھتا ہے: دروغ بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں"۔

مزید لکھتا ہے: بالجملۃ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنیٰ سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے پاک ہیں، خالی غلطی سے نہیں" (تصفیۃ العقائد، ص ۲۵)

کسی شخص نے یہی عبارتیں بغیر مصنف کا نام ذکر کیے مفتیان دیوبند سے ان کے متعلق فتویٰ پوچھا انہوں نے حکم دیا کہ:

"ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا نکاح فاسد ہوا"۔ (تجلی دیوبند، مئی ۱۹۵۶، ص ۳، کالم ۱)

پتہ چلا کہ دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک فخر دوعالم باعث کائنات معلم کائنات ﷺ

دروغ (کذب) سے معصوم نہیں۔ (العیاذ باللہ)

حالانکہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ: **الانبیاء کلھم معصومون عن الصغائر والکبائر۔**

اور آپ علیہ الصلاۃ و السلام صادق و امین ہیں۔ کذب عیب ہے اور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ عیب سے پاک ہے۔ جب کہ "کذب" منصبِ نبوت کے بھی منافی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ جو آپ علیہ الصلاۃ و السلام کے سامنے ثنائے مصطفیٰ کرتے تھے اور آپ علیہ السلام ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے، وہ فرماتے ہیں:

خلقت مبرأ من کل عیب	کأنک قد خلقت کما تشاء

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا:

سوال: صحابہ پر طعن و مردود کہنے والا سنت و جماعت سے خارج ہو گا یا نہیں۔۔۔ الخ

الجواب: وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج نہ ہو گا فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۴۱)

جب کہ علمائے اہل سنت و جماعت کا نظریہ ہے کہ: جو حضرات شیخین صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے کتب معتمدۃ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتویٰ کی تصریحات پر مطلق کافر ہے"۔ (رد الرفضۃ، مصنفہ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ ص ۲)

اور امام اعظم سراج الامۃ امام ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ سے اہل سنت و جماعت کی علامات میں منقول ہے:

فضیلۃ الشیخین و حب الختنین و المسح علی الخفین۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

"سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں" (تقویۃ الایمان، ص ۶۳)

انبیاء و اولیاء کی شان میں سراسر گستاخی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء و اولیاء میں موازنہ و مقابلہ کر کے گستاخی کی ہے کیونکہ اللہ خالق ہے اور انبیاء و اولیاء اس کی مخلوق ہیں۔ تو خالق و مخلوق میں کس طرح مقابلہ و موازنہ ہو سکتا ہے؟ یہ بدعتِ مذمومہ دیوبندی وہابیوں کی خود ساختہ ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو انبیاء و اولیاء کی شان و عظمت بیان فرماتا ہے جب کہ دیوبندی وہابی مولوی ان کی شان کو کم کرنے کے چکر میں رہتا ہے۔ (**نعوذ باللہ من ھذہ الجھالۃ**)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وللہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین۔

یعنی عزت اللہ کے لیے ہے، اس کے رسول کے لیے اور مومنوں کے لیے ہے۔ (مگر منافقین نہیں جانتے۔)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا:

و کان عند اللہ وجیھا

وہ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک وجیہ (معزز و باوقار) ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وجیھا فی الدنیا و الآخرۃ۔

یعنی وہ (عیسیٰ علیہ السلام) دنیاو آخرت میں وجیہ ہیں"

اور جو کمالات و مراتب تمام انبیاء کو عطا ہوئے وہ سب اللہ کے حبیب ﷺ کو عطا ہوئے ہیں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سب سے بڑھ کر وجیہ ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بھی عزت و تکریم عطا فرمائی: ولقد کرمنا بنی آدم۔۔۔الخ

اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو تکریم و عزت عطا کی۔

تقویۃ الایمان ص ۳۵، پر مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے"۔

مزید لکھتا ہے: "پس وجود مثل نبی ﷺ داخل باشد تحت قدرت الٰہیہ وھو المطلوب"

(یکروزی مصفنہ اسمٰعیل، ص ۱۳۸)

ملاحظہ کیجئے دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ کی مثل نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح وہی عقیدہ مرزائیوں قادیانیوں کے بھی ہیں۔ چنانچہ مرزا ثانی لکھتا ہے: اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخرالانبیاء ہونے میں کسی طرح فرق نہیں آتا۔ (دعوۃ الامیر، ص ۳۸)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں" (کشتئ نوح، ص ۳۳)

ہمارے (اہل سنت و جماعت) کے نزدیک مرزائی قادیانی نظریہ سراسر باطل و غلط ہے اور

اسی طرح دیوبندی وہابی نظریہ بھی قطعاً غلط ہے، اور تقویۃ الایمان وہی کتاب ہے جس کو گنگوہی دیوبندی اپنے فتویٰ میں ہر دیوبندی کا ایمان بتاتا ہے۔ **(نجانا اللہ من ھذا سوء الاعتقاد)**

حالانکہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگر بقول دیوبندیہ آپ کے برابر کوئی نبی پیدا ہو سکے گا تو وہ بھی خاتم النبیین ہو گا۔ ورنہ برابری کا دعویٰ غلط ہو جائے گا۔ اور جب وہ خاتم النبیین ہو گا تو حضور علیہ السلام خاتم النبیین نہ رہیں گے نیز قرآن کریم کا جھوٹا ہونا بھی لازم آئے گا۔ اور چونکہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام خاتم النبیین ہیں لہذا آپ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال بالذات ہے۔ اور تمام امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔

مسائرہ مع مسامرہ ص ۱۸۰ پر لکھا ہے:

المحال لایدخل تحت القدرۃ۔

یعنی محال چیزیں قدرت الٰہیہ کے تحت حاصل نہیں۔

تو دیوبندیوں وہابیوں نے مثل نبی کو داخل قدرت الٰہیہ شمار کر کے حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے بعد ایک دوسرے خاتم النبیین کا امکان مان لیا۔ یہ مذکورہ بالا عبارات دیوبندیہ وہابیہ اور مرزائیہ قادیانیہ کفر و گمراہی نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں تو نام نہاد سنی صلح کلی بتائیں یہ اختلاف ذاتی یا فروعی ہے؟ کیا یہ کسی مال پر، یا زمین، یا اقتدار پر اختلاف ہے؟ نہیں بلکہ اصولی اختلاف ہے کیونکہ یہ اختلاف شانِ مصطفیٰ ﷺ کے مسئلے پر ہے جو یقیناً اصولی مسئلہ ہے۔ **(فافھم و لا تکن من الغافلین)**

دیوبندی مولویوں کا محمد بن عبد الوہاب نجدی اور وہابیت کی تائید کرنا:

رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے: "شیخ ابن عبد الوھاب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ حنبلی مذہب رکھتے تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص۱۹، ج۱)

مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے: "بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں، یہاں فاتحہ و نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو" (اشرف السوانح، ج۱، ص۵)

سوانح مولانا یوسف کاندھلوی ص ۱۹۵ پر ہے: "ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"

مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے: "اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر (لوگ) خود ہی وہابی بن جائیں" (الافاضات یومیہ، ج۵، ص۶۷)

"وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان" (الافاضات یومیہ، ج۵، ص۶۷)

تبلیغی جماعت کا مقصد بھی دیوبندیت و وہابیت کو پھیلانا ہے۔ تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس میواتی نے ایک دفعہ کہا: "حضرت (مولانا اشرف علی) تھانویؒ نے بہت بڑا کام کیا ہے پس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ (ملفوظات، مولانا الیاس)

مولوی محمد یوسف نے ایک تقریر میں کہا تھا:

"حضرت شاہ اسماعیل اور حضرت سید احمد شہید اور ان کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے۔ وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنالیا تو شیطان نے وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کے یہ دوسرے علاقے کے لوگ

ان کی بات یہاں کیوں چلے انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیئے گئے۔" (مسلمانوں کوامت بننے کی دعوت، ص ۳)

مذکورہ بالا عبارات سے پتہ چلا کہ محمد بن عبد الوھاب نجدی، اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا ہیں اور یہ سب لوگ عقائد میں متحد ہیں۔ اور کفریات کے قائل ومصدّق ہیں۔ ان کے متعلق صاحب در مختار نے فرمایا: " اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا الٰہی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔۔ الخ"۔

علامہ شامی رحمہ اللہ حاشیہ میں فرماتے ہیں:"جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ابن عبد الوھاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذھب بتلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔

اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔۔ الخ

وفی النبراس: من قال لابن تیمیه شیخ الاسلام کفر۔

وفی الصاوی علی الجلالین : ابن تیمیه ضال و مضل تحت قوله تعالیٰ الطلاق مرتان۔

یہ وہ عقائد باطلہ ہیں دیوبندیوں وہابیوں کے جن میں اللہ تعالیٰ اس کے محبوب ﷺ اور اولیاء کی صریحاً گستاخیاں کی گئی گالیاں دی گئی، مسلمانوں کو بدعتی، گمراہ اور کافر کہا گیا"۔

نام نہاد سنی صلح کلی بتائیں کیا یہ اختلافات ذاتی و فروعی ہیں؟ یا اصولی ہیں؟

اذا کان الغراب امام قوم	سیھدیھم طریق الھالکین

بلغۃ الحیران میں ایک گستاخانہ خواب کا تذکرہ:

"حضور ﷺ پل صراط پر میرے گلے سے لگ کر جارہے تھے میں نے دیکھا کہ آپ گر رہے ہیں، میں نے آپ کو پکڑا اور گرنے سے بچالیا" (بلغۃ الحیران، مصفنہ، مولوی حسین علی دیوبندی، ص۸)

وہ ہستی جسے اللہ نے رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا، اور جس محبوب کی رحمت تمام کائنات کو تھامے ہوئے ہے اس ہستی کے بارے میں کتنی گستاخی کی کہ "وہ گر رہے تھے اور بلغۃ الحیران کا دیوبندی گستاخ مولوی آپ علیہ الصلاۃ السلام کو گرنے سے بچارہا ہے"۔(استغفر اللہ) حالانکہ قرآن کی آیت واضح اعلان کررہی ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ السلام لوگوں کو جہنم سے بچانے والے ہیں۔

و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذ کم منھا۔۔۔۔الخ (ال عمران:۱۰۳)

اور مقام شفاعت تو آپ کا منصب ہے۔جو گناہگاروں کو جہنم سے بچانے کے لیے اور شانِ مصطفیٰ ﷺ ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا: **عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔** (بنی اسرائیل:۷۹)

اور قیامت کے دن پل صراط پر سے گرنے والوں کے لیے آپ علیہ السلام فرمائیں گے۔ سَلِّم سَلِّم۔ اے اللہ! اسے گرنے سے بچالے تو آپ علیہ السلام کی دعا کے سبب وہ گرنے سے بچیں گے۔ تو بتائیے کون کس کو گرنے سے بچانے والا ہے؟

بلغۃ الحیران ص۴۳، پر لکھاہے: **طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو**

الطاغوت"۔

اس معنی بموجب طاغوت جن، اولیاء اور ملا ئکہ اور رسول کو بولنا جائز ہو گا۔ یا مراد خاص شیطان ہے"۔ **(العیاذ باللہ)**

انبیاء کرام، اولیاء کرام اور ملائکہ کرام کو طاغوت کہنا دیوبندی وہابی کے نزدیک جائز ہے۔ حالانکہ طاغوت کا معنی شیطان کیا گیا ہے۔ اور شیطان تو دشمن خدا ہے جب کہ انبیاء، اولیاء اور ملائکہ محبوبان خدا ہیں۔ تو کیا محبوبان بارگاہِ الٰہی کو دشمنِ خدا کا لقب "طاغوت" دینا گستاخی نہیں؟ نام نہاد سنی صلح کلی اور اس کے مؤیّدین بتائیں کہ کیا یہ ذاتی و فروعی اختلاف ہے؟ اگر کوئی تمہارے باپ یا استاذ کو شیطان یا طاغوت کہے تو تم اسے گستاخی نہیں سمجھوگے؟ کیا تمہیں باپ و استاذ کی عزت و غیرت اجازت دے گی کہ ایسے شخص سے رابطہ رکھو یا اس کی تعریف کرو یا اس کی عزت کرو یا یہ کہہ کر ٹال دو کہ یہ فروعی اختلاف ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تم ایسا نہیں کروگے تو پھر اس ذاتِ بابرکت جو معلم کائنات ہیں جو ہمارے روحانی والد محترم ہیں جو مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں، جن کا حق سب سے مقدم ہے، جن کی محبت اصل ایمان ہے، تو کیا محبوب رب العلمین ﷺ کے احسانات کا یہ صلہ ہے کہ اس ہستی کو "طاغوت" کہنے سے شرم و عار محسوس نہ ہو۔ **(معاذاللہ)**

اور اسے ذاتی اختلاف کہہ کر ٹال دیا جائے، ہرگز نہیں یہ ذاتی و فروعی اختلاف نہیں ہے بلکہ اصولی اختلاف ہے۔ جو شخص نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام، انبیاء کرام، ملائکہ کرام یا اولیائے کرام کو طاغوت کہے وہ خود بڑا شیطان و گمراہ و کافر ہے۔ **(نجانا اللہ من ھذہ الکفریات)**

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا	اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی

بلغۃ الحیران ص ۲۴۴، پر لکھا ہے:

"اور رسولوں کا کمال سلامت رہنا عذاب الٰہی سے فقط"۔ **(العیاذ باللہ)**

دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک رسولوں کا یہی کمال ہے بس اور وہ بھی عذاب الٰہی سے سلامت رہنا۔ عجیب احمقانہ نظریہ و سوچ ہے ان کی۔ انبیاء و رسل تو اللہ کے نمائندے ہیں، اللہ نے انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔ تو کیا انہیں عذاب دے گا؟ **(معاذاللہ)**

یہ شانِ الٰہی و شان انبیاء کے خلاف ہے۔ اللہ جنہیں علم نافع و ولایت عطا فرماتا ہے انہیں عذاب نہیں دیتا تو انبیاء جنہیں اللہ نے تمام مخلوقات سے بہتر و افضل بنایا اور اپنا مقرب بنایا انہیں عذاب دینے کا عقیدہ و نظریہ یقیناً گستاخانہ ہے حالانکہ انبیاء کرام کی شفاعت سے تو دوسرے لوگوں کو عذاب سے سلامتی ملے گی، پھر ایسی ہسیتوں کے متعلق یہ بات کہنا کہ ان کا کمال صرف عذاب الٰہی سے سلامت رہنا، یہ گستاخی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو بے شمار کمالات عنایت فرمائے ہیں۔

جن میں ایک یہ بھی ہے کہ:

الانبیاء کلھم معصومون عن الکبائر و الصغائر۔

☆ قرآن مجید کے بارے میں دیوبندی وہابی کا نظریہ یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کوئی کمال نہیں (معاذاللہ) چنانچہ بلغۃ الحیران میں ہے: "اس جگہ مفسرین کرام یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن

بلیغ اور فصیح کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء و بلغاء کے نہیں آیا اور یہ کمال بھی نہیں ہے۔ (بلغۃ الحیران، مصفنہ، مولوی حسین علی دیوبندی، ص ۱۲)

حالانکہ قرآن کریم نے بڑے بڑے فصحاء عرب کو چیلنج دیا کہ اگر تمہارے خیال میں یہ خدا کا کلام نہیں اور کسی بندے کا کلام نہیں تو:

"**فاتوا بسورۃ من مثلہ۔۔۔الخ**"۔

تو قرآن کی طرح کوئی چھوٹی سی سورت ہی بنا لاؤ"

اگر تم قرآن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ نہ کر سکے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کلام بندے کا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا ہے۔ عجیب معاملہ ہے بے عقل لوگوں کا کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن کی فصاحت کا اعلان فرما رہا ہے اور یہ بے عقل لوگ اس کی فصاحت و بلاغت کے منکر ہیں۔ (**العیاذ باللہ**)

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **و الاعجاز حصل بنظمہ و معناہ۔**

(شرح فقہ اکبر، مصفنہ، ملا علی قاری، ص ۱۸۶، مجتبائی)

میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے متعلق دیوبندیوں کا نظریہ ملاحظہ ہو:

"بدعات (قیام میلاد) میں اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ عقل بالکل ظلماتی ہو جاتی ہے۔ اس لیے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست مولوی صاحب سے کسی بدعتی نے کہا کہ تم جو مولد میں جناب رسول خدا ﷺ کے ذکر مبارک

کو کھڑے ہو کر کرنے سے منع کرتے ہو تو ذکرِ رسول کی تعظیم سے منع کرتے ہو۔

(افاضات یومیہ ج۶، ص ۲۸۲)

"ایک شخص کا کانپور سے خط آیا تھا اس میں دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی ﷺ کرنا کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی ہے، یہ اس لیے لکھا ہے کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو لوگ بدعت سے گھبراتے ہیں۔ (ہے بدعت ہی)

(افاضات یومیہ ج۴، ص۵۳۹)

"الحاصل قیامِ دست بستہ بخشوع غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوا"

(براھین قاطعہ، مصنفہ، خلیل احمد دیوبندی و مصدقہ، رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۹۴)

"قیام بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔۔۔۔۔ قیام کو سنت موکدہ جاننا بھی بدعت ضالہ ہے" (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۳)

"وقتِ ذکرِ میلاد کھڑا ہونا قرونِ ثلاثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا۔۔۔ بہر حال اس قیام کو واجب رکھنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ ہے۔۔۔۔ ایسی صورت میں قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہوگا۔ الحاصل صورتِ اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق تیسری صورت میں کفر و شرک ہوگا"

(براھین قاطعہ، مصنفہ، خلیل احمد دیوبندی و مصدقہ، رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ دیوبند، ص ۴۹، ۱۴۸)

مسئلہ: انعقاد مجلسِ میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔ الخ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۲، ص ۱۵)

"بعضے تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی وجہ سے

بیچ میں پیدائش کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے" (بہشتی زیور، مصفنہ، تھانوی، ج۶، ص ۷۲)

پتہ چلا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ منعقد کرنا اس میں قیام کرنا درود سلام پڑھنے کے لیے یہ بدعت ہے اور گناہ ہے۔ (معاذاللہ)

حالانکہ اسلام میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی عظمت وناموس کو بلند کرنے کے لیے کوئی مباح عمل حسن نیت کے ساتھ کرنا باعث اجر و ترقی درجات ہے۔ تفصیلی دلائل سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف دیوبندیوں کے پیر و مرشد کے اقوال بیان کرنے پر اکتفاء کریں گے۔ (اگرچہ دیوبندی اپنے پیر و مرشد کے اعتقادات کے مخالف ہیں)

"قیام میں لطف ولذت پاتاہوں" (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص۵، ارواح ثلاثہ، ص۱۹۷)

"بعض اعمال کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں وہ اثر خاص نہ ہو گا اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے (الی قولہ) اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئت کذائیہ (مروجہ) کو موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنیٰ پر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہو گا۔ اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص۳)

"وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔ (ملفوظ، حاجی صاحب مندرجہ امداد المشتاق، مصنفہ، اشرف علی، ص۵۶)

☆ جواہر القرآن ص۶ پر لکھا ہے" نبی کو جو حاضر و ناظر کہے بلاشک شرع اس کو کافر کہے"۔ مزید لکھا ہے"جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے" (جواہر القرآن، ص۷۷)

رسول کریم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ رکھنے کو مشرکانہ عقیدہ قرار دیتے ہوئے دیوبندی وہابی مولوی رقمطراز ہے:"رسولِ کریم ﷺ کو حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص صریحہ شرعیہ کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔۔۔۔۔اس گمراہانہ عقیدہ کو اسلامی تعلیمات سے اسی قدر بُعد ہے جس قدر بت پرستی اور عقیدہ تثلیث کو اسلام اور عقیدۂ توحید سے" (رسالہ حاضر ناظر، ص۱۲ از مولوی منظور احمد نعمانی)

جب کہ دوسری طرف ابلیس لعین کے لیے کتنی وسعت کے قائل ہیں۔ چنانچہ حفظ الایمان ص ۹ پر مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی تحریر کرتا ہے:"ابویزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا یہ کوئی کمال کی چیز نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے"۔ (حفظ الایمان، ص۹، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

امداد السلوک اور الشہاب الثاقب میں لکھا ہے:"ترجمہ (فارسی) یعنی مرید اس بات کو یقینی جانے کہ شیخ (دیوبندی پیر) کی روح ایک جگہ مقید نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہو قریب ہو خواہ دور رہے اگرچہ پیر کے جسم سے دور رہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں تو جب اس بات کو محکم جانے اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور رابطہ قلب پیدا ہو جائے اور ہر دم فائدہ حاصل کرتا رہے اور جب مرید کسی مشکل کشائی میں پیر کا محتاج ہو تو شیخ کو دل میں حاضر جان کر زبانِ حال سے سوال کرے تو خدا کے حکم سے یقیناً پیر کی روح اسے القاء کرے گی"

(ملفوظ، حاجی صاحب مندرجہ امداد المشتاق، مصنفہ، اشرف علی، ص ۵۶)

قرآن کریم میں آپ ﷺ کی شان میں فرمایا:

انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا۔

شاہد کا معنی گواہ ہے۔ گواہی کی قوت و صداقت اس پر منحصر ہے کہ گواہ دیکھنے والا اور موجود ہو۔ یعنی حاضر و ناظر اور نبی کریم علیہ السلام کو دنیا و آخرت کا گواہ بنایا گیا اور کمال گواہی آپ علیہ السلام پر ختم ہوتی ہے۔ تو یقیناً آپ علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔ اور شیخ وولی کو کرامت جو ملتی ہے وہ آقائے دوجہاں ﷺ کے معجزے کے تابع و فیض سے ملتی ہے۔ اگر شیخ (کامل و صحیح العقیدہ) کو طئے زمین یا قُرب و بعید سے مدد کرنے کی کرامت مل سکتی ہے تو اگر نبی علیہ السلام کو یہ کمال حاصل ہو (جو یقیناً حاصل ہے) تو دیوبندی وہابی کو کیوں تکلیف ہوتی ہے! اپنے ایمان کی سلامتی مطلوب ہے تو کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو دل و جان سے مانتے ہوئے بے ادبی و گستاخی سے توبہ کریں اور آئندہ اس شنیع فعل سے باز رہیں۔

یارسول اللہ کہنا دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک ناجائز وکفر ہے۔ (معاذاللہ)

چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

"۔۔۔۔ یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہو گا اور یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو وہ خود کفر ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۶۶)

دیوبندیوں وہابیوں کو ہر اس بات و نظریہ میں شرک و کفر و بدعت نظر آتا ہے جس میں محبوبِ خدا ﷺ کی شان و تعظیم کا ذکر ہو۔ یارسول اللہ کہہ کر پکارنا ان لوگوں کے نزدیک کفر

وناجائز ہے حالانکہ قرونِ اولیٰ میں صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کا شعار یا محمد، یارسول اللہ ہوا کرتا تھا اور یہ مسلمانوں کا آج بھی شعار ہے۔ اور بمطابق حدیث مبارکہ :**اصحابی کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم** کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل وعقیدہ ہمارے لیے باعث ہدایت ہے اور دیوبندی وہابی اسے ناجائز وکفر کہتے ہیں۔(معاذاللہ) اور دور سے سننے کو کفر سے تعبیر کیا ہے(استغفر اللہ) حالانکہ دور سے سننا خود قرآن کریم سے ثابت ہے۔

حَتّٰۤی اِذَآ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُہٗ وَ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ. فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنۡ قَوۡلِهَا

ترجمہ: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔ (النمل:۱۸۔۱۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے کے دوران حضرت ساریہ کو آواز دی اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سنی تھی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **یاساریة الجبل** یعنی اے ساریۃ پہاڑ کے پیچھے متوجہ ہو دشمنان اسلام کا لشکر حملہ کرنے آرہاہے۔تو یہ دور سے پکارنا اور سننا ناجائز وکفر ہوا کیا؟

یہ فتویٰ تو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت ساریہ اور اس کی تصدیق کرنے والے تمام صحابہ کرام پر ہوا۔ **(نعوذ باللہ)**

حالانکہ حدیث مبارکہ میں ہے: **علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔**

تو پیروی خلفاء راشدین ہدایت ہوگی یا گمراہی وکفر؟ نام نہاد سنی صلح کلی بتائے یہ اختلاف

کیسا ہے؟ذاتی ہے یا اصولی؟(**فافھم ایھا الصلح الکلی**)

اور علم غیب کا حاصل ہونا یہ تو عطائے الٰہی ہے جو قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے۔

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول الخ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔ (سورۃ الجن،۲۶۔۲۷)

جب قرآن کریم نے ایک اجمالی عقیدہ بتا دیا کہ اللہ قادر و قیوم نے اپنے انبیاء خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو علم غیب سے نوازا ہے تو پھر اپنی ناقص عقل و علم سے کلی و جزئی کی بحث میں پڑنا یا علم کی تحدید کرنا قطعا درست نہیں۔ اتنا کافی ہے ایمان کے لیے کہ اللہ نے اپنے انبیاء کرام کو خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ اور بلا وجہ خالق و مخلوق میں مقابلہ و موازن کر کے تقدیس الٰہی جل جلالہ و شان حبیب کبریا میں بے ادبی و گستاخی کے مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ ادب گاہے ہست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا است

ربیع الاول، عشرہ محرم، و گیارہویں شریف کے موقع پر ایصال ثواب و فاتحہ کو حرام کہتے ہوئے دیوبندی وہابی مولوی لکھتا ہے:

سوال: یہ تعینات جیسے ربیع الاول میں کونڈا، اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ کی اور گیارہویں۔۔۔ حرام ہیں۔ یا نہیں؟

الجواب: ایسے عقائد موجب کفر کے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۱، ص۸۸)

مزید لکھتا ہے:

سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اس پیاؤ سے پینا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رشید احمد گنگوہی)

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۳، ص ۱۱۴)

جب کہ امام حسین کے ایصال ثواب کے لئے سبیل لگانا اور پانی وغیرہ پلانا ان کے نزدیک حرام ہے۔ (معاذاللہ)

چنانچہ لکھتا ہے:

محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۱۳)

حالانکہ پانی پلانا یا اس کا انتظام کر دینا صدقہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے حضرت سعد کی والدہ محترمہ کی وفات ہو گئی تو آپ نے آقائے دوجہاں ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**الماء**"۔

توحضرت سعد نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا **ھذا لام سعد**۔ یعنی اس کنویں کا پانی حضرت سعد کی والدہ کے ایصال ثواب کے لیے ہے۔ یہ پانی پلانا ہوا یا نہیں؟ کیا صحابی کا یہ عمل حرام ہوا؟ (**معاذ اللہ**) کیا نبی کریم علیہ السلام نے حرام کام کا حکم فرمایا؟ (**معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ**) دیوبندی وہابی مولویوں کے فتوے کی زد میں تو صحابہ کرام اور سید

المرسلین ﷺ بھی آگئے! اب تو یہ لوگ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ نام نہاد صلح کلی اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

آیا یہ ذاتی اختلاف ہے؟ کیا اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں؟ کیا ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ایمانی مسئلہ نہیں؟

☆ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے: فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعتِ ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے۔

فقط رشید احمد

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۵۰، بحوالہ حسام السیفیہ ملخصاً)

حافظ ملت حضرت الشاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر سُنّی مسلمان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دیوبندی مذہب کے بانی مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب تحذیر الناس (ص ۳ و ص ۱۴ و ص ۲۸) میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور پیشوائے وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ (ص ۵۱) میں سرکار مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم اقدس کو شیطان ملعون کے علم سے کم قرار دیا اور مبلغ وہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان (ص ۸) میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو ہر خاص و عام انسان بچّوں پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب کی طرح بتایا چونکہ یہ باتیں یعنی حضور صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننا یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتانا یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کو بچوں یا پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب کی طرح قرار دینا تمام پیشوا مولوی نانوتوی مولوی گنگوہی مولوی انبیٹھوی اور مولوی تھانوی صاحبان بحکم شریعت اسلامیہ کافر و مرتد ہوگئے فتاوی حسام الحرمین ص ۱۱۳ میں ہے۔ **وبالحملة هولاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال في البزازية والدر والغرر والفتاوى الخيريه ومجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار في مثل هؤلاء الكفار من شك في كفره وعذابه كفر** خلاصہ کلام یہ ہے کہ طائفے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد، اشرف علی تھانوی اور انکے ہم عقیدہ چیلے) سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماعِ امت اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیہ، در، غرر، فتاوی خیریہ، مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص انکے عقائد کفریہ آگاہ ہوکر انکے کفر و عذاب میں شک کرے تو خود کافر ہے مکہ شریف کے عالم جلیل حضرت مولانا سید اسمعیل علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے فتوی میں تحریر فرماتے ہیں۔ **اما بعد فاقول ان هؤلاء الفرق الواقعين في السوال غلام احمد القادياني و رشيد احمد و من تبعه كخليل الانبيتهي و اشرفعلي و غيرهم لا شبهتم في كفرهم بلا مجال بل لا مشبهته فيمن شك بل فيمن توقف في كفرهم بحال من الاحوال**

میں حمد وصلاۃ کے بعد کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی، رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد، اشرفعلی وغیرہ ان کے کفر میں

کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ **(حسام الحرمین ص ۱۲۰)**

غیر منقسم ہندوستان کے علمائے اسلام کے فتاوی کا مجموعہ **اَلصَّوارمُ الهندية** ص ۷ میں ہے ان لوگوں (یعنی قادیانیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانے، ان کے پاس بیٹھنے، ان سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں انکا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے یعنی یہ تمام باتیں سخت حرام گناہ ہیں۔

اللہ تعالے قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے **وَاِمَّايُنْسِيَنَّکَ الشَّيْطٰنُ فَلَاتَقْعُدْ بَعْدَالذِکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔**

ترجمہ: اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آجانے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ان مرضوا فلاتعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتم فلا تسلموا عليهم یعنی اگر (بدمذہب بددین) بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہو اور اگر انکا سامنا ہو تو سلام نہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ المقدمہ فی اواخر باب القدر)

ایک اور جگہ یوں فرمایا **ولا تناكحوهم ولا تؤاكلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم** ان سے شادی بیاہ نہ کرو ان کے ساتھ نہ کھاؤ ان کے ساتھ نہ پیو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی الباب الثالث فی ذکر الصحابۃ و فضلھم)

پھر چونکہ قادیانی، وہابی دیوبندی، غیر مقلد، ندوی، مودودی، تبلیغی یہ سب کے سب بحکم شریعت اسلامیہ گمراہ، بد عقیدہ، بد دین، بد مذہب ہیں اس حدیث و فقہ کے ارشاد کے مطابق اس شرعی دینی مسئلہ سے سب کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ قادیانیوں غیر مقلد وہابیوں، وہابی دیوبندیوں، مودودیوں وغیرہ بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے ان سے شادی بیاہ کارشتہ قائم کرنا اشد حرام ہے ان کے ساتھ نماز پڑھنا یا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا سخت گناہ کبیرہ ہے ان سے اسلامی تعلقات قائم کرنا اپنے دین کو ہلاک اور ایمان کو برباد کرنا ہے جو ان باتوں کو مان کر ان پر عمل کریگا اسکے لئے نور ہے اور جو نہیں مانے گا اسکے لئے نار ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالی)

جھوٹے، مکار، دغا باز، بد مذہب، بد دین خدا عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والے مرتدین براہ مکر و فریب، اتحاد و اتفاق کا جھوٹا منافقانہ نعرہ بہت لگاتے ہیں اور زور سے لگاتے ہیں۔ اور جو متصلب مسلمان اپنے دین و ایمان کو بچانے کیلئے ان سے الگ رہے اسکے سر اختلاف و افتراق کا الزام تھوپتے ہیں جو مخلص مسلمان شرع کے روکنے کی وجہ سے ان بد مذہبوں کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکو فسادی اور جھگڑالو بتاتے ہیں۔ جو صحیح العقیدہ مسلمان فتوی حسام الحرمین کے مطابق سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کافر و مرتد کہے اسکو گالی بکنے والا قرار دیتے ہیں ایسے تمام صلح کلی منافقوں سے میرا مطالبہ ہے کہ اگر واقعی تم لوگ سُنی مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق چاہتے ہو تو سب سے پہلے بارگاہ الہی میں اپنے عقائد کفریہ و خیالات باطلہ سے سچی توبہ کر ڈالو۔ خدا و رسول جل جلالہ، وصلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے باز آجاؤ اور گستاخی کرنے والوں کی

طرفداری اور حمایت سے الگ ہو جاؤ اور سچا سُنّی مذہب قبول کرلو۔ اگر ایسا کرلو تو تمہارے اور ہمارے درمیان بالکل اتحاد و اتفاق ہو جائے گا اور اگر خدا نخواستہ تم اپنے اعتقادات کفریہ سے توبہ کرنے پر تیاّر نہیں، تم گستاخی کرنے اور لکھنے والے مولویوں سے رشتہ ختم نہیں کر سکتے۔ سُنّی مذہب قبول کرنا تمہیں گوارا نہیں تو ہم قرآن و حدیث کی تعلیمات حقّہ کو چھوڑ کر بد دینوں، بد مذہبوں سے اتحاد نہیں کر سکتے رہا متصلب سُنّی مسلمان کو جھگڑالو، فسادی، گالی بکنے والا، کہنا تو یہ پُرانی دھاندلی اور زیادتی ہے۔ گالی تو وہ بک رہا ہے جس نے تقویت الایمان لکھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بڑا بھائی بنایا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیائے کرام کو بارگاہ الٰہی میں ذرہ ناچیز سے بھی کم تر اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا گالی تو وہ بک رہا ہے جس نے حفظ الایمان ص۸ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کو پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کے علم غیب کی طرح ٹھہرایا بدزبانی تو وہ کررہا ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم مقدس کو شیطان کے علم سے کم قرار دیا اصل جھگڑالو تو وہ ہے جس نے تحذیر الناس میں مسئلہ ختم نبوت کا انکار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی ماننا عوام جاہلوں کا خیال بتایا واقعی فسادی تو وہ ہے جس نے براہین قاطعہ میں اللہ تعالی کے متعلق جھوٹ بول سکنے کا نیا عقیدہ گھڑا اور جس نے اُردو زبان میں سرکار رسالت علیہ الصلاۃ والسلام کو علمائے دیوبند کا شاگرد بنایا۔ سُنّی مسلمان نہ جھگڑالو اور فسادی ہے نہ گالی بکنے والا وہ تو شریعت اسلامیہ کے حکم کے مطابق ان گستاخ مولویوں کو کافر و مرتد کہتا ہے جو بارگاہِ احدیت اور سرکار رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں گستاخی کرتے اور ضروریات دین کے منکر ہیں۔

عقائد ضروریہ دینیہ کی مخالفت کرنے والوں کو کافر و مرتد کہنا ان کے حق میں منافق کا لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز گالی نہیں ہے خود اللہ تعالے نے قرآن مجید میں کافر، کفار، مشرکین، منافقین وغیرہ کلمات مخالفین اسلام کے حق میں ارشاد فرمایا ہے تو کیا کوئی بدنصیب اتنا کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ قرآن عظیم نے گالی دی ہے۔**معاذ اللہ تعالی**

مسلمانو! وہابیوں دیوبندیوں سے تمہیں نہ حجت کرنے کی ضرورت ہے نہ ان کا زق زق بق بق سننے کی حاجت ہے تم ان سے گالی گلوچ اور جھگڑا نہ کرو بس تم ان کی صحبت سے دور ہو اپنے سے ان کو دور رکھو تمہارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمہیں یہی تعلیم دی ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں **ایا کم و ایاھم لا یضلو نکم و لا یفتنو نک**

یعنی مسلمانو! تم بدمذہبوں کی محبت سے بچو۔اپنے کو ان سے دور رکھو، نہیں تو وہ تمہیں سچے راستے سے بہکا دیں گے اور تمہیں بددین بنا دیں گے دعا ہے کہ اللہ تعالے ہمیں اور تمہیں سچی ہدایت پر قائم رکھے آمین۔

وصلی اللہ تعالی وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمدٍ والہ وصحبہ اجمعین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ (حق و باطل کا فرق، ص:۴۵تا۵۰)

شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ:

حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ نے خالص شرعی، علمی گرفت کرتے ہوئے صلح کلیت کے تابوت ضلالت میں آخری کیل ٹھونکتے ہوئے لکھتے ہیں:

چوں کہ عوام تو عوام علماء تک مسئلہ تکفیر کے سلسلے میں پیچیدگیوں سے واقف نہیں، اس لیے الجھن میں پڑ جاتے ہیں، اللہ عزوجل رحم فرمائے کہ اسی مغالطہ نے ہزاروں آدمیوں کو

گمراہ کر دیا، اس لیے ناظرین پورے طور سے متوجہ ہو کر حاضر دماغی سے میری گزارشات کو پڑھیں۔ اس مغالطہ پر سب سے پہلی گزارش ہے کہ اگر (بفرض محال) اسے تسلیم کر لیا جائے تو لازم کہ پھر کسی کو کافر نہ کہا جائے، اگرچہ وہ صریح سے صریح کفر بکے، اس لیے کہ کسی کفر بکنے والے کو کسی مفتی صاحب نے کافر کہا تو وہ یہی مغالطہ پیش کر دے گا کہ ٹھیک ہے، آپ کافر کہتے ہیں مگر میں کافر نہیں کہتا، جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے کافر نہیں کہا اور دونوں مقتدیٰ ہیں۔

مثلاً قادیانیوں کا حامی کہے کہ آپ لوگ قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں، میں کافر نہیں کہتا مثال میں یہی پمفلیٹ والی (اسماعیل دہلوی والی جیسی) بات ذکر کر دے۔ منکرین حدیث چکڑالویوں کا کوئی وظیفہ خوار یہ کہے: "آپ کافر کہتے ہیں لیکن میں کافر نہیں کہتا اور نظیر میں وہی مذکورہ بالا بات پیش کر دے۔

تو یہ صلح کلی لوگ بتائیں کہ اس کا جواب کیا ہو گا، اگر صلح کلی اس کا جواب دے دیں تو ہم کو پھر کچھ کہنے کی حاجت نہیں رہے گی، انھیں کے جواب سے ہم دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کا قطعی حتمی کافر ہونا ثابت کر دیں گے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ کوئی صلح کلی اس گتھی کو سلجھانے کی ہمت نہیں کرے گا، کیوں کہ اس گتھی کو سلجھانا حقیقت میں اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنا ہے۔

سنجیدہ متین سمجھدار طبقہ کو اتنے ہی سے اطمینان ہو جانا چاہیے اور جسے اطمینان نہ ہو بتائے : ایک شخص کہتا ہے روح اور مادہ قدیم ہیں، اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا کافر نہیں کہتا

ایک شخص کہتا ہے قیامت نہیں آئے گی،اسے ایک کافر کہتا ہے،دوسرا کافر نہیں کہتا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معبود نہیں،اسے ایک کافر کہتا ہے دوسرا کافر نہیں کہتا۔

کیا دونوں صحیح کہہ رہے ہیں؟

ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک صحیح کہ رہا ہے دوسرا غلط کہہ رہا ہے، مگر مغالطہ عامتہ الورود مذکور کی بناپر صلح کلیوں کو ماناپڑے گا کہ دونوں صحیح ہیں لیکن ہمیں معلوم ہے کہ کوئی صلح کلی یا کوئی وہابی ان سوالوں کے جوابات مرتے دم تک نہیں دے گا، کون اپنے ہاتھ سے ذبح ہونے کے لیے تیار ہوگا؟‘‘ ۔ (مقالات شارح بخاری جلد:۲، ۱۸۰تا۱۷۷)

صاف و صریح گستاخانہ کلمات میں تاویل و ہیرا پھیری کرنا بھی کفر ہے:

تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن میں صفحہ ۴۸ پر اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی۔

شفاء شریف میں ہے:

ادعاوہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔

یعنی ”صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا“۔

شرح شفا قاری میں ہے **ھو مردود عند القواعد الشرعیة** ”ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔“ نسیم الریاض میں ہے **لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا۔** ”ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔“ فتاویٰ خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے: **و اللفظ للعمادی قال انا رسول اللّٰہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر** یعنی ”اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنٰی یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔“ یہ تاویل نہ سنی جائی گے، فاحفظ۔“

علماء دیوبند کے شیخِ کبیر مولوی انور شاہ کشمیری اپنی تصنیف ”اکفار الملحدین“ میں صفحہ ۹۹ پر تحریر کرتے ہیں:

''علامہ موصوف ''مقاصد'' کی شرح میں ''باب الکفر والایمان'' کے ذیل میں ج ۲ ص۲۶۸ تا ۲۷۰ پر اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں: ''(اہلِ قبلہ کے بارے میں) مذکورہ بالا بحث کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہے جو ضروریاتِ دین مثلاً (توحید، نبوّت، ختمِ نبوّت، وحی و الہام) حدوثِ عالم اور حشرِ جسمانی وغیرہ مجمع علیہ عقائد حقہ میں تو اہل حق کے ساتھ متفق ہوں، لیکن ان کے علاوہ اور نظری عقائد و اصول میں اہل حق کے مخالف ہوں، مثلاً صفاتِ الٰہیہ، خلقِ اعمال، ارادۂ الٰہی کا خیر و شر دونوں کے لئے عام ہونا، کلامِ الٰہی کا قدیم ہونا، رؤیتِ باری تعالیٰ کا ممکن ہونا، ان کے علاوہ وہ تمام نظری عقائد و مسائل جن میں حق یقینا ایک ہے (اثبات یا نفی) ایسے مخالفینِ حق کے بارے میں بحث ہے کہ ان عقائد کا معتقد اور قائل ہونے (یا نہ ہونے) کی بنا پر کسی اہل قبلہ (مسلمان) کو کافر کہا جائے یا نہیں؟ ورنہ اس میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں کہ وہ اہل قبلہ (مسلمان کہلانے والے) جو عمر بھر روزہ، نماز وغیرہ تمام عبادات و احکام کا پابند رہا ہو لیکن عالم کو قدیم (ازلی ابدی) مانتا ہو، یا جسمانی حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہو، یا اللہ تعالیٰ کو جزئیات (ہر ہر چیز) کا عالم نہ مانتا ہو، وہ (قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود) بلاشک و شبہ کافر ہے، اسی طرح کوئی اور کفریہ قول یا فعل اس سے سرزد ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ (مثلاً حضورِ اکرم ﷺ کی شان مبارکہ میں بے ادبی، گستاخی، اور عیب جوئی کرنا)۔

اور بعض علماء اور مفتی حضرات کبھی کبھار کفریہ الفاظ میں تاویلات کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ''اکفار الملحدین'' میں مولوی انور شاہ کشمیری صفحہ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی

اس لئے کہ طبرانی کی روایت میں اس حدیث میں ''کفرًا بواحا'' کے بجائے ''کفرًا صُراحا'' (''ص'' مضموم اور ''ر'' مفتوح کے ساتھ) آیا ہے (جس کے معنی ہیں صریح کفر)، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' شرح البخاری ج۱۳ ص۶ میں نقل کیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی۔(یہ حدیثِ مبارکہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر درج ہے)

اور صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں:

''ضروریاتِ دین سے کسی متواتر امر ''مسنون'' کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے

ضروریاتِ دین اور متواترات کی اس تشریح و تحقیق کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مثلاً: ۱۔۔۔ نماز پڑھنا فرض ہے اور اس کے فرض ہونے کا اعتقاد بھی فرض ہے، اور نماز سیکھنا بھی فرض ہے اور نماز سے انکار یعنی اس کو نہ ماننا یا نہ جاننا کفر ہے۔

۲۔۔۔ اور مسواک کرنا سنت ہے، مگر اس کے سنت ہونے کا اعتقاد فرض ہے، اور اس کی سنیت کا انکار کفر ہے، لیکن اس پر عمل کرنا اور علم حاصل کرنا سنت ہے، اور اس کے علم سے ناواقف رہنا حرمانِ ثواب کا باعث ہے، اور اس پر عمل نہ کرنا (رسول اللہ ﷺ) کے عتاب یا (ترک سنت کے) عذاب کا موجب ہے۔ (دیکھا آپ نے ایک سنت کی سنیت کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے)۔

کیوں کافر ہو جاتا ہے؟ کیونکہ سنت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ اور جب سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو آپ ﷺ کی عیب جوئی یا گستاخی کرنے سے بطریق اولیٰ کافر ہو جاتا ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "ازالۃ الخفا" میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرمائی ہے، صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں: "تاویل کے قطعی طور پر باطل ہونے کا مدار اس پر ہے کہ وہ تاویل قرآن کریم کی صریح آیت، یا حدیث مشہور، یا اجماع، یا قیاسِ جلی، (واضح قیاس) کے خلاف ہو۔" (یعنی ہر وہ تاویل جو قرآن، حدیثِ مشہور، اجماعِ امت یا واضح قیاس کے مخالف ہو قطعاً نہیں مانی جائے گی)۔

اسی طرح صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں:

جو تاویل ضروریاتِ دین کے مخالف و منافی ہو، وہ کفر ہے:

"نیز کبھی انسان ایسے امور میں تاویل کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے، جن میں تاویل کی مطلق گنجائش نہیں جیسے "قرامطہ" کی تاویلیں اور بعض تاویلوں سے ضروریاتِ دین کی مخالفت لازم آجاتی ہے، اور تاویل کرنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا (اور کافر ہو جاتے ہیں) یہ وہ مقام ہے جس میں انسان علم الٰہی اور احکام آخرت کے اعتبار سے کفر کے خطرہ سے ہر گز محفوظ نہیں رہ سکتا، اگرچہ ہمیں علم نہ ہو۔"

”اسی طرح علماء امت کا اس پر بھی اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ کسی بھی قطعی امر مسموع (یعنی ایسا امر جس کا رسول اللہ ﷺ سے مسموع ہونا یقینی ہو) کی مخالفت کفر اور اسلام سے نکل جانے کے مترادف ہے۔“

حضرت علامہ مفتی ابوالمحسن محمد منظور احمد فیضی اپنی کتاب ”مقام رسول“ میں صفحہ ۶۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں: ”ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل یعنی صاف و صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔(شفاء شریف ج ۲ ص ۲۰۹، ۲۱۰) الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷، اکفار الملحدین للکشمیری صفحہ ۲۷، بحوالہ الحق المبین صفحہ ۱۶ مصنفہ شیخ الحدیث رازیِ وقت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ، آمین۔

ھو مردود عندقواعدالشریعۃ۔

”یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف و صریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔“

(شرح شفاللقاری ج ۴ ص ۳۴۳)

لایلتفت لمثلہ ویعدھذیانا۔ (نسیم الریاض للخفاجی الحنفی ج ۴ ص ۳۴۳)

”یعنی صاف (توہینی) لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔“

والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر۔ یعنی ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔“

(خیالی صفحہ ۱۴۸ مع حاشیہ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ وعبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۷۰ھ)

وھٰکذاقال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۲۸ھ۔

(الفتوحات المکیۃ جلد ۲ صفحہ ۸۵۷)

ان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر۔ یعنی قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔

التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل ویکفر المتاول فیھا۔

یعنی ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

(اکفار الملحدین ص ۵۷ للکشمیری وھو منہم)

التاویل الفاسد کالکفر۔ "فاسد تاویل کفر کی طرح ہے" (اکفار الملحدین ص ۶۱)

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔

یعنی حکم کفر کا دارومدار ظواہر پر ہوتا ہے۔ یہاں نہ نیت وارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار۔ (اکفار الملحدین ص ۴۳)

وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔

یعنی علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین کا ارادہ نہ ہو۔" (اکفار الملحدین ص ۱۷)(بحوالہ مقام رسول، ص ۶۱۸، ۶۱۷)

مولوی انور شاہ کشمیری "اکفار الملحدین" میں صفحہ ۸۵ پر رقمطراز ہیں:

غلط تاویل کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں

الغرض صاحب شریعت علیہ السلام نے تاویل باطل پر کبھی کسی کو معذور نہیں قرار دیا، چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے:

۱- امیر سریہ (سپہ سالار فوج)عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنے فوجیوں کو آگ میں داخل ہونے کا حکم دینے پر فرمایا: اگر وہ لوگ (اپنے امیر کے کہنے پر) آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ نکلتے، اس لئے کہ امیر کی اطاعت تو صرف ازروئے شرع جائز امور میں کی جاتی ہے۔ (اور جان بوجھ کر آگ میں کودنا خودکشی اور حرام ہے، اگرچہ امیر کے حکم سے کیوں نہ ہو، معلوم ہوا کہ دخول فی النار کے جواز کے لئے اطاعت امیر کی تاویل باطل ہے)

۲- ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں جس کا سر پھٹ گیا تھا اور اس کے باوجود لوگوں نے اس کو ناپاکی کا غسل کرنے کا فتویٰ دیا تھا اور وہ غسل کرنے کی وجہ سے مر گیا تھا، فرمایا: "خدا ان کو ہلاک کرے، انہوں نے اس غریب کو مار ڈالا۔" دیکھئے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان غلط فتویٰ دینے والوں کے فتوے اور تاویل کا مطلق اعتبار نہیں کیا اور اس کی موت کا ان کو ذمہ دار قرار فرمایا۔)

۳- اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت معاذ ص پر کس قدر غصہ اور ناراض ہوئے، صرف اس بات پر کہ وہ اپنی قوم کو نماز پڑھاتے وقت لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا: "افتانٌ انت یا معاذ؟" "تم فتنہ میں ڈالتے ہو اے معاذ؟" (حالانکہ وہ آپ ﷺ کی ہی نقل اتارتے تھے، اور جو سورتیں آپ ﷺ نماز میں پڑھتے تھے وہ بھی وہی پڑھتے تھے، مگر آپ ﷺ نے ان کی اس تاویل کی طرف اصلاً التفات نہ کیا اور ان کے اس عمل کو فتنہ سے تشبیہ فرمایا)۔

اسی طرح نماز میں طویل قرأت کرنے کی وجہ سے ایک مرتبہ آپ ﷺ ابیؓ بن کعب ص پر بھی ناراض ہوئے (اور ان کا بھی کوئی عذر نہ سنا)۔

۴- اسی طرح ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر ان لوگوں کو قتل کر دینے کی بنا پر سخت برہم ہوئے، جنہوں نے "اسلمنا اسلمانا" نہ کہہ سکنے کی وجہ سے "صَبئْنا صَبئْنا" کہہ کر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا تھا، مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نہ سمجھے اور ان کو قتل کر دیا (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی پر ان کو معذور نہ قرار فرمایا)۔

اسی طرح حضرت اسامہ ص نے سفر جہاد میں ایک بکریاں چرانے والے چرواہے کے "کلمہ پڑھنے" کو ایک حیلہ سمجھ کر قتل کر دیا کہ یہ اپنی جان و مال بچانے کی غرض سے کلمہ پڑھ رہا ہے، مگر آپ ﷺ ان پر بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا: "ہلّا شققت قلبہ" یعنی "تونے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟"۔

(غرض آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے اس بظاہر عذر اور جائز تاویل کا قطعاً لحاظ نہیں فرمایا)۔

۵- اسی طرح آپ ﷺ اس شخص پر بے حد ناراض اور غصہ ہوئے جس نے مرض الموت کے وقت اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے، حالانکہ وہی اس کی تمام پونجی اور سرمایہ تھا، اور آپ ﷺ نے اس شخص کو ورثا کی حق تلفی کا مرتکب قرار دے دیا (اور اس کا کوئی عذر نہ سنا)۔

ان کے علاوہ بے شمار واقعات ہیں جن میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے "بے جا تاویل" اور "بے معنی عذر" کا قطعًا اعتبار نہیں کیا۔

تاویل کہاں معتبر ہے؟

فقہاء کی اصطلاح میں چونکہ یہ تاویلیں امر مجتہد فیہ (محل اجتہاد) میں نہ تھیں، اس لئے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان کا اعتبار نہ فرمایا، اس کے برعکس ایسے امور میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تاویل کو عذر قرار فرمایا اور تسلیم فرمایا ہے جو محلِ اجتہاد تھے، مثلاً:

۱۔ جن صحابہ ث کو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حکم فرمایا تھا کہ: "عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر پڑھنا۔" اور انہوں نے عصر کی نماز راستہ میں صرف اس لئے نہ پڑھی اور قضا کر دی کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بنی قریظہ میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے (آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان لوگوں کو نمازِ عصر قضا کر دینے پر کچھ نہ کہا)۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۱)

۲۔ اسی طرح ایک موقع پر دو صحابی سفر کر رہے تھے، راستہ میں پانی نہ ملا، اس لئے انہوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، اس کے بعد پانی مل گیا، وقت باقی تھا، ایک نے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی، دوسرے نے نہ پڑھی، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں واقعہ پیش کیا گیا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان دونوں میں سے کسی کو بھی سرزنش نہ فرمائی، صرف اس لئے کہ ان امور میں تاویل کی گنجائش تھی۔

خلاصہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اقوال و افعال اس باب میں مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور روشن لائحہ عمل ہونے چاہئیں، اور صرف انہی امور میں تاویل اور عذر کا اعتبار کرنا چاہیئے

جن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ ہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے، وہی جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے، اور جس کو خدا گمراہ کردے اس کو تو کوئی بھی ہدایت نہیں کر سکتا۔

(حسام السیفیہ، ص:۲۲۶تا۲۳۳، مطبوعہ جماعت نقشبندیہ سیفیہ صوبہ سندھ)

اکابر وہابیہ و دیابنہ اپنے اصول و فتاوی کی روشنی میں کافر:

گنگوہی کے مطابق تھانوی مشرک ہے:

گنگوہی کہتا ہے کہ : جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفی کے نزدیک مشرک و کافر ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ایمان و کفر کے مسائل ص 228)

مزید کہتا ہے کہ : علم غیب خاصہ حق تعالی کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ 229)

لفظ **خاصہ** کی تعریف بھی خود دیوبندی کی زبانی ملاحظہ کریں

خالد محمود دیوبندی لکھتاہیکہ : خاصہ وہ صفت ہیکہ جو کسی ایک فرد یا نوع ہی میں پای جاے اور کسی میں موجود نہ ہو۔ (مطالعہ بریلویت جلد ا ص 335)

تو اب واضح ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک علم غیب خاصہ حق تعالی کا ہے کسی اور کا ہر گز نہیں ہو سکتا اور اس لفظ علم غیب کو کسی تاویل یعنی عطای باذن اللہ دوسروں پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ معاذ اللہ

لیکن اسکے بر عکس تھانوی نے حفظ الایمان میں بچوں پاگلوں اور جانوروں تک کے لئے علم غیب کا اقرار کیا ہے ملاحظہ ہو۔

ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان)

نیز مرتضی خسن چاند پوری اپنی کتاب میں اس عبارت کا دفاع کرتے ہوے لکھتا ہیکہ: اس امر کو تسلیم کرلیا گیاہیکہ حضور کو علم غیب باعطاے الہی حاصل ہے۔

(توضیح البیان علی حفظ الایمان ص 5)

گنگوہی کے مطابق جو شخص علم غیب ہونے کا معتقد ہے وہ سدات حنفی کے نزدیک قطعا مشرک وکافر ھے

اب نام نہاد سنی صلح کلی فیصلہ کریں کہ تھانوی اور دربھنگی عطای علم غیب مان کر کافر ومشرک ہوا یانہیں؟

دیوبندیوں کے فتوے سے مولوی قاسم نانوتوی کافر:

قاسم نانوتوی لکھتاہے کہ : پھر دروغ بھی کی طرح کا ہوتاہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیۃ العقائد ص 22)

اس عبارت پر دیوبندیوں کا فتوی ملاحظہ کریں:

عامر عثانی فاضل دیوبند برادر زادہ شبیر احمد عثانی کے شمارے تجلی سے ملاحظہ کریں

کسی نے قاسم نانوتوی کی کتاب تصفیۃ العقائد سے چند سطریں نقل کر کے دار الافتاء دیوبند کو بھیجا اور پوچھا کہ ان سطروں کو لکھنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اب جواب ملاحظہ کریں

انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا اہلسنت والجماعت کا عقیدہ نہیں اسکی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں

فقط واللہ اعلم سید احمد علی سعید

نائب مفتی دار العلوم دیوبند (جواب صحیح ہے)

ایسے عقیدے رکھنے والا کافر ہے جب تک وہ تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں

مسعود احمد عفا اللہ عنہ مہر دار الافتاء دیوبند الہند (تجلی دیوبند شمارہ نمبر ۲ اپریل ۱۹۵۶ جلد نمبر ۷ ص ۹|۱۰)

تفصیل اس اجمال کی سہ روزہ دعوت دہلی کی 17 جنوری 1956ء کی اشاعت میں ملاحظہ کریں۔

المہند علی المفند علمائے دیوبند کی نظر میں:

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے المہند ۱۳۲۵ھ میں تحریر کی اس کتاب کے بارے میں عام طور پر دیوبندیوں کا یہ دعوی ہے کہ: علماء حرمین وشریفین نے اس کی تصدیق کی۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کتاب کی اہمیت علمائے دیوبند کے یہاں کتنی ہے؟

مولوی اکمل محمد سعید دنیوری دیوبندی المہند کو غیر معتبر تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: "المہند کو تحریر سے ستائیس ۲۷ سال بعد اور مولوی احمد رضا بریلوی کی وفات سے بارہ سال بعد طبع کرایا گیا اب سوال یہ ہیکہ حضرت مولانا سہارنپوری نے اپنی زندگی میں کیوں نہیں چھپوایا اور ستائیس سال مسودہ کس نے محفوظ رکھا؟"

اور کتاب تو مولوی احمد رضا کے خلاف لکھی گئ تھی تو یہ اسکی زندگی میں چھپوانا چاہئے تھی اسکی وفات سے بارہ سال بعد کیوں چھپوایا؟

کیا ضرورت محسوس ہوئی معلوم ہوا کہ ایک خاص تعصبی نظریئے کے تحت اس میں ترمیم واضافہ کے ساتھ چھپوایا ہے۔(شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق مقدمہ ص ۱۷)

اس کتاب کو دیوبندی عقائد علمائے اہلسنت دیوبند بھی کہتے ہیں۔

ایک دیوبندی کی زبان سچ نکل ہی گیا:

بات ظاہر ہیکہ یہ حضرات (اکابرین دیوبند)المہند علی المفند کو ایک دفع الوقتی کتاب سمجھتے تھے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے اور یہ عقائد علمائے دیوبند نہیں ۔(حوالہ ایضاص ۵)

دیوبندی مماتی حضرات المہند کو ایک وقتی مصلحت کا تقاضہ مانتے ہیں ملاحظہ ہو: ”یہ معتزلہ (دیوبندی مماتی)اس بات کا پرچار کررہے ہیں کہ المہند علی المفند میں عقیدہ کا اظہار نہیں بلکہ یہ ایک وقتی مصلحت کے تقاضہ کے تحت لکھی گئ ہے“(خوشبو والا عقیدہ)

عنایت اللہ شاہ دیوبندی کا المہند پر اطمینان نہیں:

سید عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبند کا بہت بڑا بزرگ ہے

دیوبندی مناظر خضر حیات صاحب اپنی کتاب میں اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ :

پیر طریقت امام الدعوتہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری (حوالہ اکابر کا باغی کون ص ۱۱)

بخاری صاحب کا المہند پر اطمینان نہیں تھا چنانچہ مولوی عبدالحمید سوتی لکھتے ہیں کہ :اگر مولانا عنایت اللہ بخاری کا المہند جسکو مرتب کرنے والے حضرت مولانا سہارنپوری ہیں اور جس پر شیخ الہند سے لیکر مفتی کفایت اللہ تک تمام ذمہ دار حضرات کے دستخط موجود ہیں اس پر اطمینان نہیں تھا تو اسکے اظہار کی یہ صورت تو کسی طرح بھی اچپٹھی نہیں تھی ۔

(فیوضات حسینی ترجمہ تحفہ ابراہیمہ ص ۴۵)

خود دیوبندیوں نے اپنے دیوبندی مولوی کے بارے میں اقرار کیا کہ انکو اطمینان نہیں تو معلوم ہوا کہ علمائے دیوبند کے ماننے والوں میں بعض ایسے علمائے دیوبند بھی موجود تھے اور ہیں جنہوں نے المہند پر اعتبار ہی نہیں کیا۔

دیوبندی مولوی عبد الحق خان بشیر چیرمین حق چار یار اکیڈمی گجرات اپنے مماتی دیوبندیوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ

مماتی دیوبندی بندیالوی نے اپنے رسالہ میں یہ باور کرانے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند کی متفقہ دستاویز "المہند علی المفند" قابل اعتماد کتاب نہیں۔

بندیالوی (مماتی دیوبندی) سمیت تمام منکرین حیات (یعنی مماتی دیوبندی) المہند کو علماء دیوبند کی ایک ایسی ہنگامی کاوش قرار دیتے ہیں جو پالیسی کے تحت مجبوراً منظر عام پر لائی گئی۔ (علمائے دیوبند کا عقیدہ حیات النبی اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص ۳۹)

دیوبندی بزرگ قاضی صاحب کا المہند پر عدم اطمینان:

سرفراز صفدر اپنے دیوبندی بزرگ کے بارے میں لکھتا ہے کہ: جناب قاضی صاحب المہند کے مصنف اور اسکے جملہ مصدقین حضرات پر جو اکابر علماء دیوبند میں شامل ہیں اور تسکین الصدور کے پاک وہند کے مصدقین حضرات پر اعتماد کرنے پر تو آمادہ نہیں اور علماء دیوبند کی طرف مراجعت کی تلقین کرتے اور دعوت دیتے ہیں۔ (الشہاب المبین ص ۳۵)

سرفراز صفدر اپنے دیوبندی بزرگ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ: آپ المہند میں درج شدہ دیوبندی مسلک کی ترجمان عبارت کو کھلے بندوں تسلیم نہیں کرتے۔(حوالہ ایضاص ۳۵)

قاضی سر فراز نے جگہ جگہ اپنا بزرگ تسلیم کیا ہے ۔

اور اسی کتاب کے ص ۴۶ پر اس کے ساتھ اپنے روابط کا اظہار کیا ہے ملاحظہ ہو:

ہم اور آپ میں گہرے روابط ہیں ہم آپ کے خادم ہیں

پھر یہ شعر لکھا کہ

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی　　　یہ ہوا تو کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

اللہ آپکو عمر نوح عطا فرمائے تا کہ آپ اپنا درس جاری رکھ سکیں ۔ (حوالہ ایضا ص ۴۷)

یعنی اتنا کچھ ہونے کے باوجود علمائے دیوبند میں جدائی نہیں حالانکہ اہل حق واہل باطل ایک نہیں ہو سکتے لیکن یہ دیوبندیوں کے گھر کا معاملہ تھا لہذا یکجاں ہو کر گہرے روابط قائم رکھے۔سچ فرمایا گیا کہ **الکفر ملتہ واحدہ**

دیوبندی مولوی حسین احمد نیلوی المہند پر مفتی اعظم ہند (بقول دیوبندی) کی تقریظ کا جواب کے عنوان میں لکھتا ہے کہ :المہند پہ استاد جی کے دستخط کرنا فضول سی بات ہے کیونکہ کسی معتمد علیہ کی تصنیف شدہ کتاب کو تقریظ کرنے والا تقریظ کرتے وقت من ادلہ الی آخرہ ایک ایک حرف کر کے کوئی نہیں دیکھتا خصوصاً وہ ہستیاں جنکے سر پر بیسوں ذمہ داریاں ہوں-الی قولہ پھر خود المہند میں ایسی ایسی غلطیاں ہیں جن کی نسبت ان جید علماء کی طرف کرنا انکی توہین ہے پھر اس میں کتابت کی غلطیاں ہیں بلفظہ۔(الکتاب المسطور جلد اول، ص ۴۶۰)

معلوم ہوا کہ دیوبندی علماء کے نزدیک المہند میں ایسی غلطیاں ہیں جن کی نسبت دیوبندی اکابرین کی طرف کرنا وہ توہین تصور کرتے ہیں۔ اور ان کو اس کتاب پر اطمینان بھی نہیں۔

خود دیوبندیوں کا دیوبندیوں کو لاکھوں کا چیلنج:

دیوبندیوں نے اپنی اسی کتاب المہند کے نام کا معنی و ترجمہ عقائد علمائے اہلسنت دیوبند شائع کیا ہے۔

یہ نام بعد کے علمائے دیوبند کی طرف سے سامنے آیا لیکن اس نام سے بھی دیوبندی علماء میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے

اس لئے دیوبندی فرقہ ہی کا خضر حیات دیوبندی (مماتی) سخت غضب ناک ہوتا ہے ملاحظہ ہو:

محقق ٹمن (حیاتی دیوبندی) اگر آپ یا آپکی جماعت عربی لغت کی کسی کتاب سے المہند علی المفند کا یہ معنی عقائد علمائے اہلسنت دیوبند بتادے تو ہم آپ کو ایک ایک حرف پر ایک ایک لاکھ انعام دیں گے اور اگر نہ دکھا سکیں تو خدارا کچھ تو شرم کرو لغت عربی اور کتب اکابرین کو اپنے مظالم کا تختہ مشق نہ بنائیں تعجب ہے آپ لوگوں پر کہ کبھی تو آپ کتاب اللہ کی معنوی تحریف سے نہیں چوکتے اور کبھی مخلوق کی کتابوں کو اسرائیلی ذہن کے مطابق تحریف و تخریب کا نشانہ بناتے ہیں اب آپ خود سوچیں کہ آپ نے اپنے مذمومہ مقاصد کی حصول کی خاطر المہند علی المفند کے نام میں تحریف کر ڈالی اگر آپ (حیاتی دیوبندی) المہند کو عقائد علماے دیوبند کہنے پر مصر ہیں تو المہند کے مؤلف یا تصدیق کنندگان اکابرین میں سے صرف

ایک ہی نام پیش فرمادیں جنھوں نے المہند کو علی الاطلاق اصول عقائد کی کتاب قرار دیا ہو یا معیار اہلسنت اور معیار دیوبندیت کہا ہو المہند کی حیثیت تبدیل کرنے کے لئے اس کے نام میں ردو بدل کرنے کے واقعات اکابرین (دیوبند) کے بہت بعد کے ہیں حضرات اکابرین کتاب کی موجودہ حیثیت (اصول عقائد علماء دیوبند) اور موجودہ محرف شدہ نام سے بری الذمہ ہیں اور ہم (مماتی دیوبندی) یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اکابرین دیوبند کے متفقہ نام اور حیثیت میں تحریف کرنے کی وجہ سے تم (حیاتی دیوبندی) خود اکابرین دیوبند کے باغی اور اکابرین کے طرز فکر کو چھوڑ کر اکابرین پر عدم اعتماد کے مرتکب ہو۔ (المسلک المنصور ، ص ۲۶۰)

دیوبندیوں کے نزدیک سرفراز صفدر کافر ہے:

دیوبندیوں کا مشہور و معروف مناظر ماسٹر امین اکاڑوی کے برادر زادے مولوی محمود عالم دیوبندی ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ: جس نے ابن تیمیہ پر شیخ الاسلام کا اطلاق کیا وہ کافر ہے۔ (تسکین الاتقیاء ص ۱۲۴ بحوالہ اکابر کا باغی کون؟ ص ۲۷۲ دیوبندی خضر حیات)

دیوبندی مولوی سرفراز صفدر کو علمائے دیوبند اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہیں

اس سرفراز صفدر کی کتاب تسکین الصدور کے ص ۱۱۲ اور ۱۳۸ ، ۱۳۶ ، ۱۱۷ . اور ۱۵۷ پر ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام لکھا گیا ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا دیوبندی مولوی محمود کے مطابق سرفراز صفدر ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہہ کر کافر ٹھہرا۔

دیوبندی امام خلیل احمد ورشید احمد کی مصدقہ کتاب "براہین قاطعہ" میں لکھا ہے کہ: یہ ہر روز اعادہ ولادت کا مثل ہنود (ہندوؤں) کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں ۔(براہین قاطعہ)

خیال رہے یہ فتوی دیوبندی رشید احمد گنگوہی کا ہے جسے خلیل احمد نے نقل کیا ہے

دیکھئے براہین قاطعہ ص۱۶۷اس میں صاف کہا گیا کہ حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کا دن ہر سال منانا ہندوؤں کے سانگ کنہیا کا دن منانے کی مثل ہے ۔(معاذاللہ)

اب فتوی ملاحظہ ہو

کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذاللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے۔ (المہند ص۶۷)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت شریفہ کو فعل کفار کے مشابہ کہنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا تو خلیل احمد انبیٹھوی کے فتوے سے رشید احمد گنگوہی مسلمان نہیں رہا اور خلیل احمد براہین قاطعہ میں نقل کر کے خود اسلام سے خارج ہوا ۔

خلیل احمد انبیٹھوی اپنے ہی فتوی سے کافر ٹھہرا:

براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے کہ: شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے ؟(براہین قاطعہ)

اب فتوی ملاحظہ ہو

ہمارا یقین ہے جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی سے اعلم ہے وہ کافر ہے۔(المہند علی المفند ص ۵۷)
خلیل احمد انبیٹھوی اپنے ہی فتوی سے کافر ٹھرا نیز اشر فعلی بھی المہند کی روشنی میں کافر ٹھرا۔

دیوبندیوں کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ: پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہے تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم تو تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
مطلب یہ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگل، جانوروں اور بچوں سے ملایا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ (حفظ الایمان ص 8 کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند مصنف: اشرف علی تھانوی)

اب فتوی ملاحظہ ہو
ہمارے نزدیک متقین ہے جو شخص نبی کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعا کافر ہے ۔ (المہند علی المفند)

دیوبندیوں کی مصدقہ کتاب المہند کی روسے تھانوی علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور سے تشبیہ دینے کے سبب کافر ٹھہرا۔

رشید احمد گنگوہی پر خلیل احمد انبیٹھوی کا فتوی کفر:

دیوبندیوں کا امام ربانی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ جلد ا ص ۸ لکھتا ہے کہ: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا

جلد ۳ ص ۹۷ پر ہے کہ : محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا اور شرک و بدعت سے روکتا تھا۔

المہند میں ہے کہ : جو اولیاء کرام کی قبروں کو سجدہ و طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت کو ظاہر کرے وہ وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو۔(المہند ص ۲۳)

اب فتوی ملاحظہ کریں

المہند کے مصنف سے ابن عبدالوہاب کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ ہم اسے خارجی جانتے ہیں ۔ (المہند ص ۴۶)

تو خلیل احمد انبیٹھوی کے فتوے سے رشید احمد گنگوہی خارجی کو مسلمان مان کر کافر ٹھہرا

اب جو کافر کو کافر نہ کہے اس کے بارے میں کیا فتوی ہے ملاحظہ کریں

دیوبندیوں کا اکابر مرتضی حسن چاندپوری کہتا ہے کہ : جو کافر و مرتد کو کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے ۔ (احتساب قادیانیت جلد دہم ص ۲۵۳ اشد العذاب ص ۱۱)

کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بنا دیا حالانکہ کفر کفر ہے اسلام اسلام۔ (احتساب قادیانیت)

اب ملاحظہ کریں کہ وہابی کسے کہتے ہیں؟

تھانوی نے یقینا سچی بات کہی : وہابی کا معنی ہے بے ادب باایمان ۔

(افاضات الیومیہ ۲ ص ۲۰۷)

معلوم ہوا کہ حکیم الامت کے نزدیک وہابی کا معنی بے ادب ہے۔

اب بے ادب باایمان ہوتا ہے یا نہیں؟

خود وہابیوں کی ہی زبانی ملاحظہ کریں

خود تھانوی ہی کہتا ہے کہ: ادب بڑی چیز ہے اور بے ادبی نہایت ہی بری چیز ہے بے ادب ہمیشہ محروم رہتا ہے اسی کو فرماتے ہیں

زاخدا جوئیم توفیق ادب　　　　بے ادب محروم گشت از فضل رب

ترجمہ: ہم اللہ سے ادب کی توفیق کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بے ادب حق تعالی کی مہربانی سے محروم رہتا ہے ۔ (ملفوظات حکیم الامت ۵ ص ۲۶۸)

مولوی اسماعیل دہلوی کی زبانی بھی سماعت کریں

بے ادب محروم گشت از فضل رب۔ (تقویت الایمان)

حکیم الامت دیوبند تھانوی کہتا ہے کہ : گستاخ اور بے ادب کبھی مقصود تک راہ نہیں پاسکتا کبھی صورت تک مسخ ہو جاتی ہے اور یہ سب بے ادبی اور گستاخی کے ثمرات ہیں۔
(ملفوظات حکیم الامت ۵ ص ۲۶۸)

تھانوی کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ بے ادب کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ اسکی صورتیں تک مسخ ہو جاتی ہیں

تو تب دیوبندی حضرات خود بتائیں کہ وہ بے ایمان ہیں یا با ایمان ؟

کیا ایمان والا بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا؟

ملاحظہ ہو المہند اس میں لکھا ہے کہ: اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اسکا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔ (المہند ص ۳۲)

پتہ چلا کہ وہابی بے ادب ہوتے ہیں اور بے ایمان بھی

لو آج اپنے دام میں صیاد آگیا (بحوالہ: قہر خداوندی بر فرقہ دیوبندی)

تبلیغیوں کا دعوئے نبوت:

طارق جمیل کہتا ہے کہ: مولانا الیاس کاندھلوی پر اللہ تعالی نے جو پیغام فرمایا پچھلی کئی صدیوں میں کسی پر نہیں ہوا، پچھلے ہزار سال میں بھی کہوں تو مبالغہ نہیں۔

(کلمۃ الہادی باب نمبر ۴ ص ۲۲۷)

طارق جمیل کے اس بیہودہ قول پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی مفتی نے لکھا کہ: اللہ تعالی اپنے نیک بندوں پر الہام فرماتا ہے لیکن پیغام اپنے نبیوں اور رسولوں کو دیتا ہے جسے رسالت کہتے ہیں--------طارق جمیل کا-----کتنا غلو ہے ایک امتی (الیاس کاندھلوی) کے بارے میں کہا جائے کہ اللہ تعالی نے اس پر پیغام فرمایا اس طرح کے خرافات مولانا الیاس کاندھلوی کے بارے میں پہلے بھی کہی گئی ہیں کہ یہ الہامی نبی تھے۔

فتاوی محمودیہ میں ہے۔

سوال: یہاں پر ایک تبلیغی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:

حضرت مولانا الیاس دراصل الہامی نبی تھے انبیاء پر وحی آتی تھی لیکن مولانا ایسے نبی تھے جن کو ہو آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا گویا الہامی نبی تھے

جواب: حامدا و مصلیا! حضرت مولانا الیاس کو نبی کہنا درست نہیں نہ الہامی نہ کسی اور قسم کا نبی۔ ایسے عنوانات سے بہت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔

جواب کے بعد دیوبندی مفتی کہتا ہے کہ: میں کہتا ہوں غلو کس چیز کا نام ہے الحاد زندقہ اور کفر کونسی بلا ہے؟

جماعت میں شامل فاسق، فاجر، حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے والوں کی وکالت کی جائے دوسری طرف علماء امت، صلحاء، مشائخ، مجاہد اور اہل حق قابل گردن زدنی قرار دیے جائیں۔ منصب الوہیت ورسالت کے صیغہ میں اپنے بڑوں کو شریک کار سمجھنا یہود ونصاری کا غلو تھا۔ ملخصا (کلمۃ الہادی باب نمبر ۴ ص ۲۲۸)

دیوبندی مولانا ابوالفضل نے بھی فتاوی محمودیہ جلد 1 صف ٦٦ تا ۷۰ کا ایک حوالہ اپنی کتاب ''انکشاف حقیقت '' میں بیان کیا ہے

ملاحظہ ہو مولانا ابوالفضل عبدالرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ: مولانا مفتی محمود حسن کا جواب پڑھیں کتنا نرم جواب دیا ہے مفتی صاحب کو لکھنا چاہیئے تھا ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے اور اس تبلیغی مقرر کو اپنے کفر سے توبہ کرنی چاہیئے۔ (انکشاف حقیقت ص ۸۵)

الیاس کاندھلوی کو تبلیغی الہامی نبی کہتے ہیں:

ابوالفضل دیوبندی کہتا ہے کہ: اس طرح تو مولانا الیاس کا درجہ تبلیغیوں نے کہاں پہنچادیا بندہ تو اسکے تصور سے لرزتا ہے یہ غلو فی الدین کی بدترین مثال ہے (اسکے بعد ہیڈنگ لگائی) **مولانا الیاس الہامی نبی تھے۔** (انکشاف حقیقت ص ۳۶)

پھر دیوبندی فتاوی محمودیہ کا حوالہ بیان کر کے دیوبندی مولوی نے خود تبلیغی جماعت کے بارے میں لکھا کہ : دوسرا نامعلوم مقرر مولانا الیاس کو الہامی نبی قرار دے رہا ہے جسکی تردید میں تبلیغی جماعت کی طرف سے اب تک کوئی فتوی نہیں آیا۔(انکشاف حقیقت ص ۴۷)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا عقید کہ : جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویت الایمان ص ۵۴)

ایک جگہ اور لکھتا ہے کہ : ہر مخلوق خواہ چھوٹا ہو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویت الایمان)

ایک جگہ اور لکھتا ہے کہ : اولیاء وانبیاء امام وامام زادہ پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر انکو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویت الایمان)

ایک جگہ اور لکھتا ہے کہ : انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ (تقویت الایمان)

اور لکھتا ہے کہ : اولیاء انبیاء کی تعظیم انسانوں جیسی کرنی چاہیئے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سوان میں بھی اختصار کریں (یعنی کمی)۔ (تقویت الایمان)

براہین قاطعہ کے مصنف خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ:

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہ دیا وہ تو خود نص کے موافق کہتا ھے اس پر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن اور اسکے خلاف کہنا نص کی مخالفت ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۳)

قارئین کرام! آپ نے اسماعیل دہلوی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے عقائد پڑھے انکے نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بس بڑے بھائی جیسی کروسواس میں بھی کمی کرو۔
اب آپ ملاحظہ کریں کہ ایسا گندہ عقیدہ رکھنے والا کیا ہے ؟اور اس عقیدے کے بارے میں علمائے دیوبند کا متفقہ فتوی بھی ملاحظہ کریں

جو اسکا قائل ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر پر ہوتی ہے تو اسکے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند ص۲۳)

انور شاہ کشمیری کا فتوی:

تمام علماء کا اس بات اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی توہین و بے ادبی و تنقیص کرنے کافر ہے جو اسکے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد ونیت وقرائن حال پر نہیں۔ علماء نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرات ودلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ بھی ہو۔ (اکفار الملحدین ص۶۴-۹۱)
پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے دہلوی اور انبیٹھوی کافر ہوگئے۔

مرید کے فتویٰ سے مرشد کافر :

نداءاور استمداد کے سبب علمائے دیوبند کا پیر و مرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی و نانوتوی تھانوی اسماعیل دہلوی کے فتوے سے کافر ہوئے۔حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

اے رسول کبریا صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے ۔۔۔ یا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ۔۔۔ اے میرے مشکل کشا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجیئے مجھے ۔۔۔ یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ ص۹۸)

قاسم نانوتوی کی نداء

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۔۔۔ نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
مگر کرے روح القدس میری مددگاری ۔۔۔ تو اسکی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے ۔۔۔ تو آگے بڑھ کے کہوں کہ جہان کے سردار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال ۔۔۔ بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

مزید لکھتا ہے کہ

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام ۔۔۔ کرے گا یا نبی اللہ کیا میرے پہ پکار
یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں ۔۔۔ کئے ہیں میں نے اکھٹے گناہ کے انبار
جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا ۔۔۔ بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی ص۵-۶-۷)

اشرفعلی تھانوی کی نداء

یاشفیع العباد خذبیدی	انت فی الافطار معتمدی
لیس لی ملجاء سواک اغث	مسنی الضر سیدی سندی
یارسول اللہ بابک لی	من غمام الغموم ملتحدی
لیتی کنت ترب طیبتکم	فالتثمبت النعال ذاک قدمی

ترجمہ: اے بندوں کی شفاعت فرمانے والے میری دستگیری فرمائیں آپ ہی میری ہر مشکل میں آخری امید ہیں آپکے سوا میرا کوئی ملجا نہیں میرے سردار میرے مولا میری فریاد سنیں مجھے ضرر نے گھیرا ہوا ہے

یارسول اللہ میں ہوں اور آپکا در ہے غم کے بادل مجھے کہیں گھیر نہ لیں اے کاش میں طیبہ کی خاک ہو جاتا اور آپکی نعل بوسی میرے لئے کافی ہوتی۔

اب فتوی ملاحظہ کریں

دہلوی صاحب لکھتا ہے کہ: جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارے اور بلا کے مقابلے میں اسکی دہائی دیوے اور دشمن پر اسکا نام لیکر حملہ کرے اور اسکے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اسکی صورت کا خیال باندھے کہ جو خیال و وہم میں میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام زادہ سے خواہ بھوت پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۹)

علمائے دیوبند کے عقائد سے ثابت ہوا کہ ندائے غیر اللہ جائز و مستحسن ہے اور معتبر علمائے دیوبند نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء بھی کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد بھی چاہی ہے۔ جبکہ اسماعیل دہلوی کے فتوے میں نداء غیر اللہ کو شرک اور کرنے والے کو مشرک کہا گیا ہے

اب یا تو اسماعیل دہلوی کے فتوی سے علمائے دیوبند مشرک ہوئے یا پھر اسماعیل دہلوی۔

- مزید خرافات وہابیہ کو جاننے کے لئے حسام الحرمین، حسام السیفیہ، تمہید الایمان، حق و باطل کا فرق، دیوبندی مذہب، محاسبہ دیوبند، سعید الحق شرح جاءالحق، قہر خداوندی برفرقہ دیوبندی، حنفیت کے باغی دیوبندی وہابی کا مطالعہ فرمائیں ۔

صوفیاء اور عقیدہ اہلسنت:

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خلاصة مواعظ وزبدة نصائح اختلاط و انبساط با اهل تدین و ارباب تَشرّع ست تدین و تشرع منوط بسلوك طريقة حقه اهل سنت و جماعت است که فرقه ناجیه اند درمیان سائر فرق اسلامیه نجات بے متابعت این بزرگواراں محال ست و فلاح بے اتباع آرائے اینها ممتنع دلائل عقلی و نقلی و کشفی بریں معنی شاهد ست که احتمال تخلف ندارد. و اگر معلوم شود که شخصی برابر خردل از صراط مستقیم این بزرگواران جدا افتاده ست صحبت او را سم قاتل با یددانست و مجالست او را زہر افعی باید انگاشت طالبعلمان بیباک از هر فرقه که باشند لصوص دین اند اجتناب از صحبت اینها نیز از ضروریات ست و این همه فتنه و فساد که در دین پیدا شده است از شومی این جماعت ست که بواسطه حطام دنیوی آخرت خود را برباد داده اند - **أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُ الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ** ابلیس لعین را شخصی دید که آسوده و فارغ البال نشسته است و دست را از اغوا و اضلال کوتاه کرده سران را پرسید. لعین گفت علماء سوء این وقت کارِ مرا کفایت کرده اند و متکفّل اغوا و اضلال گشته۔

یعنی "(میرے) سارے وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا عطر یہی ہے کہ دیندار پابند شرع لوگوں سے میل جول محبت رکھی جائے دینداری اور پابندی شریعت تو اہل سنت و

جماعت کے طریقہ حقہ پر چلنے ہی کے ساتھ وابستہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پانے والا یہی فرقہ ہے۔ بغیر ان بزرگوار (علمائے اہل سنت وجماعت) کی اتباع کے نجات محال ہے۔ اور بغیر ان کے عقائد کی پیروی کے فلاح ناممکن ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی ایسی دلیلیں اس معنی پر شاہد ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رائی برابر بھی ان بزرگواروں کے سیدھے راستے (صراط صالحین) سے الگ پڑ گیا ہے تو اسکی صحبت کو سم قاتل اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جاننا چاہیے۔ بیباک ملانے، جس فرقے کے بھی ہوں دین کے چور ہیں اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ وفساد دین میں پیدا ہوا ہے انہیں " بدمذہب ملاؤوں کی جماعت کی نحوست کے سبب ہے جنہوں نے دنیا کی حقیر پونچی (مال ودولت یا عزت وشہرت اور جاہ وجلال) کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے، (ایسوں ہی کا بیان قرآن میں ہے کہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے کے ابلیس ملعون کو ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بیٹھا ہے اور بہکانے سے ہاتھ روک لیا ہے، اُس نے اس کا بھید پوچھا ؟ ملعون ابلیس بولا: اس زمانے کے بدمذہب ملاؤوں نے مجھ کو بے فکر کر دیا ہے اور انہوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کا سارا بوجھ اپنے اوپر اٹھالیا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب: ۲۱۳، ص: ۱/۲۱۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں:

استدلال وکشف استدلال ہر چند مخالف شریعت ست مردود ست کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة۔

اور کشف جو کچھ بھی شریعت کے خلاف ہو مردود ہے، جس حقیقت کو بھی شریعت رد فرمادے تو وہ زندیقیت اور بے دینی ہے۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب: ۴۳)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات میں لکھتے ہیں:

اعلم ان موازین الاولیاء الکاملین لا تخطی الشریعة ابدا فھم محفظون من مخالفہ الشریعة۔۔۔۔اعلم أن میزان الشرع الموضوعة فی الأرض ھی ما بأیدی العلماء من الشریعة فمھما خرج ولی عن میزان الشرع المذکورة مع وجود عقل التکلیف وجب الانکار علیه۔

جان لو کہ کامل اولیاء کی میزانیں کبھی شریعت سے خطا نہیں کرتیں، وہ مخالفت شرع سے محفوظ ہیں۔ جان لو کہ میزان شرع جو اللہ عزوجل نے زمین میں مقرر فرمائی ہے وہ یہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھ میں ہے تو جب کبھی کوئی ولی اس میزان شرع سے باہر نکلے اور اس کی عقل کہ مدار احکام شرعیہ میں باقی ہو، تو اس پر انکار واجب ہے۔

(الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر ص 34,35 دارالکتب العلمیة)

حضرت مجدد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مصداق صحت کشف والہام مطابقت ست با علوم علمائے اہل سنت ، اگر سرِ موئے مخالف ست از دائرہ صواب بیرون ست ھذا ھو العلم الصحیح والحق الصریح فماذا بعد الحق الا الضلال۔

اولیائے کرام وصوفیائے عظام نفعنا اللہ تعالیٰ برکاتھم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرہ کے کشف والہام کے درست و صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت دامت برکاتھم

کے علوم و عقائد کے مطابق ہو، اگر ایک بال برابر بھی ان سے مخالف ہے تو دائرہ صحت سے باہر ہے، یہی علم صحیح اور حق صریح ہے تو اس کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔
(مکتوبات امام ربانی، مکتوب: ۱۱۲)

آنچه بر ما و شما لازم ست تصحیح عقائد ست بمقتضائے کتاب و سنت بر نهجیکه علمائے هل اهل حق شکر الله سعیهم از کتاب و سنت آن عقائد را فهمیده اند و از انجا اخذ کرده چه. فهمیدن ما و شما از حیز اعتبار ساقط ست اگر موافق افهام این بزرگواران نباشد ، زیرا که بر مبتدع وضال احکام باطله خود را از کتاب وسنت می فهمد و از آنجا اخذ نماید و الحال انه لا یعنی من الحق شیئا۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:۱۵۸)

وہ جو ہم پر اور تم پر لازم ہے عقیدوں کو قرآن عظیم و حدیث کریم کے مطابق اسی طور پر صحیح کرنا ہے جس طور پر حضرات علمائے اسنت نے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) قرآن و حدیث سے ان عقائد کو سمجھا اور ان سے استنباط کیا ہے، کیوں کہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان بزرگواروں کی سمجھ کے مطابق نہ ہو تو درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس لیے کہ مسلمان کہلوانے والا ہر ایک بد مذہب و گمراہ اپنے باطل عقیدوں کو قرآن و حدیث ہی سے سمجھنے کا ادعا کرتا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے، حالاں کہ وہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔

کیا وہابی، دیوبندی، ناصبی، پنچپیری، حوارین دجال قادیانی و روافض خود کے عقائد کفر وضلال قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کرتے؟

امام ربانی علیہ مزید فرماتے ہیں:

خبث اعتقاد کہ مخالف معتقدات اهل سنت است سم قاتل ست کہ بموت ابدی و عقاب سرمدی رساند، مداهنت و مسایلت در عمل امید مغفرت دارد اما مداهنت اعتقادی گنجائش مغفرت نہ دارد۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:٦٧)

یعنی جو عقیدہ اہل سنت کے عقائد کے مخالف ہے اس کی خباثت و شناعت زہر قاتل ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دوامی عقاب تک پہنچاتی ہے۔ عمل میں سستی اور کاہلی پر تو مغفرت کی امید ہے، لیکن اعتقادات میں ستی و غفلت کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے۔

اعتقاد میں کوتاہی قابل بخشش نہیں، العیاذ باللہ، جب مدار نجات اعتقاد ہی ہے تو اصول عقائد میں مخالفت اہل سنت کے ارتکاب کے بعد کیا نجات کا گمان بھی کیا جاسکتا ہے؟؟

وتعلمون ان بقیة الخلاف مع الشریعة ناشئة عن سقم في الحال وخلل فیه ولو صدق الحال ما خالف الشریعة الحقة وبالجمله خلاف الشریعة دلیل الزندیقة وعلامة الالحاد

اور تم یہ جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی رہ جاتی ہے، اس کا سبب یہی ہے کہ (اتباع ہوا نفسی کے زیر اثر) حال میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، خلل پڑ جاتا ہے۔ اور اگر حال سچا ہوتا تو شریعت حقہ کے خلاف (قطعاً) نہ ہوتا۔ اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت زندیقی کی دلیل اور بے دینی کی علامت ہے۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:۲۸۹)

اگر معلوم شود کہ شخصے برابر خردل از صراط مستقیم این بزرگواران جدا افتادہ است صحبت او را سم قاتل باید دانست و

مجالست او را زهر افعی باید انگاشت طالب علمان بیباک از هر فرقه که باشند لصوص دین اند اجتناب از صحبت اینها نیز از ضروریات ست و این همه فتنه و فساد که در دین پیدا شده است از شومنی این جماعت ست که بواسطه حطام دنیوی آخرت خود را بر باد داده اند. (الآیة) **أولئِکَ الَّذِینَ اشْتَرَوُ الضَّللَةَ بِالْهُدَی فَمَا رَبِحَتْ تُجَارَتُهُمْ وَمَا کَانُوا مُهْتَدِینَ۔** (سورۃ البقرۃ، آیۃ:١٦)

اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص بزرگواروں (علمائے حق) کے طریقہ وو سیدھے راستے سے رائی برابر بھی الگ پڑ گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہر قاتل سمجھنا چاہیے اور اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جاننا چاہیے، بیباک ملانے جس فرقے کے بھی ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے اور یہ جو کچھ فتنہ وفساد دین میں پیدا ہوا ہے انھیں بد مذہب ملاؤوں کی جماعت کی نحوست کے سبب ہے، جنھوں نے دنیا کی تھوڑی حقیر پونچی (مال وزر یا ظاہری تقوی وطہارت و پارسائی کی شہرت پھیلانے) کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا (یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔) (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:٢١٣)

ایمان عبارت از تصدیق قلبی ست بآنچه از دین بطریق ضرورت و تواتر بما رسیده است و اقرار لسان نیز رکن ایمان گفته اند که احتمال سقوط دارد، علامت ایں تصدیق تبری ست از کفر و بیزاری از کافری و آنچه در کافری است از خصائص ولوازم آں همچناں بستن زنار ومثل آں، و اگر عیاذا باللّٰه سبحنه با دعوائے این

تصدیق تبرا از کفر نه نماید مصدق ومبین ست کہ بداغ ارتداد متسم ســـت وفی الحقیقة حکم او حکم منافق ست لا الی ہؤلاء ولا الی ھؤلاء پس در تحقیق ایمان از تبری کفر چارہ نبود

یعنی ایمان ان تمام باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے جو ضرورت اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علمائے اسلام نے ایمان کا رکن بتایا ہے جو بوقت اکراہ شرعی ساقط ہو جاتا ہے (یعنی علمائے دین نے جسے رکن دین بتایا ہے اُس کی)تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبری بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو، جیسے زنار باندھنا اور اس کے سوا اور شعائر کفر، اور اگر معاذ اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس بات کا کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغدار ہے اور در حقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے کافروں میں شامل ہے، تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کے لیے کفری باتوں سے تبری و بیزاری لازم ہے۔

مجرد تفوہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما علم مجیئہ من الدین ضرورۃ باید و تبری از کفر و کافری نیز در کار ست تا اسلام صورت بند دو دونہ خرط القتاد

یعنی زبان سے خالی کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں ہے، تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے، اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے، تو اسلام حاصل ہوگا بغیر اس کے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:۲۶۶)

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ الرحمانی فرماتے ہیں:

محبت خدائے عزوجل ومحبت رسول او علیه وعلی آله الصلوات والتحیات بے دشمنئ دشمنان او صورت نه بندد . ع: تولا بے تبرا نیست ممکن این جا صادق ست.

یعنی” خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی محبت ان کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی، یہیں پر یہ مصرع صادق آتا ہے کہ: کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اس کی محبت ممکن ہی نہیں“۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:۲۶۶)

حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

واگر عیاذاً باللّٰه سبحنه با دعوائے ایں تصدیق تبرا از کفر نه نماید مصدق و مبین ست که بداغ ارتداد متسم ست وفی الحقیقة حکم او حکم منافق ست لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلى هو لاء پس در تحقیق ایمان از تبری کفر چاره نیست۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب:۲۶۶)

اور اگر معاذ اللہ اس (ضروریات دین) کی تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس بات کا کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں

سے داغدار ہے اور در حقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ نہ مسلمانوں میں ہے نہ کھلے کافروں میں شامل ہے تو ایمان حاصل کرنے کے لیے کفری باتوں سے تبری و بیزاری لازم ہے۔

یعنی ایسا شخص نہ مسلمانوں میں داخل ہے اور نہ کھلے ہوئے کافروں میں شامل ہے، بلکہ بمطابق قرآن مجید فرقان حمید منافق شرعی اعتقادی میں داخل ہے، جسے کافر کہنے پر عند الشرع مواخذہ نہیں لیکن مسلمان ماننے پر مواخذہ ہے۔

اللہ کے دشمنوں پر سختی کرنا:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہر کسے را در دل تمنائے امرے ست از امور و تمنائے ایں فقیر شدت نمودن ست بدشمنان خدا جل وعلاء و دشمنان پیغمبر او علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات واہانت رسانیدن ست بایس بے دولتاں وخوار دانستن ایشان را والہ باطلہ ایشان را ویقین میرا نند کہ: ہیچ عملی نزد حق جل وعلا ازاین عمل مرضئ تر نیست،

یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پر سختی وشدت کی جائے اور ان بد نصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور ان کے جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے، آپ یقین جانیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب: ۱۶۳)

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

حق سبحنه و تعالی حبیب خود را علیه وعلی آله الصلواة والتحیة می فرماید: واغلظ علیهم پس پیغمبر خود را که موصوف بخُلق عظیم ست بجهاد کفار غلظت بایشان امر فرمود ، معلوم شد که غلظت بایشان داخل خلق عظیم ست.... در رنگ سگان ایشان را دور بـــــایـــــد داشت.... دوستی والفت باد دشمنان خدا منجر بدشمنی خدائے عزوجل ودشمنی پیغمبر او علی الصلوة والسلام می شود ، شخصی گمان می کند که او از اہل اسلام ست و تصدیق ایمان باللّٰه ورسوله دارد ، اما نمی داند که این قسم اعمال شنیعه دولت اسلام او را پاك وصاف می برد نعوذ باللّٰه۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ: "کفر والوں پر سختی کرو، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ خلق عظیم سے موصوف ہیں، ان کو سختی کرنے کے حکم کرنے سے معلوم ہوا کہ کفر والوں کے ساتھ شدت سے پیش آنا خلق عظیم میں داخل ہے، خدا کے دشمنوں (کفار و منافقین) کو کتے کی طرح دور رکھا جائے، ان کے ساتھ دوستی ومحبت اللہ ورسول مل کی دشمنی تک پہونچادیتی ہے، (منافقوں کے ظاہری تقوی طہارت، عبادت وریاضت کے مایاجال سے) آدمی گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اللہ ورسول علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان رکھتا ہے (اس لیے اُن سے دوستی رشتے داری رکھتا ہے) لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس طرح کی بیہودہ حرکتیں اُس کے دین وایمان کو غارت کردیتی ہیں۔ نعوذ بااللہ۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب: ۱۶۳)

اہل ہواء کے تابعداری جائز نہیں:

ثُمَّ جَعَلْنَاکَ عَلَی شَرِیعَۃٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْھَا وَلَا تَتَّبِعْ أَھْوَاءَ الَّذِینَ لَا یَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: پھر ہم نے اس کام عمدہ راستہ پر تمہیں کیا تو اسی راہ پر چلو اور نادانوں کی خواہش کا ساتھ نہ دو۔ پارہ ۲۵ الجاثیۃ آیت نمبر ۱۸

اپنے آپ کو ہوائے نفسانی سے روکنے کا انعام:

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہِ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوَی (۴۰) فَإِنَّ الْجَنَّۃَ ھِيَ الْمَأْوَی۔

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشوں سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ پارہ نمبر ۱۰ النزعت پارہ ۳۰ آیت نمبر ۴۰ و ۴۱

اہل ہویٰ کی متعابعت سے پرہیز کرو:

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَہُ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ وَکَانَ أَمْرُہُ فُرُطًا۔

ترجمہ: اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔ پارہ ۱۵ سورۃ الکھف آیت نمبر ۲۸

اہل ہوا کی تابعداری ہلاکت کا باعث ہے:

فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنْھَا مَنْ لَا یُؤْمِنُ بِھَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ فَتَرْدَی۔

ترجمہ: تو ہر گز تجھے اس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا تو ہلاک ہو جائے۔ پارہ نمبر ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۶

گمراہ پرستوں کے اہوی کا تابع نہ ہونا:

وَلَا تَتَّبِعُوا أَھْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا کَثِیرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِیلِ۔

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ اور سیدھے راہ سے بہک گئے۔ پارہ٦ آلمائدہ آیت نمبر ۷۷

اہل تکذیب کی ہویٰ کا تابع نہ ہونا:

وَلَاتَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا۔ پارہ۸ الانعام آیت نمبر ۱۵۰

ترجمہ: اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں۔

اہل ہویٰ کی متابعت سبب ضلالت:

قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ۔

ترجمہ: تم فرماؤ میں تمہاری خواہشوں پر نہیں چلتا ہوں یوں تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں ۔ پارہ نمبر۷ الانعام آیت نمبر ۵۶۔

اہل ہویٰ کی تابعداری ممنوع شرعاً اور مضر فی نفسہ ہے:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ۔

ترجمہ: اور اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا اس کے بعد کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا نہ مددگار۔ پارہ۱ البقرۃ آیت نمبر ۱۲۰

اہل ہوا کی تابعداری انسان کو ظالم بناتی ہے:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔

ترجمہ: اور اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستم گر ہوگا۔ پارہ۲ البقرۃ آیت نمبر ۱۴۵

اور تفسیر مظہری سے تبصرہ سن لیجئے۔

والمقصود من الاية نهی الامة وتهديدهم عن اتباع الأهواء على خلاف العلم الذي جاء من الله تعالى بأبلغ الوجوه حيث أورد الله سبحانه الشرط مؤكدا بالقسم المقدر واللام الموطئة وتعليق الفعل بكلمة ان فانه يدل على انه ایّ جزء يوجد من الاتباع فهو ظلم- والخطاب الى النبي صلى الله عليه وسلم مع كونه حبيبا لله تعالى فغيره اولى بالتهديد- والتفصيل بعد الإجمال في قوله ما جاءک من العلم- وتعظيم العلم بذكره معرفا باللام والجزاء بانّ المؤكدة- واللام في خبرها- والجملة الاسمية- والتعبير بإذن- وكلمة من فان قولک زيد من العلماء ابلغ من قولک زيد عالم- وتعريف الظالم المستلزم لنسبة كمال الظلم اليه لان المطلق محمول على الكامل- وتعميم الظلم حيث حذف متعلقة. (تفسیر مظہری جلد ا صفحہ ۱۴۵۔)

ترجمہ: اس آیت سے امت کو تہدید اور تادیب مقصود ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے خلاف اہل کتاب کی خواہشوں کا اتباع کریں اور تہدید بھی نہایت مبالغہ کی اور مبالغہ بھی بہت سی وجوہ سے چناں چہ اول قسم مقدر سے اس مضمون کو موکد فرمایا دوسرے لام تمہید قسم کا لائے، تیسرے فعل کو ان (اگر) کے ساتھ معلق کیا کیوں کہ یہ تعلق اس پر صاف دال ہے کہ اگر کچھ بھی اتباع پایا جائے گا تو یہ بھی ظلم ہی شمار ہوگا۔ چوتھے رسول ﷺ کو باوجود حبیب ہونے کے یہ خطاب فرمایا تو اس سے اوروں کو نہایت بلیغ دھمکی ہوگئی (جیسے کوئی حاکم اپنی رعایا کے سنانے کے لیے کسی اپنے مطیع و فرماں بردار سے کہے کہ دیکھو اگر تم بھی ایسا کروگے تو سزا پاؤگے) پانچویں مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ سے اس کی تفصیل اجمال ہے کہ اول ما موصولہ سے علم کو مجمل ذکر فرمایا مِنَ الۡعِلۡمِ سے اس کی تفصیل فرمادی ظاہر ہے کہ تفصیل بعد اجمال

میں زور ہی ہوتا ہے۔ چھٹے علم کو معرف باللام ذکر فرمایا۔ ساتواں جزا کو ان اور لام تاکید اور جملہ اسمیہ سے مؤکد کیا (یہ در حقیقت نو ہوئے) آٹھواں کلمہ اذا (اس وقت) کہ یہ بھی مفید مبالغہ کو ہے لائے۔ نوواں من تبعیضیالائے کہ اس سے نہایت ہی مبالغہ ہو گیا کیوں کہ جملہ زید علماء میں سے ہے یہ بہ نسبت زید عالم ہے کہ زیادہ بلیغ ہے دسویں الظلمین کو معرفہ باللام لائے کہ کمال ظلم کو مقتضی ہے گیارھویں ظلم کو کسی قید سے مقید نہیں کیا اس سے فائدہ تعمیم کا ہوا اس وجہ سے کہ متعلقہ کو حذف کیا۔ ترجمہ از تفسیر مظہری مترجم از مولانا سید عبد الدام الجلالی مطبع دارالاشاعت کراچی (گیارہ جمع دو کل تیرہ وجوہات بنتی ہیں)۔

اہل ہوا کی تابعداری حق سے پھیرتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔

ترجمہ: اور اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر۔ پارہ ۶ المائدہ آیت نمبر ۴۸

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللهُ إِلَيْكَ۔ الخ پارہ ۶ المائدۃ آیت نمبر ۴۹

ترجمہ: اور یہ کہ اے مسلمان! اللہ کے اتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اترا۔

اہل ہویٰ کی تابعداری کا انجام عذاب الہی ہی ہے:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ۔

ترجمہ: اے سننے والے! اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہو گا نہ بچانے والا۔ پارہ ۱۳ الرعد آیت نمبر ۳۷۔

اہل ہوا کے بجائے حکم الٰہی کی متابعت ضروری اور لازمی ہے:

وَ اسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَ لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَ قُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ۔

ترجمہ: اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور انکی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری۔ پارہ ۲۵ الشوریٰ آیت نمبر ۱۵

اس پر حضرت علامہ قاری صاحب کا اقرار اور شہادت بھی ملاحظہ ہو: وَمَا ضَلَّ مَنْ ضَلَّ مِنَ الْكَفَرَةِ وَالْحُكَمَاءِ وَالْمُبْتَدَعَةِ وَأَهْلِ الْأَهْوَاءِ إِلَّا بِمُتَابَعَةِ الْعَقْلِ الخ یعنی کفار، حکماء، مبتدعین اور اہل ہواء جو صرف عقل کی وجہ سے گمراہ ہوئے۔ مرقاۃ ج ۲ صفحہ ۸۵ قبیل باب التیمم امدادیہ ملتان۔ (فتح الباب لسد الارتیاب ص ۱۳۱)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے ۔ حرام فعل کو مستحسن جاننے والا اسلام سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔ (معیار السلوک ص ۱۹۶)

بدعتی و بدمذہب کی صحبت:

سلف صالحین کی عادات مبارکہ میں یہ بھی ہے کہ وہ جس کسی سے بھی محبت یاد شمنی رکھتے تھے، محض اللہ کے لئے رکھتے تھے۔ دنیا کی کوئی غرض نہیں ہوتی تھی۔ یعنی کسی دنیادار کے ساتھ دنیا کے لئے محبت نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ان کا مقصود رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ ہوتا تھا۔ اگر دنیادار باوجود مالدار ہونے کے دیندار بھی ہوتو بوجہ دین داری کے اس سے محبت رکھتے تھے۔ اگر بے دین ہوتو اسے ہدایت کرتے تھے اور یہی کمالِ ایمان ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ **''من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان''.**

(سنن ابی داود، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانہ، الحدیث:4681، ج4، ص290)

یعنی جس شخص نے کسی کے ساتھ محبت کی تو محض خداعزوجل کے لئے کی، اگر بغض رکھا تو خداعزوجل کے لئے، اگر کسی کو کچھ دیا تو خداعزوجل کے لئے، اگر نہ دیا تو خداعزوجل کے لئے، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ کیا تو نے میرے لئے بھی کوئی کام کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ہاں میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، خیرات دی، اور بھی کچھ اعمال عرض کیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اعمال تو تیرے لئے ہیں، کیا تو نے میرے دوست کے ساتھ میرے لئے محبت کی اور میرے دشمن کے ساتھ میرے لئے دشمنی کی۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، غیر تمم لانتہاک الحرمات، ص45)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے لئے محبت، اللہ عزوجل کے لئے بغض یہ افضل اعمال میں سے ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: "**مصارمة الفاسق قربة الی اللہ**".

کہ فاسق کے ساتھ قطع (تعلق) کرنا اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنا ہے۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، غیر تہم لانتہاک الحرمات، ص46)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا فاسق کے پاس تعزیت یا ماتم پرسی کے لئے جانا درست ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ درست نہیں ہے۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، غیر تہم لانتہاک الحرمات، ص46)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "**من ادعی انه یحب عبدًا لِلّٰہ تعالی ولم یبغضه اذا عصی اللہ تعالی فقد کذب فی دعواه انه یحبه لِلّٰہ**"

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، غیر تہم لانتہاک الحرمات، ص46)

یعنی جو شخص دعویٰ کرے کہ میں فلاں شخص کو خدا کے لئے دوست رکھتا ہوں اور وہ شخص جب نافرمانی کرے اور وہ اسے برا نہ سمجھے تو اس نے محبت کے دعویٰ میں جھوٹ کہا کہ خدا کے لئے ہے۔ اس کی محبت خدا کے لئے نہیں۔ اگر خدا کے لئے ہوتی تو اس نے نافرمانی کی تھی اسے اس نافرمانی کے سبب برا سمجھتا اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کو بے دینوں سے ایسی نفرت تھی۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتّے کو جب آپ کے سامنے آکر بیٹھ جاتا تو نہ ہٹاتے اور فرماتے "**ھو خیر من قرین السوء**"

کہ برے ساتھی سے کتّا اچھا ہے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، غیر تہم لانتہاک الحرمات، ص46)

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نیکوں سے محبت اور ان کے پاس بیٹھنا ان کی صحبت میں رہنا ان کے افعال واقوال دیکھ کر عمل کرنا، انسانی قلب کے لئے اس سے زیادہ کوئی بات نافع نہیں اور بروں کی صحبت میں رہنا فاسقوں سے خلط ملط رکھنا ان کے برے کام دیکھ کر برا نہ جاننا اس سے زیادہ قلب کے لئے کوئی شے ضرر رساں نہیں۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، غیر تہم لانتہاک الحرمات، ص 47)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل معاصی کے ساتھ بغض رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو اور ان سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور ان کو برا سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے نبی اللہ ! پھر ہم کس کے پاس بیٹھیں؟ فرمایا: جالسوا من یذکرکم اللہ رویتہ ان لوگوں کے پاس بیٹھو جن کا دیکھنا تمہیں اللہ عزوجل کو یاد کراوے اور جن کا کلام تمہارے اعمال میں زیادتی کا باعث ہو اور ان کے اعمال تمہیں آخرت کی طرف رغبت دیں۔ (نزہۃ الناظرین، کتاب آداب الصحبۃ، الباب الثانی فی فضل الحب فی اللہ، ص ۱۶۶)

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت **لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَ رَسُوْلَه** کی تفسیر میں آیا ہے کہ جس نے اپنا ایمان صحیح کیا اور توحید خالص کی وہ بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھے نہ اس کے ساتھ کھائے بلکہ اپنی طرف سے اس کے حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کرے جس نے بدعتی کے ساتھ مداہنت کی اللہ تعالیٰ اس سے یقین کی لذّت چھین لیتا ہے۔ اور جس نے بدعتی کو تلاشِ عزت یا تونگری کے لئے مقبول رکھا اللہ تعالیٰ اس کو عزت میں خوار کریگا اور اس تونگری میں مفلس کردے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جس نے بدعتی کی بات سنی اللہ تعالیٰ اس کو اس بات سے فائدہ نہیں دیتا اور جو بدعتی سے مصافحہ کرتا ہے وہ اسلام کا زور توڑ دیتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جو بدعتی کو دوست رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو حبط (برباد) کر دیتا ہے اور اس کے دل سے اسلام کا نور نکل جاتا ہے جو شخص بدعتی کے ساتھ بیٹھتا ہو اس سے بھی بچنا لازم ہے۔ انہی سے روایت ہے کہ اگر کسی راستے میں بدعتی آتا ہو تو دوسرا راستہ اختیار کرو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص بدعتی سے ملنے گیا اس کے دل سے نور ایمان جاتا رہا۔ (مجالس الابرار)

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تینوں صحابیوں سے بول چال بند کر دی جو ایک جنگ کے پیچھے رہ گئے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان مخالفان شریعت سے قطع تعلق کر لیا کرتے تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے حق میں فرمایا: **لا یصلی لکم** یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے جس نے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوکا تھا۔

آج اگر ہم کسی بے ادب فرقہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے منع کریں تو لوگ ہمیں تفرقہ انداز کہتے ہیں حالانکہ یہ تفرقہ نہیں عین اتباع ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں حضور علیہ السلام نے **فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** فرمایا۔

کہ تم ان سے بچو اور ان کو اپنے سے الگ رکھو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔

(صحیح مسلم، المقدمۃ، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء۔ الخ، الحدیث: 7، ص 9)

دیکھو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی تاکید کے ساتھ بے دینوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تو کیا یہ لوگ معاذاللہ! معاذاللہ! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی تفرقہ اندازی کا اتہام لگائیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس شخص میں رائی کے برابر بھی ایمان نہیں فرماتے ہیں جو ایسے بے دینوں کو دل سے بھی برا نہ جانے۔ (مسلم)

علامہ حقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومن سنة السلف الصالحين الانقطاع عن مجالس اهل اللغو واللهو والمجانبة عن اتباع اهل الهوى والبدع وروى ان ابن المبارك رؤى في المنام فقيل له ما فعل ربک بک فقال عاتبني وأوقفني ثلاثين سنة بسبب اني نظرت باللطف يوما الى مبتدع فقال انک لم تعاد عدوى في الدين فكيف حال القاعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔ (تفسیر روح البیان ج۱ ص۲۲۰)

ترجمہ: علامہ حقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اہل لہو ولعب سے دور رہتے اور اہل ہوا وبدع کی پیروی سے سختی سے اجتناب کرتے تھے۔ حکایت کی گئی کہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ (جو رئیس المحدثین گذرے ہیں) کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے عتاب کیا اور تیس سال کھڑا رکھا کیونکہ میں نے ایک دن ایک بدعتی کو محبت ولطف سے دیکھا تھا تو (اللہ نے) فرمایا کہ تم نے میرے دشمن سے عداوت نہ کی، تو اس شخص کا حال کیا ہوگا جو حق واضح ہو جانے کے بعد بھی ظالمین کے ساتھ بیٹھے؟ الأمان والحفیظ

امام ترمذی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے یہ بات نقل کی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے کسی کا سلام پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا:

بلغنی انه قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرئه منی السلام۔۔۔ الخ

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ بدعتی ہو گیا اگر (واقعتاً) وہ بدعتی ہو گیا ہے تو میرا سلام نہ کہنا اس کو۔ (یعنی بد مذہب کو سلام کرنا درست نہیں ہے) (ترمذی، دارمی ص ۵۹، ابو داؤد، ابن ماجہ ص ۳۰۴، مشکوٰۃ ص ۲۳)

ہدایۃ الابرار (ص ۸، ۹) میں ہے:

قال النبی ﷺ من تبسم علی وجه المبتدع فکانما اعان علی هدم الاسلام۔ و قال ثلٰثة لا غیبة لهم الفاسق المعلن و المبتدع و السلطان الجائر۔۔۔ الخ۔

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے بدعتی کے چہرے کو دیکھ کر تبسم (خوشی سے) کیا تو گویا کہ اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ اور فرمایا کہ تین لوگوں کی غیبت، غیبت نہیں ہوتی، ایک اعلانیہ گناہ کرنے والا، دوسرا بدعتی، اور تیسرا ظالم بادشاہ۔

تفسیر چرخی میں ہے:

قال امام سهیل بن عبد الله من صح ایمانه و اخلص توحیده لا یأنس الی مبتدع و لا یجالسه۔

امام سہیل بن عبد اللہ فرماتے ہیں جس کا ایمان صحیح اور توحید خالص ہے تو وہ بدعتی (بدمذہب) سے انسیت (محبت، لگائو، دلی میلان) نہیں رکھے گا اور نہ ہی اس کی مجلس میں بیٹھے گا۔

امام یعقوب چرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا یکاثر اھل البدعۃ ولا یدانیھم ومن تحبب الی مبتدع فزع نور الایمان من قلبہ ولا یؤاکلہ ولا یشاربہ۔۔۔الخ

یعنی اہل بدعت کے ساتھ کثرت سے مت ملو، اور نہ ہی ان سے دینی معاملہ کرو اور جو بدعتی (بدمذہب) سے محبت رکھے گا تو اس کے دل سے نور ایمان نکل جاتا ہے تو ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ پیو۔

عن عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ومن وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

یعنی جس نے بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔

امام عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ لکھتے ہیں:

فلاینبغی لاحد مزاحمۃ الشارع فی التشریح فیکون بتدعاً۔

کسی بھی شخص کے لیئے یہ درست نہیں کہ وہ امر شریعت میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ٹکرائے اور مزاحمت کرے ورنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں بدعتی شمار ہو گا۔

(الکوکب الشاھق فی الفرق بین المرید الصادق وغیر الصادق، ص۹۳ دار المعارف)

امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم الدین میں فرماتے ہیں:

ان کانت البدعۃ بحیث یکفر بھا فامرہ اشد من الذمی لانہ لا یقر بجزیۃ ولا یسامع بعقد ذمۃ وان کان ممن لا یکفر بہ فامرہ بینہ وبین اللہ اخف من الکافر لامحالۃ ولکن الامر فی الانکار علیہ اشد منہ علی الکافر لان شر الکافر غیر متعد فان المسلمین اعتقدوا کفرہ فلایلتفتون الی قولہ اذ لا یدعی الاسلام واعتقاد الحق اما المبتدع الذی یدع الی البدعۃ و یزعم ان ما یدع الیہ حق فھو سبب لغوایۃ الخلق فشرہ متعد

فالاستحباب فی اظهار بغضه و معاداته و الانقطا ع عنه و تحقیر ه و التشنیع علیه ببدعة و تنفیر الناس عنه اشد۔

وہ بدعت جو مسلمان کو کفر میں مبتلا کر دے تو ایسا کافر بدعتی دار الاسلام میں ذمی کافر سے بد تر ہے کیونکہ وہ جزیہ کا پابند نہیں بنتا اور نہ ہی وہ عقد ذمہ کی پروا کرتا ہے اور اگر بدعت ایسی ہو جس کی وجہ سے بدعتی کو کافر نہیں کہا جا سکتا تو ایسے بدعتی کا معاملہ کافر کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور خفیف ہے لیکن اس کی تردید کا معاملہ کافر کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے کیونکہ کافر کا شر مسلمانوں کے لئے اتنا نقصان دہ نہیں کیونکہ مسلمان اس کے کافر ہونے کی وجہ اس کی بات کو قابل التفات نہیں سمجھتے کیونکہ وہ اسلام اور حق کا مدعی نہیں بنتا لیکن گمراہ، بدعتی اپنی بدعت کو حق قرار دے کر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے اس لیے عوام الناکو گمراہ کرنے کا سبب بنتا ہے لہذا اس کا شر زیادہ مؤثر ہے، ایسے شخص کو برا جاننا اس کی مخالفت کرنا، اس سے قطع تعلق کرنا، اس کی تحقیر کرنا، اس کا رد کرنا اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔ (احیاء العلوم، کتاب الالفۃ والاخوۃ، ۲۱۸/۲ بحوالہ عمدۃ المقامات)

فلہٰذا عرس مبارک اور دیگر اپنی محافل میں ایسے علماء ہی کو دعوت دینا لازمی امر ہے جو صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہوں اور اپنی تقاریر میں معمولات و شعارِ اہل سنت کا تحفظ کرتے ہوں نہ کہ ان کو نقصان پہچانے کی سعی لاحاصل کرتے ہوں۔ کیونکہ مشائخ عظام بالخصوص حضرت مبارک علیہ الرحمہ عقیدہ صحیحہ اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ بر سر پیکار رہتے تھے اور اس کی حفاظت و اشاعت کے لئے اپنا تن من دھن وطن قرابت داری سب کو قربان کر کے دین و دنیا کی ابدی کامیابی سے سرفراز وہوئے ہیں۔ اگر وہ اولاد

(صلبی یا معنوی) جو بھی حضرت مبارک علیہ الرحمہ کے اقوال، افعال، عقائد (اہل سنت وجماعت) کے مخالف ومنکر ہوں تو ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہم ان سے بریٔ الذمہ ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ نے جا بجا اپنے مکتوبات شریف میں اس پر نہایت تاکید فرمائی ہے۔ مکتوب نمبر ۹۱ دفتر اول حصہ دوم پر تحریر فرماتے ہیں: کرنے والا ضروری کام یہ ہے کہ اولاً علماء اہلسنت وجماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کئے جائیں کیونکہ فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) یہی گروہ ہے ۔۔۔۔الخ۔ اسی طرح مکتوب ۵۷ دفتر اول حصہ دوم میں تحریر کیا: سعادت دارین کی بدولت سید کونین علیہ الصلاۃ و السلام کی اس متابعت پر موقوف ہے جس کی وضاحت اور جو طریقہ اہل سنت شکر اللہ تعالی سعیھم نے بیان کیا ہے سب سے پہلے ان اہل سنت بزرگوں کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کی درستگی ہے۔ دوسرے نمبر پر حلال و حرام فرض و واجب سنت و مستحب، مباح ومشتبہ کا علم حاصل کرنا چاہیئے اوراس علم کے تقاضے کے کے مطابق عمل بھی درکار ہے۔ یہ دو اعتقادی اور عملی بازو حاصل کرنے کے بعد اگر سعادت ازلی مدد فرمائے تو عالم قدس کی طرف پرواز میسر آسکتی ہے۔ اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔

مکتوب کے ۲۳ے حصہ چہارم جلد ۲ پر فرماتے ہیں: اول اپنے عقائد کو اہل سنت وجماعت کثرھم اللہ تعالی کے عقائد کے موافق درست کرے، دوسرے فرض وسنت وواجب ومندوب وحلال وحرام ومکروہ ومشتبہ کا علم جو فقہ میں مذکور ہے حاصل کریں، اور اس علم کے موافق عمل کرے تیسرے درجے پر علوم صوفیہ کی نوبت پہنچتی ہے۔ جب تک ودو پر درست نہ کرلیں عالم

قدس کی طرفت اڑنا محال ہے اور اگر ان کاموں کے حامل ہونے کے بغیر احوال مواجید میسر ہوں تو ان میں اپنی سراسر خرابی جاننی چاہیے اور ایسے احوال و مواجید سے پناہ مانگنی چاہیے۔

مکتوب نمبر ۲۶۶ حصہ چہارم دفتر اول جلد ۲ پر فرماتے ہیں : **اسعد کم اللہ** سبحانہ خدا تعالی آپ کو سعادت مند کرے عقلمندوں پر سب سے اول فرض ہے کہ اپنے عقائد کو علماء اہلسنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم (جو فرقہ ناجیہ ہے) کے عقائد کے موافق درست کریں۔

مکتوب نمبر ۲۸۶ دفتر اول حصہ پنجم جلد ۲ پر فرماتے ہیں: بسم اللہ الرحمن الرحیم جان لے ارشدک اللہ و الھمک سواء الصراط و مسالک کے طرق کی جملہ ضروریات میں ایک اعتقاد صحیح ہے جسے علماء اہلسنت و جماعت نے کتاب و سنت و آثار سلف سے استنباط کیا ہے اور کتاب و سنت کو ان معانی پر محمول کرنا جنھیں جمہور علما اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت نے کتاب و سنت سے سمجھا ہے بھی ضروری ہے۔ اور اگر بالفرض ان معانی مفہومہ کے خلاف کشف و الہام سے کوئی چیز ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے اور ان سے پناہ پکڑنی چاہیے۔

مکتوب نمبر ۱۷ حصہ ہشتم دفتر سوم جلد ۳ پر فرماتے ہیں: شریعت کے دو حصے ہیں اعتقاد اور عمل اعتقادی حصہ دین کے اصول ہیں اور عملی حصہ دین کے فروع ہیں۔ بد عقیدہ اہل نجات سے نہیں ہے اور عذاب آخرت سے خلاصی اس کے حق میں متصور نہیں۔۔۔ الخ۔

مکتوب نمبر ۳۱ حصہ ہشتم دفتر سوم جلد ۳ پر فرماتے ہیں: خبردار! مثالی صورتوں میں ظھور اور خیالی کشف کی بناء پر اہل سنت و جماعت کے مقررہ عقائد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور اپنے خواب و خیال پر مغرور نہ ہوں کہ اس فرقہ ناجیہ کی متابعت کے بغیر نجات متصور نہیں ہے۔

خوش طبعی کو چھوڑ دو۔ اگر نجات کی آرزو رکھتے ہو تو دل و جان سے ان بزرگوں کی اتباع میں کوشش کرو۔ خبر (دینا) شرط ہے۔۔۔۔الخ

مکتوب نمبر ۳۴ حصہ ہشتم دفتر سوم جلد ۳ پر فرماتے ہیں: وہ نصیحت جو لکھی جاتی ہے سب سے پہلے علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالی سعیھم جو کہ فرقہ ناجیہ ہے، کی رائے کے مطابق عقائد کی درستگی ہے۔۔۔۔۔الخ

مذکورہ بالا عبارات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ عقیدہ کی درستگی و صحت کتنی اہمیت کی حامل ہے بلکہ اصل دارومدار بھی صحت عقیدہ پر ہی ہے اس کے بغیر نہ اعمال کی وقعت ہے اور نہ ہی سلوک کی کوئی اہمیت ہے بلکہ سراسر دھوکہ، استدراج و گمراہی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالی منھا)

رافضی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر ۵۴ میں فرماتے ہیں:

یقین تصور فرمائیند کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر است و بدترین جمیع فرق مبتدعان جماعۃ اند کہ باصحاب پیغمبر علیہ و علیھم الصلوٰۃ والسلام بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن مجید خود ایشاں را کفار می نامد لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح ۲۹)۔

ترجمہ: یقین جانیئے کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں سب سے براوہ فرقہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کے اصحاب کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں ان کو کفار کے نام سے موسوم فرماتا ہے: **لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ** (الفتح ۲۹) تاکہ کفار کو ان (اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے) کے سبب غصہ میں ڈالے۔

شرح: اس مکتوب کی ابتداء میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے شیخ فرید بخاری علیہ الرحمۃ کے لئے ان کی دینی خدمات اور درویشوں کی مالی امداد پر دعائیہ کلمات تحریر فرما کر ان کو بدعتی فرقوں کی صحبت و محبت سے اجتناب کی وصیت فرمائی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے اسی لئے سرور کائنات ﷺ نے بدعتی کے ادب و احترام کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے کہ بدعتی کا احترام کرنے والا گویا دین اسلام کو برباد اور ویران کرنے کی کوشش کرنے والا ہے۔
(مشکوۃ المصابیح، ص ۳۱)

نیز ارشاد فرمایا:

فإیاکم و إیاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۹)

پس ان (بدعتی فرقوں) دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

قرآن کریم میں اس کی واضح ممانعت موجود ہے:

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (الانعام ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کے حکم میں ظالموں سے مراد کفار، بدعتی اور فاسق وغیرھا ہیں۔ ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے، صحبت اختیار کرنے اور میل جول رکھنے کی اجازت نہیں بلکہ حدیث میں یہاں تک موجود ہے کہ

ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم، وإن ماتوا فلا تشھدوھم، ولا تناحکوھم ولا توارثوھم ولا تسلموا علیھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ (کنزالعمال، ج ۱۱، ص ۵۴۰۔ ص ۵۴۲)

(یعنی) ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے نکاح اور رشتہ نہ کرو، وہ بیمار ہو جائیں تو عیادت نہ کرو اور جب وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ اور نہ ان نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فرقہ رافضیہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام بدعتی فرقوں میں سے سب سے بُرا فرقہ وہ ہے جو سرور عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بغض رکھتا ہے اور وہ فرقہ رافضیہ (شیعہ) ہے۔

اہل سنت اور شیعہ کے اختلاف کا آغاز عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہو چکا تھا۔ اس فرقہ نے اہل سنت سے علیحدہ تشخص قائم کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے اعمال وعقائد خود وضع کر لئے جس کے نتیجے میں جمہور اہل اسلام سے الگ ہو گئے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے دور تجدید میں یہ فرقہ ہندوستان میں کافی پھیل چکا تھا۔ آپ نے اس کے خلاف بھرپور جہاد فرمایا اور ہندوستان میں اس فرقہ کا زور توڑ کر رکھ دیا۔

یہ آپ کی تجدیدی کرامات کا فیض ہے کہ ہند وپاک میں آج تک اہل سنت کو بالادستی حاصل ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذلک۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ برگزیدہ شخصیات ہیں جن کے ذریعے قرآن و شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰت کی نشر واشاعت و تبلیغ ہوئی۔ یہی وہ مقدس لوگ ہیں جنہیں صحبت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰت کی برکت سے تزکیۂ نفس کی دولت میسر آئی۔ ان کے باہمی اختلافات نفسانی خواہشات کی بنیاد پر نہ تھے بلکہ اجتہاد اور اخلاص پر مبنی تھے، خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جامع القرآن ہیں، اگر ان کو مطعون کیا جائے تو قرآن بھی مطعون ہو گا۔ غرضیکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بغض رکھنا اور ان کی بارگاہ میں بے ادبی و گستاخی کرنا کفر و نفاق تک پہنچا دیتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

فتاوٰی خلاصہ قلمی کتاب الصلوۃ فصل ۱۵ اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوۃ فصل فی من یصح الاقتداء بہ و من لا یصح میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ فھو کافر۔

رافضی اگر مولٰی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔

(خزانۃ المفتین کتاب الصلوۃ فصل من یصح الاقتداء بہ و من لا یصح قلمی ۱/ ۲۸)

فتح القدیر شرح ھدایہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۴۸ اور حاشیہ تبیین العلامہ احمد شلبی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۵ میں ہے:

فی الرافض من فضل علیاعلی الثلا ثة فمبتد ع و ان انکر خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ عنھما فھو کافر۔

رافضیوں میں جو شخص مولٰی علی کو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

(خزانۃ المفتین کتاب الصلوۃ فصل من یصح الاقتداء بہ و من لا یصح قلمی ۱/ ۲۸)

وجیز امام کردری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۱۸ میں ہے: من انکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فھو کافر فی الصحیح و من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالی عنہ فھو کافر فی الاصح۔

خلافتِ ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر کافر ہے، یہی صحیح ہے، اور خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ رتعالٰی عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے۔

(فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوی ھندیہ نوع فیما یتصل بھا مما یجب اکفارہ من اھل البدع نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸)

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۴ میں ہے:

قال المرغینانی تجوز الصلوة خلف صاحب ھوی و بدعة و لا تجوز خلف الرافضی و الجھمی و القدری و المشبہ و من یقول بخلق القرأن، حاصلہ ان کان ھوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز مع الکراھة و الا فلا۔

امام مرغینانی نے فرمایا بد مذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائیگی اور رافضی، جہمی، قدری، تشبیہی کے پیچھے ہو گی ہی نہیں، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اُس بد مذہبی کے باعث وُہ کافر نہ ہو تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

(تبیین الحقائق کتاب الصلوۃ باب الامامۃ و الحدث فی الصلوۃ المطبعۃ الکبری الامیریہ مصر ۱/ ۱۳۴)

فتاوٰی عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے:

هکدافی التبیین والخلاصة وهو الصحیح هکذافی البدائع۔ ایساہی تبیین الحقائق وخلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایساہی بدائع میں ہے۔

اُسی کی جلد۳ صفحہ ۲۶۴ اور بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹ اور الاشباہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۷ اور فتاوی انقرویہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۵ اور واقعات المفتین مطبوعہ مصر ص ۱۳ سب میں فتاوٰی خلاصہ سے ہے: الرافضی ان کان یسب الشیخین و یلعنہما والعیاذ باللہ تعالٰی فھو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالٰی وجھہ علیھما فھو مبتدع۔

رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہے کافر ہے، اور اگر مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔

(فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ نوع فیما یتصل بھا نورانی کتب خانہ پشاور ۳۱۹/۶)

اُسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ ص ۲۱ میں فتاوٰی ظہیریہ سے ہے: من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ فھو کافر وعلی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انہ کافر و کذٰلک من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی اصح الاقوال۔ امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر کافر ہے، اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں، اور صحیح یہ ہے کہ وُہ کافر ہے، اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی صحیح قول پر کافر ہے۔

(برجندی شرح نقایہ کتاب الشھادة فصل یقبل الشھادة من اھل الھواء نولکشور لکھنؤ ۲۱/۴، ۲۰)

وہیں فتاوٰی بزازیہ سے ہے: ویجب اکفارھم باکفار عثمان و علی و طلحۃ و زبیر و عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

رافضیوں، ناصبیوں اور خارجیوں کا کافر کہنا واجب ہے اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان و مولی علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو کافر کہتے ہیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۱۳۱ میں ہے: یکفر بانکارہ امامۃ ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ علی الاصح کا نکارہ خلافۃ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ علی الاصح۔ اصح یہ ہے کہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۱۴ (کتاب السیر)، ص ۴۲)

روافض بدمذہب سے قطع تعلق واجب ہے

(۱) قال سھیل بن عبداللہ من صحح ایمانہ و اخلص توحیدہ لا یأنس الی مبتدع و لا یجالسہ۔

سہیل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔ صاحب ایمان خالص توحید والا نہ تو مبتدع سے محبت کرے اور نہ اپنے پاس بٹھائے۔

(۲) و لا یکاثر اھل البدعۃ۔

(حقائق التفسیر ثم یعقوب چرخی، ص ۲۲)

(نیز مسلمان) اہل بدعت سے خوش طبعی نہ کرے۔

(۳) و لا یدانیھم.

(نیز) کسی مبتدع کے نہ (توخود) قریب جائے اور نہ (ان کو اپنے قریب چھوڑے)

(۴) من تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبہ۔

(نیز) جو مسلمان مبتدع سے محبت کرے گا۔ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیا جاتا ہے۔

(۵) ولا یواکلہ ولا یشاربہ۔

(نیز) مسلمان کسی (مبتدع) کو نہ کھانا کھلائے اور نہ اسے پانی پلائے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مبتدع کو سلام تک نہ کیا جائے۔

(۶) ولا یسلم علیھم لان امامنا احمد بن حنبل قال من سلم علی صاحب البدعة فقد احبه لقول رسول الله ﷺ افشو السلام بینکم تحابوا (الیٰ قوله ﷺ) وقال فضیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما من احب صاحب البدعة احبط الله عمله و اخرج نور الایمان من قلبه۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۵)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مبتدع کو سلام تک نہ کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے امام سیدنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ سلام کرنا (مبتدع کو اس لئے منع ہے) کہ سلام سبب محبت ہے (تو گویا تو نے مبتدع کو سلام کر کے اس سے محبت کا اظہار کیا جبکہ مبتدع سے اجتناب ضروری ہے چہ جائیکہ کہ محبت ہو مبتدع کو سلام کرنا اس لئے منع ہے کہ سلام ذریعہ محبت ہے (دیکھئے) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا (سلام آپس میں) سلام خوب پھیلاؤ (ایک دوسرے کو سلام کرو) کیونکہ اس سے محبتیں بڑھتیں ہیں، فضیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے بدعتی سے محبت کی اس کے نیک اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں نیز اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیا جاتا ہے۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: **و لا یجالسه** (بدمذہب کے پاس مت بیٹھو) (غنیۃ الطالبین، ص ۵۵ ثم یعقوب چرخی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے بدعتی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بغض و نفرت کی نگاہ سے دیکھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امن سے بھر دے گا۔
(المقاصد لسنیۃ، ص ۷۸)

جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مبتدع کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو ہر طرح کا امن عطا فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

اور جس نے بدعتی کو حقیر ذلیل کیا اللہ تعالیٰ اس گستاخ کی تذلیل کی وجہ سے قیامت کے دن جنت میں اس کو دوسرے جنتیوں سے سو درجے بلند عطا فرمائے گا۔
(غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۵)

و اذا رایتم مبتدعا فی الطریق فخذ طریقا آخر۔

جس راستے سے مبتدع رافضی کو آتا دیکھو اپنا راستہ تبدیل کر لو۔

کیونکہ یہ مغضوب ہے یعنی وہ انسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل فرمایا ہے۔ راستہ اس لئے تبدیل کر لو کہ کہیں اس کی قربت سے بھی اللہ تعالیٰ کے غضب میں نہ آئے۔

هذا ما عندی و اللہ و رسوله اعلم و علمهما اتم و اوثق و الحق أحق أن يتّبع و اللہ يهدى من يشاء الى صراط مستقيم۔

خلاصہ کلام

تمام گفت گو کا ماحصل یہ ہے کہ دیوبندی اور بریلوی دو مختلف مذہبی نظریات کا نام ہے ان دونوں کے درمیان فروعی نہیں بلکہ اصولی اختلافات ہیں۔اول الذکر (دیوبندی) بعض صفات باری تعالیٰ کو ممکن مانتا ہے جبکہ آخر الذکر (بریلوی) تمام صفات الٰہیہ عزوجل کو واجب تسلیم کرتا ہے۔اول الذکر (دیوبندی) حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کو جسیم ووزنی گردانتا ہے جبکہ آخرالذکر جسم سے منزہ اور نور مطلق مانتا ہے اول الذکر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا منکر ہے جب کہ آخرالذکر آپ کی شفاعت پر یقین رکھتا ہے۔اول الذکر سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کے علم شریف کو شیطان علیہ اللعن سے بھی کم سمجھتا ہے جبکہ آخرالذکر آپ کے علم شریف کی وسعت ساری خدائی سے زیادہ مانتا ہے۔اول الذکر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے علم غیب کو چوپایوں کے ایسا سمجھتا ہے جبکہ آخرالذکر آپ کے علم غیب کو نبوت عظمٰی کے شایان شان تسلیم کرتا ہے۔اول الذکر خاتم النّبیین علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ جاہل عوام کا خیال سمجھتا ہے جبکہ آخرالذکر کے نزدیک یہ مسلمات عقائد سے ہے۔اس قسم کے بے شمار اصولی اختلافات ہیں۔ جن کی بنیاد پر یہ دونوں دو مختلف ناموں کے ساتھ موسوم ہو گئے ہیں اول الذکر کے مذکورہ قسم کے عقائد بدعیہ کی وجہ سے عرب وعجم کے بہت سارے علمائے کرام ومفتیان عظام نے فتوٰی دیا کہ یہ لوگ ایسے کافر ومرتد ہیں کہ جو ان کو مسلمان جانے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اوران کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا ہے جو مرتدوں کے ساتھ ہے۔بہت سے بھولے بھالے مسلمان ان مرتدوں کے عقائد

سے واقف نہیں ہیں۔اور ان کے ظاہری تقویٰ طہارت کے دام تزویر میں پھنس گئے ہیں۔اور بغیر ان کے عقائد کی تحقیق کئے ہوئے ان کا دم بھرنے لگے ہیں ظاہر ہے کہ ایسے انجانوں کا حکم وہ نہیں ہوگا جو واقفین کا ہے۔ہاں اگر مرتدوں کے عقائد بدعیہ ان پر پیش کئے جاویں اور وہ ان عقائد پر نفرین و ملامت نہ کریں تو یقینا حتماً وہ انہیں میں سے ہیں اور ان کا بھی حکم وہی ہوگا جو ان کے سربراہوں کا ہے۔گستاخ رسول کے متعلق تفسیر در منثور میں ہے کہ ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے والے بعض لوگوں نے استہزا کے طور پر کہا:

"یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذاوکذا فی یوم کذا و کذا ویریه الغیب"

تو آیت کریمہ نازل ہوئی:

"قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوۡلِهٖ کُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ" اھ

ترجمہ: تم فرماؤ: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ (القرآن الکریم: سورة:التوبة،آیت:٦٥، پارہ: ١٠/ الدر المنثور فی تفسیر الماثور:ج:٣، ص: ٤٥٦)

ردالمحتار میں ہے:

"أجمع المسلمون علی ان شاتمه کافر من شک في عذابه و کفره کفر" اھ

(ردالمحتار مع الدر المختار:ج:٦،ص:٣٧٠، کتاب الجهاد، باب المرتد)

کتاب الخراج کے حوالے سے ردالمحتار میں ہے:

"والأیما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالی" (ردالمحتار مع الدر المختار:ج:٧،ص:٣٧٣، کتاب الجهاد، باب المرتد)

فتاوی بزازیہ میں ہے: **"لو عاب نبینا صلی اللہ تعالی علیه و سلم کفر"** اھ

(فتاوی بزازیہ مع الفتاوی الھندیہ: ج:۶، ص:۳۲۷، فصل: الثالث فی الانبیاء)

فتاوی رضویہ میں فتاوی خیریہ کے حوالے سے ہے:

"من سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فإنه مرتد وحکمه حکم المرتدین ویفعل به ما یفعل بالمرتدین ولا توبة له أصلا وأجمع العلماء أنه کافر ومن شک في کفره کفر" اھ (الفتاوی الرضویہ قدیم: ج:۶، ص:۴۰)

ذخیرۃ العقبٰی کے حوالے سے فتوی رضویہ میں ہے:

"قد أجمعت الأمة علی أن الاستخفاف بنبینا صلی اللہ تعالی علیه وسلم وبأي نبي کان علیهم الصلاة والسلام کفر سواء فعله علی ذلک مستهلا أم فعله معتقدا لحرمته ولیس بین العلماء خلاف ذلک ومن شک في کفره وعذابه کفر" اھ

(الفتاوی الرضویہ قدیم: ج:۶، ص:۴۱)

شفا شریف میں ہے:

من أدعی نبوة احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم أو بعده۔ أو من ادعی النبوة لنفسه فهٰؤلاء کلهم کفار" اھ ملتقطا

(الشفا: ج:۲، ص:۲۸۵، فصل: فی بیان ماھو من المعاملات کفر)

شفا ہی میں ایک مقام پر ہے:

"قال ابو حنیفة واصحابه علی اصلهم من کذب بأحد من الانبیاء أو تنقص احد منهم أو بری منهم فهو مرتد" (الشفا: ج:۲، ص:۳۰۲-۳۰۳، فصل: واما من تکلم من سقط القول)

فتاوی بزازیہ میں ہے:

"اجمع العلماء ان شاتمه کافر وحکمه القتل ومن شک فی عذابه وکفره کفر... قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من سب نبیا فاقتلوه" اھ ملتقطا

(فتاوی بزازیہ مع الفتاوی الھندیہ: ج:۶، ص:۳۲۲، فصل: الثانی فیما یکون کفرا من المسلم ومالا یکون)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"فاذا آمن بانہ رسول ولم یومن بانہ خاتم الرسل لاینسخ دینہ الی یوم القیامۃ لایکون مومنا"اھ (الفتاوی الھندیہ: ج:۶، ص:۳۲۷، فصل: الثالث فی الانبیاء)

معتقد المنتقد میں ہے:

"لوعاب الرجل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی شئ کان کافرا۔ وذکر فی الأصل أن شتم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفر"اھ ملتقطا۔

(المعتقد المنتقد: ص:۱۴۶، باب: الثانی، باب النبوات) واللہ تعالٰی اعلم

فرمان خداوندی وحکم نبوی میں فاسقوں اور بے دینوں کی توہین کا حکم آیا ہے، حتیٰ کہ ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، ربط وضبط، میل جول سب سے منع کیا گیا ہے، اس لیے ایسے لوگوں کو امام بنا کر معظم قرار دینا درست نہیں ہے۔ قال اللہ تعالی **{وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ} [الأنعام: ۶۸]** (اور اگر بھلاوا دے دے تم کو شیطان تو نہ بیٹھو یاد آجانے پر ظالم قوم کے ساتھ) (معارف) و قال جل شانہ **{وَ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡہُمۡ۔} [المائدہ: ۵۱]** (تم میں جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے) ارشاد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ (خبردار ان سے دور رہو کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں) نیز حدیث نبوی میں ہے، من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علٰی ہدم الاسلام۔ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں تعاون کیا۔

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتؤاکلوھم ولاتناکحوھم۔

نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ کھائو پیو، نہ شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرو۔

نیز فرماتے ہیں۔

اھل البدع شر الخلق والخلیقۃ۔

یعنی بد مذہب تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

علامہ محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی شرح مقاصد میں تحریر فرماتے ہیں۔

حکم المبتدع البغض، والعداوۃ، والاعراض عنہ، والاھانۃ والطعن واللعن۔

بدعتی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس سے بغض وعداوت رکھا جائے، اس سے اعراض کیا جائے اور اس کی اہانت اور لعن طعن سب جائز ہے۔

بد عقیدہ و بد مذہب لوگوں سے میل جول رکھنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ خصوصاً ایسے بد مذہبوں سے تعلقات رکھنا جو شان رسالت میں ناشائستہ کلمات استعمال کریں، ان سے دور رہنے کی شریعت نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ **وایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔** یعنی ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو، وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ کیا عالم صاحب نے قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی ہے۔ **قال تعالیٰ لَا تَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ الخ۔** ’’تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔‘‘ عالم

صاحب کے تقویٰ کے پیش نظران کے والدین و عزیزوں کو اگر کوئی گالی دے تو عالم صاحب اس کی خوب دلجوئی، خاطر داری کریں۔ مسلمانوں! ہوشیار خبردار!

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

ذیابٌ فی ثیاب۔ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی ایسے صلح کلی والے حضرات کا بھی وہی عقیدہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم صحابہ کرام رضی المولی عنہم کی شان میں تو یہ فرمارہا ہے کہ **اَشِدَّاء عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ۔** ''کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ۔شاعر مشرق نے یہ ترجمانی کی ہے کہ:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس فرقہ ضالہؔ نے جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو بیہودہ و گستاخانہ کلمات لکھے ہیں اس سے کون واقف نہیں؟ کیا ان کلمات کی بھی اور توجیہیں ہو سکتی ہے۔ معاذاللہ، استغفراللہ ان کی گندی نیتوں پر لعنت بھیجئے۔ ان سے دور رہئیے۔ قرآن حکیم نے واضح طور پر بتلادیا **اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔** ایسے صلح کلی والے عالم کو سنی صحیح العقیدہ کبھی نہیں کہا جا سکتا۔ وہ **فھو منھم** سے ہیں۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔**

تمت بالخیر و الحمدللہ علیٰ ذلک

ضمیمہ (اول)
عقائد اہلسنت و جماعت

(۱)ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات اوروفات میں کوئی فرق نہیں ۔رسول اللہ ﷺ اب بھی اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔اوران کی حالتوں اوران کی نیتوں اوران کے ارادوں اوران کے دل کے خیالوں سے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو باخبر کیاہے۔لیکن خوارج کلاب النارو ہابیہ خبیثہ اس سے انکاری ہیں جو کوئی اس سے منکرہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(بحوالہ: تجلیات مدینہ ازالحاج مولوی محمد احتشام الحسن دیوبندی کاندھلوی ص ۹۱،اثبات الاغراض ص ۶۲،مقام رسول ص ۴۶۷،مواہب اللدنیہ ص ۳۸۷ ج ۲،زرقانی ص ۳۰۵ ج ۸ جاء الحق ص ۱۴۸)

(۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کامرتکب ہوجائے یا آپ ﷺ سے جھوٹ کی نسبت کرے یا آپ کی عیب جوئی کرے یا آپ کے نقائص بیان کرے یقیناًوہ شخص کافرہے،واجب القتل ہے اوراس قسم کے گستاخان رسول کی توبہ بھی قابل قبول نہیں۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔جو کوئی گستاخی کرتاہے وہ واجب القتل ہے۔ (خلاصۃ الفتاوٰی ص ۳۸۶ ج ۴،شفاشریف ص ۲۶۱ ج ۲،کتاب الخراج:ص ۱۴۲،ردالمختارص ۳۱۹ ج ۳،تمہید الایمان سیدنااعلیٰ حضرت حسام الحرمین ص ۲۷)

(۳)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آباؤاجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مؤمن وموحد تھے خوارج کلاب النارو ہابیہ خبیثہ اس سے منکرہیں۔جو کوئی اس سے منکرہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔(تفسیر خازن ص ۱۱۷ ج ۵،تفسیر صاوی ص ۲۸۷ ج ۳،تفسیر جمل ص ۲۹۶ ج ۳،تفسیر جامع البیان ص ۳۱۴،زرقانی ص ۲۴۳ ج ۵،کشف الغمہ ص ۱۵ ج ۲،مدارج النبوت ص ۱۱۶ ج ۱،شفاشریف ص ۶۳ ج ۱،سیرت رسول عربی ص ۶۴۴)

(۴)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ سرداردوجہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بیمثل بشر اور بے نظیر نورہیں۔جبکہ خوارج کلاب النارو ہابیہ خبیثہ رسول اللہ ﷺ کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں۔جو کوئی

رسول اکرم ﷺ کی نورانیت سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(تفسیر روح المعانی ص۹۷ ج۲ پ۶، تفسیر صاوی ص۲۷۵ ج۱، تفسیر خازن ص۴۴۷ ج۱، تفسیر کبیر ص۳۹۵ ج۱، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ص۷۲، تفسیر جلالین ص۹۷)

(۵)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنا جائز اور مستحب ہے، جبکہ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی میلاد النبی ﷺ کو بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(نسائی شریف برحاشیہ ص ۳۵۶،امدادالفتاوی ص۳۳۷ ج۶،کلیات امدادیہ ص ۸۰، الحاوی للفتاوٰی ص ۱۹۶ ج۱، فتاوٰی حدیثیہ ص ۱۵۰، سنن الہدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ ص۳۸۱، فتاوٰی سلطانیہ ص۵۲۸، فتاوٰی فریدیہ ص ۳۱۴ ج ا تفسیر روح البیان ص ۲۲۴ ج ۴)

(۶)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عرس شریف کرنا جائز اور باعث ثواب ہے جبکہ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ عرس سے منکر ہیں۔ جو کوئی عرس شریف کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(شرح الصدور ص ۸۷، المسئلۃ البیضاء ص ۷۴، فیصلہ حق وباطل ص۱۵۸، جآء الحق ص ۳۰۰، فتاوٰی عزیزیہ ص۴۹، انفاس العارفین ص ۲۸ لشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ،ماثبت بالسنۃ ص۵۵،ھمعات ص۱۶، تفسیر کبیر ص۲۰۰ ج۵، تفسیر ابن جریر ص۱۴۲ ج۱۳، فتاوٰی نوریہ ص۶۳۵ ج۱)

(۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ درود تاج پڑھنا جائز اور باعث ثواب وسعادت ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے شرک کہتے ہیں اور جو کوئی اسے شرک سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(الامن والعلیٰ مصنف اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خان افغانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰص ۵، السیف المبیر ص۱۶)

(۸)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مردہ اپنی قبر میں اپنے ملاقاتیوں کو جانتا ہے،۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کا انکار کرتے ہیں اور جو کوئی انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(شامی ص۶۰۴ ج۱، تفسیر ابن کثیر ص۴۸۲ ج۳، شرح الصدور ص ۸۴، الروح لابن قیم ص۵، تفسیر روح البیان ص۱۲۵ ج۲، مراقی الفلاح ص ۳۴۱، الحاوی للفتاوٰی ص ۱۷۰ ج۲، تفسیر روح المعانی، سورۃ روم ص۸۵ ج۱۱، مکتبہ حقانیہ ملتان)

(۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں روح کے تابوت (جسم) کو واپسی حق ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ کہتے ہیں کہ مر گیا تو ختم ہو گیا۔جو کوئی روح کا تابوت (جسم) کی طرف واپسی کا انکار کرے وہ

وہابی اور خارجی ہے۔ (شرح عقائد الجلالی ص۱۰۴ ج۲، حاشیہ ابی داؤد ص۲۹ ج۲، اثبات الاغراض ص۴۵، تسکین الصدور ص ۱۰۱، تفسیر ابن کثیر ص۵۳۱ ج۲، کتاب الروح ص۵۲، شفاء السقام ص۱۴۸)

(۱۰) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی مذاہب اربعہ سے فی زمانہ باہر ہے وہ ضال اور مضل ہے اور اسلام سے خارج ہے۔ (تفسیر صاوی ص۹ ج۳، البصائر ص۵۲، تعلیق المجلیٰ شرح منیۃ المصلیٰ ص۱۵، تشریحات ضیائیہ ص۱۲۴)

(۱۱) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ یوم عاشورہ میں چھولے یا حلیم پکانا جائز اور باعث ایصال ثواب ہے۔ اور اس میں اجر عظیم ہے۔ اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ چھولے اور حلیم پکانے کا انکار کرتے ہیں جو کوئی چھولے اور حلیم پکانے کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(تفسیر روح البیان ص۱۴۲ ج۴، نزہۃ المجالس ص۱۸۳ ج۱)

(۱۲) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ صلحاء، علماء اور اولیاء کے مزارات پر عماموں اور کپڑوں کا رکھنا جائز ہے۔ اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (شامی ص۲۳۱ ج۲، کشف النور ص۱۴، تنبیہ الضمائر علی رد الزخائر ص۲۶)

(۱۳) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ کنکریوں اور تسبیح کے دانوں پر ذکر الٰہی جائز اور باعث ثواب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تسبیح کا انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تسبیح کے دانوں پر ذکر الٰہی کرنے سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(مستخلص ص۲۳، شرح الیاس، تبلیغی نصاب ص۲۲۶، سیف المقلدین ص۲۷۳، بحر الرائق ص۲۹ ج۲، مظاہر حق ص۲۸۹)

(۱۴) ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ امام اور مقتدی کیلئے اقامت کے دوران بیٹھنا اور حی علی الفلاح پر اٹھنا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اقامت میں بیٹھنے اور حی علی الفلاح پر اٹھنے کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(بدائع ص۲۰۰ ج۱، فتاویٰ عالمگیری ص۵۷، ج۱، نور الایضاح ص۶۹ شرح وقایہ ص۱۵۵ ج۱، فتاویٰ ودودیہ ص۱۳۶، کنز الدقائق ص۲۴)

(۱۵) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ تعویذ لکھنا اور اس پر شکرانہ لینا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تعویذ لکھنے کو شرک کہتے ہیں جو کوئی تعویذ کو شرک کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(منہاج السنن ص۹۵ج۱،بہشتی زیورص۱۰۲۶نواں حصہ پشتو،معارف القرآن ص ۵۱۰ج۵،فتاویٰ عالمگیری ص۴۲۶ج۱،نسائی شریف برحاشیہ ص۱۷۱ج۲)

(۱۶)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا اوراسی طرح ان کے وصال کے بعدان کے تبرکات (بال اور کپڑے)وغیرہ چومنااوران کی تعظیم کرناجائزاور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النارو ہابیہ خبیثہ ہاتھ وغیرہ کو بوسہ دینے اور تبرکات کوچومنے کوحرام اورشرک کہتے ہیں۔جوکوئی اسے حرام اورشرک کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(مشکوٰۃ ص۴۰۲،ترمذی شریف ص ۳۳۰،ابن ماجہ ص ۲۶، فتاویٰ عالمگیری ص۴۲۵،جوھرۃ النیرۃ ص۲۸۶ج۲،شرح الیاس ص۱۵۱ج۲)

(۱۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جب موذن کہنے لگتا ہے **اشھدان محمدرسول اللہ** اور تو اس کے سننے پر اپنے انگوٹھے چوم کر دونوں آنکھوں پر پھیرناجائزاور مستحب ہے خوارج کلاب النارو ہابیہ خبیثہ ابھامین کی تقبیل (انگوٹھے چومنے)کو بدعت اور حرام کہتے ہیں،جوکوئی اسے بدعت اور حرام کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(تفسیر روح البیان سورۃ مائدۃ پ۶ص۲۶۸،شامی ص ۳۷۰ج۱،فتاوٰی واحدی ص۵۷،تعلیق المجلیٰ شرح منیۃ المصلیٰ ص ۴۱۶،فتاوٰی مجددیۃ نعیمیہ ص۳۹۶ج۱،علم الفقہ)

(۱۸)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ بیس رکعات نمازتراویح سنت رسول اللہ ﷺ، سنت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور سنت مسلمین ہے اورآٹھ رکعات تراویح خلاف سنت ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بیس رکعات تراویح کو بدعت کہتے ہیں،جوکوئی اسے بدعت کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(شرح وقایہ ص۴۹،جامع الرموزص۹۵،الزیلعی ص۱۷۸،کبیری ص۴۴۹،عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۵۵ج۵،جآءالحق حصہ دوم ص۱۰۵)

(۱۹)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ شفاعت رسول اللہ ﷺ اور عذاب قبر حق ہے۔خوارج کلاب النارو ہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں ، جوکوئی شفاعت رسول اکرم ﷺ کامنکرہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔اوراس کی اقتداء کرنادرست نہیں اس لئے کہ وہ کافرہے۔

(خلاصۃ الفتاوٰی ص۱۴۹، فتح القدیر ص۲۴۷، تسکین الصدورص۵۷، فتاویٰ عالمگیری ص۲۷۴ج۲)

(۲۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ غیر اللہ کو نداء کرنا(یارسول اللہ ﷺ) کہنا صحیح اور جائز ہے۔ اوراہل سنت کا شعار ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ نداء غیر اللہ کو شرک کہتے ہیں جو کوئی نداء یارسول اللہ ﷺ کو شرک کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲،ادب المفرد ص ۱۴۲،الشفاء ج ۲ ص ۱۱۷،فتح القدیر ص ۶۰۴ شوکانی،البدایہ والنہایہ ص ۳۲۹ ج ۶،ابن الکثیر الکامل فی التاریخ ابن کثیر ص ۲۴۶ ج ۲،طحطاوی ص ۱۱۱،شامی ص ۲۹۳ ج ۱،جلاء الافہام ص ۲۵۸،ابن قیم،تبلیغی نصاب ۹۸ فضائل درود شریف،کلیات امدادیہ ص ۹۱ ص ۲۰۵)

(۲۱)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ دعا کرنا مستحب اور جائز ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (نورالایضاح ص ۸۰،مراقی الفلاح ص ۲۷،طحطاوی ص ۱۷۱،فتاویٰ نورالہدیٰ،تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۲۰،تسہیل ترمذی ص ۳۱۴،ارشادات نصیری،سنن الہدیٰ ص ۲)

(۲۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عمامہ باندھنا طریقۂ سنت ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۵۴۵ ج ۳،مظاہر حق ص ۵۵۴ ج ۳،مسند الامام اعظم ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۱۱۶،ابن ماجہ (لباس) ص ۲۶۴)

(۲۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اذان سے قبل یا بعد میں حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں ،جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (شفاء شریف ص ۱۲۹ ج ۲،الجامع الصغیر ص ۱۹ ج ۹،القول البدیع ص ۱۹۳،فتاویٰ کبریٰ ص ۱۲۹ ج ۱،اعانۃ الطالبین ص ۲۲۳ ج ۱،تبلیغی نصاب (فضائل درود شریف) ص ۵۲ / ۷۷،فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ ص ۷۸ ج ۳،معارف القرآن ص ۱۲۷،فتاویٰ نوریہ ص ۱۸۲،مسلم شریف ص ۱۶۶)

(۲۴)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ماہ رمضان کی تئیسویں شب کو سورۃ عنکبوت اور سورۃ روم کی تلاوت کرنا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (تفسیر ابی سعود آخر سورۃ العنکبوت ص ۲۶۴ ج ۲،تفسیر ابی سعود آخر سورۃ روم ص ۲۸۸،جنت الفردوس ص ۶۵،ارشاد الطالبین ص ۲۳۳،انیس الواعظین ص ۳۰)

(۲۵)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو علماء، طلباء اور حفاظ صاحبان جب بھی ختم قرآن شریف فرماتے ہیں۔انہیں بطریق احسان طعام اورروپے پیسے دیناجائزاور مستحب ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں جو کوئی بھی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(فتاویٰ عزیزیہ ص۹ج۱،حدیقیہ ص ۲۵۶،اثبات الاغراض ص۱۹۵، الخیرات الحسان ص ۹۳،قاضی خان ص ۱۹،باب الاجارۃ ،مجمع الانھارص ۳۸۴ج ۲، درالمختارص ۲۶۴ج ۲، فتاویٰ حامدیہ ص ۱۲۶ج ۲)

(۲۶)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاًاحناف کا یہ عقیدہ ہے کہ مروجہ دورہ اسقاط جائزاور مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(طحطاوی مراقی الفلاح ص ۲۳۹، فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰۰ج ۱، خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۹۲،شامی ص ۲۸۷،جامع الفوائد ص ۶۳، تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۱۵، البصائر ص ۱۲۹، تسہیل الترمذی ص ۳۱۶)

(۲۷)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاًاحناف کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا جائزاور مستحب ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کو بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۸، ابوداؤد شریف ص ۲۵۶ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۰۹، شرح الوقایہ المحشی بحواشی جدیدہ ص ۲۲۹، مفتی عبدالرحیم ، در مختار ص ۲۲۹، جآء الحق ص ۶۷۴، مبسوط ص ۶۷ج ۲باب غسل المیت، اظہار حق ص ۲۹)

(۲۸)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ (باذان واقامت)خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں جو کوئی حیات انبیاء کرام کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔(نسائی شریف ص ۲۳۷،البصائر ص ۷، تبلیغی نصاب ص ۲۲، فضائل درود، عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۱، آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۵۱۴، ۴۶۰، مجمع الزوائد ص ۲۱۱، فتح الباری ص ۴۸۷ج ۶، حاشیہ بخاری ص ۵۱۷ج ۱، الخصائص الکبریٰ ص ۲۸۱، ج ۲، فتح الملہم ص ۴۱۹ج ۳، الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۴ج ۲، بذل المجھود باب التشھد ص ۱۱۷ج ۲، فیض الباری ص ۱۸۳ج ۱)

(۲۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مزارات انبیاء علیہم السلام اوراولیاء کرام رحمھم اللہ پر حاضری دیناخواہ وہ دور ہوں یا نزدیک،ان کی عزت وحرمت اور برکت پر اللہ سے دعا کرنااوراپنی حاجات میں انہیں وسیلہ بنانا جائزاور باعث برکت ہے،خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے شرک اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی اس

قسم کی زیارات اور سوال کرنے کو شرک اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(شامی ص ۸۳ ج۱، فتاویٰ عزیزی ص ۱۷۰، تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۵، تسہیل الترمذی ص ۳۱۵، تبلیغی نصاب ص ۱۳۴ فضائل ذکر، فضائل درود ص ۵۳، منہاج السنن ص ۶۵، سیف المقلدین ص ۳۸۲ ج۲)

(۳۰)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز عیدین کے بعد دعا جماعت کے ساتھ، روا اور جائز ہے، خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت اور حرام کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(بخاری شریف ص ۱۳۴ ج۱، فیض الباری ص ۱۴۷، تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۲۰، بہشتی زیور ص ۸۱ ج۱۱ بحث عید)

(۳۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عید کے دن مصافحہ کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(قطب الارشاد ص ۲۸۱، تسہیل المشکوٰۃ ص ۸۳، طحطاوی ص ۳۱۹، الادلۃ الواضحہ لاستنان المصافحہ ص ۳، فتاویٰ ارشادیہ)

(۳۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ذکر بالجہر جائز اور مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے حرام اور بدعت کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(جآء الحق ص ۳۴۴ ج۱، مشکوٰۃ شریف ص ۸۸، بخاری شریف ص ۱۱۶ ج۱، تبلیغی نصاب فضائل ذکر ص ۱۳۲، تفسیرات احمدیہ لملاجیون ص ۲۰۷، تفسیر خازن ص ۹۴ ج۱، تفسیر کبیر ص ۳۴ ج۲، تفسیر روح البیان ص ۳۲ ج۱)

(۳۳)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر وصیت کے مطابق مردے کے حق میں خیرات کی جائے یا اس کا بالغ وارث یا غیر وارث بالغ اس کے حق میں پہلے دن یا دوسرے دن خاص رضائے الہیٰ اور میت کی مغفرت کیلئے خیرات کرے بشرطیکہ اس میں ریاء یا مہمان نوازی کا شائبہ تک نہ ہو نہ صرف جائز، باعث ثواب بلکہ مردے کیلئے باعث مغفرت ہے اس قسم کی خیرات کو خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ حرام کہتے ہیں۔جو کوئی اسے حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(لمعات ص ۱۶۷ ج۱، فتاوٰی عزیزیہ ص ۴۰ ج۱، شامی ص ۷۳۳، تفسیر روح البیان ص ۶۶۹ ج۲، طحطاوی ص ۳۷۳، ریاض الصالحین ص ۳۷۱، فتح القدیر ص ۳۶۵، کبیری ص ۶۵۸، نسائی برحاشیہ ص ۹۰، شرح الصدور ص ۵۷، تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۱۷، تسہیل الترمذی ص ۳۱۹، شرح شرعتہ الاسلام ص ۵۶۸، التنانہ ص ۳۰۹، فتاویٰ مجددیہ ص ۷۰ ج۱، ص ۹۲ ج۱، ص ۹۱ ج۱ شرح عین العلم وزین الحلم ص ۳۹۴ ج۱)

(۳۴)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جمعہ کی شب بعد از نمازعشاء سورۃ الملک کاپڑھنانہ صرف جائز، مستحب بلکہ باعث ثواب بھی ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ شب جمعہ کو سورۃ الملک کی تلاوت کوبدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(اعلام المؤمنین ص ۴۶۱،احیاء العلوم ص ۱۱۸، فتاوٰی دستورالقضاۃ ص ۴۸)

(۳۵)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توعالم الغیب بالذات ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اوراولیاء کرام رحمہم اللہ کو علم غیب عطائی عنایت فرمایاہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب،ماکان ومایکون اورعلوم خمسہ بھی عنایت فرمائے ہیں خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ علم غیب عطائی سے منکر ہیں جو کوئی اس کا منکر ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(بخاری شریف ص ۴۵۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶، مسلم شریف ص ۳۹۰ ج ۲، معالم التنزیل ص ا ج ۷، تفسیر صاوی ص ۱۳۹ ج ۲، تفسیر جمل ص ۲۵۳، تفسیر حسینی ص ۶۱۴)

(۳۶)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ ابن تیمیہ فرقہ مجسمہ میں سے ہے۔یعنی وہ اللہ پاک کی جسمیت کا قائل ہے اور مجسمہ کافر ہیں خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو شیخ الاسلام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شیخ الاسلام کہے یا سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(البصائر لمولوی حمداللہ دیوبندی ص ۱۵۳، نبراس ص ۱۳۹، الجواہر البھیہ، فتاوٰی حدیثیہ ص ۱۱۶)

(۳۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی خارجی گمراہ اور گمراہ کرنے والاہے۔ اور فرقہ خوارج سے ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو مجدد کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے مجدد کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۸، البصائر ص ۱۴۹، نسائی شریف بر حاشیہ ص ۳۶۰، الشہاب الثاقب، شامی ص ۳۳۷ ج ۳،)

(۳۸)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ پیر کامل سے بیعت کرنانہ صرف جائز بلکہ سنت ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت اور حرام کہتے ہیں، جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(قطب الارشاد ص ۵۴۳، اثبات الاغراض ص ۱۵۵، آداب المخلصین ص ۲۷، تفسیر احمدی ص، حجۃ السالکین ص ۲۳)

(۳۹)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ مشائخ عظام، اہل تصوف اوراہل اللہ کاتصرف، توجہ باطنی، سماع، وجد، جذبہ اورحال و سرور، شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی حدود میں کلی شرائط وآداب ظاہر و

باطن کے ساتھ قلبی اقتضائے عبدیت کے موافق حق ہیں اور صحیح ثابت ہیں۔ منکرین حق خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ص ۱۵۵، ص۸۶ ج۲)

(۴۰) ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک کو دائرہ اسقاط میں رکھنا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو نارواء اور بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (البصائر ص ۱۳۸، تسہیل المشکوۃ ص ۱۱۵، ارشادات نصیری ص ۳، المدراح السنیۃ ص ۲۹)

(۴۱) ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جس کا یہ گمان ہو کہ نبی اکرم ﷺ عام مسلمانوں کی مانند ہیں اور بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان کی ذات سے ظاہری اور باطنی نفع ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے، دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں۔ جو کوئی اس سے منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (تفسیر صاوی ص ۱۵۸ ج۱، ص ۱۶۱، تنویر الایمان ص ۱۰)

(۴۲) ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ علامات قیامت میں سے ایک نشانی خروج دجال کی ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ دجال کے خروج کو افسانہ کہتے ہیں جس طرح ملا مودودی نے اپنی تصنیف ،،رسائل مسائل،، میں ذکر کیا ہے۔ اسے افسانہ یا کہانی قصہ خیال کرنا قول پیغمبر ﷺ کی تکذیب ہے۔ جو کوئی خروج دجال سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (شرح عقائد ص ۱۲۴، نبراس ص ۵۸۵، تحفۃ الاحباب ص ۱۱۸)

(۴۳) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مقبرے کو ہٹانا اوراس پر دکان مکان اور منڈی وغیرہ تعمیر کرنا یا کھیتی باڑی کرنا یا اس میں پیشاب وغیرہ کرنا حرام ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ مقبروں کو ہٹانا اوران پر تعمیرات کرنا اور پیشاب وغیرہ کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ جو کوئی اسے جائز سمجھے وہ پکا وہابی اور خارجی ہے۔ (وجوب احترام القرآن والقبور منع وقطع اشجار ھاوالمرور ص ۲، اھلاک الوھابین ص ۲۹، فتاویٰ عالمگیری وقف مقابر ص ۲۴۳ ج۲)

(۴۴) ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ مقبرے سے گھاس، سبز درخت اکھیڑنا اور انہیں بیچنا حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ مردوں کا حق ہے اس وجہ سے کہ ہر ایک پتا اور ہر ایک شاخ تسبیح اور ذکر الٰہی کرتے ہیں جس کے سبب ثواب و رحمت مردے کے حق میں پہنچتا ہے اور ان سے عذاب دور ہوتا ہے۔ اور یہ پتے

اور گھاس پھوس لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں غالباً ایصال ثواب اور عذاب بھی لاکھوں میں پہنچ جاتا ہے (**العیاذباللہ تعالیٰ**)۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ مقبرے سے درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں، اور جو کوئی مقبرے سے سبز درخت اور سبز گھاس کاٹے اور اسے بیچے یا اس کو جائز کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(جمل ص ۶۲۷، خازن ص ۱۶۶، شامی ص ۶۰۶، عالمگیری ص ۶۳۳)

(۴۵) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ رسالت، ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر باطل نہیں ہو جاتے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ کہتے ہیں کہ رسالت، ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر ختم ہو جاتے ہیں، جس کسی کا یہ عقیدہ ہو گا وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(شامی ص ۷۳۳ ج ۳، عمدۃ الرعایۃ ص ۳۵۴، ج ۲، اثبات الاغراض ص ۶۰)

(۴۶) ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ لیکن خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو حرام سمجھتے ہیں، جو اسے حرام کہتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔ (قدوری ص ۴۰، نورالایضاح ص ۶۹، کنزالدقائق فصل ارادالدخول فی الصلوٰۃ ص ۷۵، مستخلص الحقائق ص ۱۷۲، ھدایۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۰۶)

(۴۷) ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ تین بار دعا کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تین بار دعا کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (بخاری شریف، ص ۹۴۵، اثبات الاغراض ص ۱۴۲، البصائر ص ۱۲۴، اعلام المؤمنین ص ۷۳ ج ۲)

(۴۸) ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ طعام کے شروع اور آخر میں نمک چکھنا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ نمک چکھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی نمک کے استعمال کو ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(خلاصۃ الفتاوٰی ص ۳۶۰ ج ۲، الحجج البینات فی ثبوت الاستعانۃ من الاموات المعروف بدلائل السیفیہ ص ۱۱۶)

(۴۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ دعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف کا پڑھنا جائز، باعث ثواب اور باعث قبولیت ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس سے انکار کرتے ہیں جو کوئی اس کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷، ھدایہ ص ۲۴۳ ج ۱، الجوھرۃ النیرۃ ص ۱۲۹، فتاوٰی مجددیہ ص ۴۰۹)

(۵۰)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ ننگا سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہ یہود ونصاریٰ کا فعل ہے کیونکہ وہ بھی ننگے سر نماز پڑھتے تھے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور یہ عمل کرنا فقہ کی مخالفت ہے اور وہابی اور خارجی فقہ کی مخالفت کرتے ہیں اور جو کوئی فقہ کی مخالفت کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (شرح المنیہ ص ۳۴۹، مقالات کوثری ص ۱۷۳، سنن الکبریٰ ص ۲۳۶ ج ۲،)

(۵۱)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سنت ایک اہم عبادت ہے۔ یہ سفر میں بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر گاڑی جانے کا خوف نہ ہو تو اس کا ادا کرنا لازمی ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ لوگوں کو سفر میں سنت پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ جو کوئی سنت پڑھنے سے منع کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(فتاوٰی ہندیہ ص ۱۳۹ ج ۱، شرح تنویر ص ۵۸۵، بحر الرائق ص ۱۳۶ ج ۲، ردالمحتار ص ۵۳۱ ج ۱، شرح منیہ ص ۵۳۰ ج ۱)

(۵۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے۔ اور خصوصاً وہ اشعار جو حضور اکرم ﷺ کے معجزات وکمالات پر مشتمل ہوں وہ باعث ثواب اور فلاح ہیں۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ نعت خوانی سے انکار کرتے ہیں جو کوئی نعت خوانی سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (معارف السنن ص ۳۵۸ ج ۲، الصارم المسلول ص ۴۳۴، کشف الخفاء ص ۲۔۱۰، دیوان حسان)

(۵۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن پاک اور کثیر احادیث سے ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا صریح کفر ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عوام کا خیال ہے۔ جو کوئی اس طرح کہے وہ وہابی اور خارجی ہے اور اسلام کے دائرے سے باہر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱ ج ۲، مسلم شریف ص ۲۴۸ ج ۲، بخاری شریف ص ۵۰۱ ج ۱، مسند ابو عوانہ ص ۳۹۵ ج ۱، ابوداؤد ص ۲۲۸ ج ۲، ترمذی ص ۴۵ ج ۲، مقالات غازی ص ۹۸)

(۵۴)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ بدعت کی پانچ اقسام ہیں(۱) حرام (۲) واجب (۳) مندوب (۴) مباح (۵) مکروہ ۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بدعت کی اقسام سے انکار کرتے ہیں۔جو کوئی بدعت کی اقسام کا انکار کرتا ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(شامی ص۳۹۳، صراط مستقیم ص۷۷، الحاوی للفتاوٰی ص۳۴۸ ج۱، البصائر ص۱۷۴، نیل الاوطار ص۷۵ ج۲، النہایہ ص ۱۰۶، ۱۰۷، حاشیہ مشکٰوۃ ص ۲۷، اقامۃ الحجۃ ص ۵، جامع الکمالات ص ۸۰، مقالات غازی ص ۷۶، فتاوٰی مجددیہ ص ۱۴۱ ج۱، سنن نسائی ص۳۵۶ ج ۲ بر حاشیہ نمبر ۱)

(۵۵)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ،اولیاء کرام اور علماء المشہورین کے مزارات پر گنبد بنانا جائز ہے۔۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کا انکار کرتے ہیں ۔جو کوئی اس کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(مرقاۃ ص۶۹ ج۴، شامی ص۱۲۳ ج۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کشف النور ص۱۳۔۱۴، روح البیان ص ۴۰۰ ج۳، تشریحات ضیائیہ ص۲۱۶)

(۵۶)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں ایک حرف زیادہ کرنا یا کم کرنا یا کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا جان بوجھ کر یہ کفر ہے۔لہذا،،ضاد،، کی جگہ ،،ظاد،، پڑھنا کفر ہے۔ایسے شخص کی امامت بھی جائز نہیں ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ،،ضاد،، کی جگہ ،،ظاد،، پڑھتے ہیں ۔جو کوئی یہ عمل کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(شرح فقہ اکبر لملاعلی قاری ص۲۰۱، فصول عمادی ص۵۲۶، بحر الرائق ص ۱۲۴ ج۵، بحث الفاظ الکفر، جامع الفصولین ص۳۱۶، اعلام المؤمنین ص۱۱۷)

(۵۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جاہل کا تبلیغ کرنا زنا سے بھی بدتر ہے۔جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں لکھا ہے کہ ،،اور یقیناً عوام کا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام لانے کے بعد اپنی عبادات اور معاش دنیا میں مصروف عمل رہے اور علم کو علماء کے ذمہ رہنے دیں۔پس کوئی عامی زنا اور چوری کرے یہ اس کیلئے تکلم فی العلم (مبنی بر جہالت) سے بہتر ہے۔اگرچہ وہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین میں اتقان فی العلم کے بغیر باتیں کرنے والا کفر میں واقع ہو جاتا ہے اور اسے اس امر کا پتہ نہیں چلتا(من حیث لا یدری)جیسا کہ دریا کی لہر میں کود پڑے درآں حالانکہ اسے تیرنا نہ آتا ہو۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ

بغیر علم کے تبلیغ کرتے ہیں جو کوئی بغیر علم کے تبلیغ کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص۲۱۵،ج۱۰،احیاء العلوم ص۹۳ج۳)

(۵۸)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ثواب وعذاب اورواجب کر دینااور حرام کر دیناوغیرہ عقل سے ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ شرع سے ثابت ہوتا ہے۔اور معتزلہ احکام عقل سے ثابت کرتے ہیں نہ کہ شرع سے جو کوئی احکام عقل سے ثابت کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(نبراس ص۴۹۰، تفسیر خازن ص۱۲۱)

(۵۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ معتزلہ، مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں۔کیونکہ معتزلہ دعااورایصال ثواب کے منکر ہیں۔جو کوئی ایصال ثواب کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(ابن ماجہ ص۱۰۱حاشیہ، نماز جنازہ کے بعد کی دعا کا حکم ص۶۱)

(۶۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں پر کالارنگ لگانا حرام ہے۔علامہ ابن حجر مکی نے اسے گناہ کبیرہ کہا ہے۔ صرف مجاہدین کیلئے اجازت ہے۔

(سنن نسائی ص ۲۷۷،احیاءالعلوم ص ۱۴۳ج۱،شرح صحیح مسلم ص ۱۴۱ج۶،سنن ابوداؤد ص ۲۲۲ج۲،الترغیب والترہیب ص ۶۸ج۳،خلاصۃ الفتاوٰی مع مجموعۃ الفتاوٰی ص ۳۵۱ج۴،جامع الاحادیث ص ۲۳ج۴،مجمع الزوائد ص ۱۶۱ج۵،مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۲،مسند لاحمد بن حنبل رحمہ اللہ ص ۲۴۷ج۳،کنزالعمال ص ۶۷۱ج۶،الجامع الصغیر للسیوطی ص ۱۶۹ج۱،غنیۃ الطالبین ص ۱۶ج۲، فتاویٰ عالمگیری ص ۳۶۹ج۵)

(۶۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ پاک غذاپاک لوگوں کیلئے ہے اورناپاک اور خبیث غذاناپاک اور خبیث لوگوں کیلئے ہے۔کواخبیث اور ناپاک ہے اس کا کھاناپاک مومن کیلئے ناجائز ہے۔اوراس کا کھانے والاحرام خوراور عذاب کا مستحق ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ کوا کھانے کو جائز اور باعث ثواب کہتے ہیں جو کوئی کوا کھانے کو جائز اور باعث ثواب کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(ابن ماجہ ص ۲۴۱، فتاویٰ فیض نقشبندیہ ص۲۵۶)

(۶۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جو کرامات عطا فرمائی ہیں۔ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ بیک وقت متعدد مقامات پر متعدداجساد کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔اس کرامت کو تعدداجساد کہا جاتا ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں۔جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی

ہے۔ (تفسیر روح البیان ص ۲۱۵ ج ۹، الحاوی للفتاوی ص ۳۴۲ ج ۱، تفسیر مظہری ص ۲۷۷ ج ۳، تفسیر روح المعانی ص ۳۵ ج ۲۲، الیواقیت والجواہر ص ۲، جمال الاولیاء ص ۱۸۸)

(۶۳) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ امام مسلم کے استاد ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو صحابہ کرام میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ یہ شخص زندیق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ حق ہیں۔ قرآن حق ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی حق ہے اور یہ سب ہمیں صحابہ کرام کے توسط سے ملا ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں تنقیص کرتے ہیں، جو کوئی صحابہ کی شان میں تنقیص کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۱۱، مقدمۃ العواصم من القواصم ص ۴۳)

(۶۴) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ علماء حقانی اہل سنت وجماعت کی توہین کرنا (اہانت واحتقار) یہ کفر ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ علماء حقانی کی توہین کرتے ہیں۔ جو کوئی علماء حقانی کی توہین کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۸۹۰ ج ۲، شرح فقہ اکبر ص ۲۱۱، الاشباہ والنظائر ص ۱۷۸، بحر الرائق ص ۱۲۴ ج ۵)

(۶۵) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبل از نبوت اور بعد از نبوت تمام صغائر اور کبائر سے پاک ہیں۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں جو کوئی اس کا منکر ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (مجموعۃ الرسائل الشامی ص ۳۱۳ ج ۱، تحفۃ الاعالی ص ۳۵، اشعۃ اللمعات ص ۴۳۱ ج ۱، شرح العقائد النسفیۃ ص ۱۰۲، نبراس ص ۴۵۵، حاشیۃ الامیر ص ۹۶، شرح المواقف ص ۲۲۸)

(۶۶) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے بحالت بیداری بعض کاملین مومنین مشرف ہوتے ہیں۔ اور بہت سے اولیاء اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو بحالت بیداری دیکھا ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بحالت بیداری دیدار نبی ﷺ سے منکر ہیں۔ جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔ (فیض الباری ص ۲۰۴ کشمیری، الحاوی للفتاویٰ ص ۳۱۱ ج ۲، ص ۴۴ ج ۱، کلیات امدادیہ ص ۷۹، تنویر الصدور ص ۱۱، سعادت الدارین ص ۴۲۲، تنویر الایمان ص ۱۴، فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۵، ۵۶، فتاویٰ فیض نقشبندیہ ص ۱۷۵)

(٦٧)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ دعابعد ختم قرآن مستحب ہے اور یہ دعامستجاب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں۔ جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔(مجمع الزوائد ص ۱۷۲ج ۷، مطبوعہ مصر، دارمی شریف ص ۴۴۰، گیارھویں شریف ص ۳۰۷، کتاب الاذکار للنووی)

(٦٨)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ مؤمنین کی روحیں شب جمعہ ،جمعہ کے دن ،رمضان المبارک ،عیدین کے دن ،شب برأت اور عاشورہ کے دن اپنے گھروں میں آتی ہیں۔اور گھروں کے دروازوں کے پاس کھڑی ہو جاتی ہیں اور غمناک آواز سے کہتی ہیں کہ اے ہماری اولاد اور قریبیو ہم پر مہربانی کرواور ہمارے لیے صدقہ کرو۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ارواح کا اپنے گھروں میں آنے کاانکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اس کا منکر ہو وہابی اور خارجی ہے۔

(تفسیر روح البیان ص ٣٦٦، ج ۴، تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص ۲۸، حاشیہ نسائی شریف ص ۲۸۵ ج ۱، اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ص ۷۰۴ج ۱)

(٦٩)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے۔اس پر عمل کرناچاہیئے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں جو کوئی اس کا منکر ہو وہ ہابی اور خارجی ہے۔(شامی ص ۲۹ ج ۱، وایضاً ص ۹۲ ج ۱، میزان الشعرانی ص ۵۵، اعلام المومنین ص ٩٦، روح البیان ص ۳۷۲ ج ۲، اشعۃ اللمعات ص ۷)

(٧٠)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کفر ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں۔ جو کوئی بھی تفسیر بالرائے کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔(شرح فقہ اکبر ص ۱۵۴، مطبوعہ مصر، مکتوبات شریف ص ۵۴ ج ۲)

(۷۱)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ جو خلافتِ شیخین کاانکار کرے یاان سے بغض رکھے وہ کافر ہے، اسلام کے دائرے سے باہر ہے اور ایسے لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ۔روافض شیخین کی خلافت کاانکار کرتے ہیں اوران سے بغض رکھتے ہیں لہٰذاوہ اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔(اشباہ والنظائر، تنویر الابصار متن، درمختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۹)

(۷۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے اوراس پر علماء کااجماع ہے کہ جوان روافض کے کفر میں شک کرے یاتوقف کرے وہ ان کی طرح کافر ہے۔(تنقیح الحامدیہ فتاویٰ رضویہ)

(۷۳) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اقانیم اربعہ (مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی) باجماع علماء اہل سنت جماعت اپنے کفریہ عقائد کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو کوئی ان کی گستاخانہ عبارت کو درست کہے یا کسی قسم کی کوئی تاویل کرے یا ان کے کفر میں شک یا توقف کرے وہ بھی انہی کی طرح کا کافر و مرتد ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ کفر۔

(حسام الحرمین، حسام السیفیہ)

(۷۴) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ زیارت روضہ رسول اکرم ﷺ کے واسطے سفر کرنا مستحب و باعث اجر و ثواب ہے، جو کوئی اس کا انکاری ہو وہ وہابی خارجی کلاب النار ہے۔

(۷۵) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ کلیہ سراسر غلط ہے کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور الٰہی بھی ہو گا اس لئے کہ پھر لازم آئے گا کہ چوری، شراب، جہل، ظلم و غیرہا بھی مقدور الٰہی بن جائیں گے کہ یہ مقدور العبد ہیں، وہابیہ خبثہ کلاب النار کے نزدیک یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن ہیں العیاذ باللہ۔ جو کوئی افعال قبیحہ باری تعالیٰ کے لئے ممکن جانے وہ کافر ہے وہابیہ خبیثہ کلاب النار ممکن و جائز جانتے ہیں۔

(۷۶) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم نہ گھٹا ہے نہ بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے، تمام جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات و محالات سب کو ازل سے جانتا تھا اور اب بھی اسی طرح جانتا ہے اور ابد تک اسی طرح جانے گا اشیاء تبدیل ہوتی رہتی ہیں مگر اس کا علم تبدیل نہیں ہوتا۔ وہابیہ خبیثہ کلاب النار کے نزدیک انسان کے عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو اس کا علم آتا ہے۔

(تفسیر بلغۃ الحیران، ص:۱۵۶)

(۷۷) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان جسم و جسمانیت و شش جہات سے منزہ و مبرا ہے، جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، زمان و مکان، شش جہات کا عقیدہ رکھے پکا وہابی ہے۔

(ضلالات ابن تیمیہ)

(۷۸) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم الشان اللہ کا کلام ہے، قدیم ہے مثل دوسری صفات کے مخلوق نہیں جو کوئی قرآن عظیم الشان کو مخلوق جانے کافر ہے۔

(۷۹) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین عادل ہیں ان پر جرح کرنا کسی صورت جائز نہیں جو کوئی کسی صحابی پر جرح کرے وہ پکا رافضی ہے۔

(۸۰) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا ابو سفیان، حضرت سیدنا امیر معاویہ، حضرت سیدنا وحشی، حضرت سیدتنا ہندہ اور حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنھم صحابی رسول ہیں جو کوئی ان کی شان میں بے ادبی کرے ان کو تنقیص کا نشانہ بنائے یا ان حضرات کی صحابیت کا نکار کرے وہ پکا رافضی ہے۔

(۸۱) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں دیدار الٰہی فقط رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے خاص ہے جبکہ آخرت میں ہر سنی مؤمن مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع ہے۔ اہل بدعت و اہل زیغ دیدار الٰہی کے منکر ہیں جو کوئی دیا در الٰہی سے منکر ہو وہ متعزلی، خارجی و مرجئہ میں سے ہے۔

(۸۲) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیامیں قلبی اور خواب میں دیدار الٰہی دیگر انبیاء علیھم الصلوت والتسلیمات بلکہ اولیاء اللہ کے لئے ثابت ہے اور ہمارے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں سو (۱۰۰) بار زیارت ہوئی۔ (منح روض الازھر)

(۸۳) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام آواز، حروف و آلات سے پاک ہے۔ قرآن عظیم الشان جس کی ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، مصاحف میں لکھتے ہیں اسی کا کلام قدیم و بلا صوت ہے۔ ہمارا پڑھنا، لکھنا اور یہ آواز سب حادث ہیں یعنی ہمارا پڑھنا حادث اور جو ہم نے پڑھا قدیم، ہمارا لکھنا حادث اور کو لکھا قدیم، ہمارا سننا حادث اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث جو ہم نے حفظ کیا قدیم ہے۔ (المعتمد المستند)

(۸۴) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ توریت حضرت موسیٰ، زبور حضرت داؤد، انجیل حضعت عیسیٰ علی نبینا علیھم السلام اور قرآن عظیم الشان ہمارے آقا و مولیٰ رسول اعظم علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوا۔ فتنہ شیخ محمد اس کا انکاری ہے جو کوئی اس کا انکاری ہو خارج از اسلام ہے۔

(۸۵) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم الشان کی سات قرائتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں کہیں بھی کوئی اختلاف نہیں جو کوئی ان قراتوں کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

(۸۶) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم الشان کی بعض آیتوں نے بعض آیت کو منسوخ کر دیا۔ منسوخ کا یہ معنی نہیں جو بعض لوگ مراد لیتے ہیں کہ باطل ہونا کہ سخت بات ہے احکام الٰہیہ سب حق ہیں وہاں باطل کی رسائی نہیں جو کوئی ناسخ و منسوخ کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

(۸۷) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم الشان کی بعض باتیں محکم ہیں اور بعض باتیں متشابہ اور متشابہ کی تلاش اور اس کے معنی کی کنکاش کرنا اہل ھواء، اہل زیغ کا طریقہ ہے۔

(۸۸) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص شریعت پر برابر نہیں وہ آدمی ہرگز ولی اللہ نہیں ہوسکتا اور اگر اس سے کوئی خرق عادت کوئی بات ظاہر ہو تو وہ استدراج ہوگی۔

(۸۹) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کے لئے وحی اور ولی اللہ کے لئے الہام ہوتا ہے، وہابیہ مولوی الیاس (امیر تبلیغ جماعت) کے لئے وحی اور اسے الہامی نبی جانتے ہیں۔ جو کوئی کسی غیر نبی کے لئے وحی ثابت کرے یا کسی غیر نبی کو نبی جانے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

(کلمۃ الھادی الی سواء السبیل فی جواب من لبس الحق بالاباطیل از مولوی محمد عیسیٰ خان دیوبندی)

(۹۰) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی سے نبوت کا زوال ممکن نہیں وہابیہ خبیثہ نبی سے نبوت کے زائل ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں جو کوئی نبی سے نبوت کو زائل ہونے کا اعتقاد رکھے کافر و مرتد ہے۔

(۹۱) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور فرشتوں کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں روافض اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم جانتے ہیں۔ جو کوئی غیر نبی و فرشتہ کسی کو معصوم جانے کافر و مرتد ہے۔

(۹۲) ہم اہل سنت و جامعت کا عقیدہ ہے کہ ہر نبی علیہ السلام پر احکام الٰہیہ میں سے جو کچھ بھی نازل ہوا وہ سب انہوں نے اپنی اپنی امت کو پہنچادیا بغیر کسی خوف و خطر کے۔ روافض رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے چند احکام ارشاد نہیں فرمائے۔

لہذا جو کوئی یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور خوف کی وجہ سے اس نے کفر کیا۔

(٩٣) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے جو کوئی کسی بھی نبی کی ادنیٰ سی بھی توہین کرے یا تکذیب کرے کافر و مرتد و وجب القتل ہے۔

(٩٤) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی کسی نبی کی توہین و تکذیب کرے وہ مباح الدم ہے حکومت وقت پر لازم ہے کہ اسے قتل کرے اور اس کے قتل میں سستی نہ کرے اور اگر حکومت کی سستی کی بنا پر یا حکومت کی پکڑ سے پہلے ہی کسی غازی اسلام نے اس گستاخ کو اس کے انجام کو پہنچا دیا تو غازی اسلام پر کسی بھی قسم کا تاوان و قصاص جائز نہیں بلکہ اسے سوئی چبھونے والی تکلیف دینا بھی جرم عظیم ہے۔

(٩٥) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی نبی ہونے کا دعوی کرے اس سے دعوی نبوت پر دلیل مانگنے سے مانگنے والا بھی کافر و مرتد ہو جائے گا کہ احادیث متواتر و متوارثہ کا انکار اور محال کو ممکن جاننا ہے۔

(٩٦) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مثل کوئی بھی نہیں جو کوئی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مثل جانے گمراہ بد دین یا کافر ہے۔

(٩٧) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ معراج حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر اثبات قرآن عظیم الشان سے ثابت ہے جو کوئی اس کا انکار کرے کافر ہے جبکہ مو سجد اقصیٰ سے ساتوں آسمان اور کرسی و عرش تک بلکہ بالائے عرش کی معراج احادیث سے ثابت ہے جو کوئی اس کا انکاری ہو وہ گمراہ بد دین ہے۔

(٩٨) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم جس طرح آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں فرض اعظم تھی اسی طرح اب بھی فرض اعظم ہے۔ جب کبھی کسی مجلس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر شریفہ مبارکہ آئے تو خشوع و خضوع سے کرے یا سنے اور نام نامی اسم گرامی پہلی مرتبہ کہتے یا سنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

(۹۹)ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمرہ، بد دین، خبیث و مرتکب توہین ہے۔

(۱۰۰) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ فرشتے اجسام نوری ہیں اور جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ہے سرسید احمد خان نیچری فرشتوں اور جنات کے وجود کا منکر اور کہتا ہے کہ فرشتہ نیکی کی قوت جن بدی کی قوت ہے۔ جو کوئی فرشتوں اور جنات کے وجود کا نکار کرے یا فرشتہ کو نیکی کی قوت اور جن کو بدی کی قوت کہے ایسا آدمی کافر ہے۔

(۱۰۱) ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر و تنعیم قبر دونوں حق ہیں وہابیہ خبیثہ اس کے انکاری ہیں جو کوئی عذاب قبر یا تنعیم قبر سے انکار کرے وہ پکا وہابی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں ارشاد فرمایا: **اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا** (پ ۲۴، المؤمن: ۴۶۔)وفي "التفسير الكبير"، ج ۹، ص ۵۲۱: (احتجّ أصحابنا بهذه الآية على إثبات عذاب القبر قالوا : الآية تقتضي عرض النار عليهم غدواً وعشياً، وليس المراد منه يوم القيامة۔۔۔ إلخ)۔((عذاب القبر حق))۔ "صحيح البخاري"، كتاب الجناءز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۳۷۲، ج ۱، ص ۴۶۳۔ وفي رواية: عن عاءشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أيها الناس استعيذوا بالله من عذاب القبر فإنّ عذاب القبر حق))۔ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۴۵۷۴، ج ۹، ص ۳۶۳۔ وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار))۔ "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ۲۴۶۸، ج ۴، ص ۲۰۹۔

حررہ:

فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی

فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ضمیمہ (دوم)

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر کے متعلق مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت کی "کف لسانی" کا معنی و مفہوم:

اور بعض علماء یہ کہہ کر صلح کلیت کو فروغ دے رہے ہیں کہ اسماعیل دہلوی کے کفریات بھی صریح ہیں ان میں بھی تاویل کی گنجائش نہیں۔اس کے باوجود سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز نے اس کی تکفیر سے کف لسان کیا تو اگر کوئی اقانیم اربعہ کی تکفیر نہ کرے اور مسلمان جانے تو کیا حرج ہے؟

سیدی اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا کہ اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟

ارشاد فرمایا: میرا مسلک (متکلمین) یہ ہے کہ وہ یزید پلید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں، البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، اشرفعلی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ فقد کفر۔ (الملفوظ کامل، حصہ: ۱، ص: ۱۰۰)

اور یزید پلید کے متعلق فرماتے ہیں: یزید پلید کے بارے میں اہل سنت کے تین قول ہیں۔ امام احمد وغیرہ اکابر (موجب کفر امور کی روایت پایہ ثبوت کو پہنچنے کی وجہ سے) اسے کافر جانتے ہیں۔ اور امام غزالی وغیرہ (موجب کفر امور کی روایت پایہ ثبوت کو نہ پہنچنے کی بنا پر) مسلمان کہتے ہیں۔ اور ہمارے امام (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سکوت فرماتے ہیں کہ "ہم نہ مسلمان کہیں گے نہ کافر۔ (احکام شریعت، حصہ ۲، ص: ۱۵۲)[1]

---

[1] علماء، یزید کی تکفیر اور اس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں:

امام احمد اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں؛ اس لئے کہ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کہا: "میں نے ان کو اس کا بدلہ دیا جو انہوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگ بدر میں کیا تھا" اور یہ بات فی الواقع کفر ہے، سوا اِس کے اور افعال واقوال اس رُوسیاہ سے منقول ہیں جو کفر وارتداد پر صریح دال ہوں، شراب اور حرام کاری اس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی اور بے حرمتی حرمین شریفین اور وہاں کے باشندوں کی اس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔ (انظر "منح الروض الأزہر"، الکبیرۃ لا تخرج عن الإیمان، ص ۴۷، و"الصواعق المحرقة"، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة...إلخ، ص ۲۲۰)

یہ ایک عظیم مغالطہ ہے جیسا کہ صلح کلی حضرات کا عوام کو اپنے ایمان کا دشمن بنانے کے لیے یہ مغالطہ عامہ الورود پیش کرتے ہیں کہ جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی اور اعلیٰ حضرت نے تکفیر نہیں کی بلکہ کف لسان کیا، اسی لیے ہم بھی کسی اہل قبلہ کی تکفیر کو جائز نہیں مانتے، اور اس لیے بھی کافر نہیں کہتے کیوں کہ علماء فرماتے ہیں کہ کسی کے اندر اگر ننانوے پہلو کفر کا ہو اور ایک پہلو ایمان کا تو اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ اور اس طرح ایک سادہ لوح سنی مسلمان کو اپنا اعتقادی ہمنوا یعنی ضروریات دین کا منکر، شریعت مطہرہ کا باغی و مصلح کلی بنا

اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں: اجازت ان حرکتوں اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اس سے بدلیلِ قطعی ثابت نہیں اور یہ کلمہ کہ "میں نے ان سے جنگ بدر کا بدلہ لیا"، بر تقدیر ثبوت، آحاد کے مرتبہ سے متجاوز نہیں ہو سکتا والیقین لا یزول إلاّ بیقین مثلہ (اور یقینی بات کو رد کرنے کیلئے اسی کی مثل یقینی بات درکار ہوتی ہے) کما تقرر في موضعہ۔

غایت کار اس کا یہ ہے کہ فاسق و فاجر تھا اور احکام شرعیہ پر قائم نہ تھا اور فاسق پر لعنت جائز نہیں۔

فاضل قونوی "شرح عمدۃ النسفی" میں لکھتے ہیں: صاحبِ کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے کہ ایمان اس کا اس کے ساتھ ہے، ارتکابِ کبیرہ سے کم نہیں ہوتا اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔ ("منح الروض الأزہر"، الکبیرۃ لا تخرج عن الإیمان، ص ۷۳، (نقلاً عن القونوي))

ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر" میں قولِ شارح "عقائد" کا یعنی: نحن لا نتوقف في شأنہ بل في إیمانہ فلعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ أنصارہ وأعوانہ مع اس کے دلائل کے رَد کرتے ہیں اور "خلاصہ" وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج و یزید پر لعنت کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے اور جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لعنت کرنا بعض اہل قبلہ پر منقول ہے؛ اس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے شاید وہ شخص منافق ہو یا بإعلام الٰہی اس کا کفر پر مرنا معلوم ہو۔ ("منح الروض الأزہر"، الکبیرۃ لا تخرج عن الإیمان، ص ۷۲-۷۳، ملتقطاً۔)

امام غزالی "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کیلئے اصلاً ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں إلی أن قال لعنِ اشخاص میں خطر ہے پس اجتناب چاہیے اور ترکِ لعنِ ابلیس میں بھی خطر نہیں فضلاً عن غیرہ (جب ابلیس کو کوئی لعنت نہ کرنے میں ایمان کو کوئی خطرہ نہیں تو دوسروں کو لعنت نہ کرنے میں ایمان کو خطرہ کیسے ہو سکتا ہے!) واللہ تعالیٰ أعلم. ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز۔ ("إحیاء علوم الدین"، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الثامنۃ: اللعن، ج ۳، ص ۱۵۴)

اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن میں توقف (سکوت اختیار) کرتے ہیں اور یہی راجح اور یہی اَسلم اور یہی ہمارے ائمہ ہدیٰ کا مذہبِ اَصح واَقوم ہے۔ ("المسامرۃ بشرح المسایرۃ"، ما جری بین علي ومعاویۃ رضي اللہ عنھما، ص ۳۱۵-۳۱۶. و"الصواعق المحرقۃ"، الخاتمۃ في بیان اعتقاد أہل السنۃ...إلخ، ص ۲۲۱)

کر ضلالت کے گڑھے میں گرادیتے ہیں۔اس خناسی وسوسہ کو دور کرنے کی غرض سے حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر کے سلسلہ میں وہابیوں کے دو شبہات ہیں۔ اول یہ کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے الکوکبۃ الشہابیہ میں لکھا ہے: یہاں انبیاو ملائکہ و قیامت و جنت و نار و غیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا یہ کفر بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔(صفحہ ۸۱)

وہابی صاحبو! تمہارے پیشوانے ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔(صفحہ ۲۴) مگراس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ نے کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے۔ صفحہ ۲۷اور انصاف کیجیے! تواس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ صفحہ ۲۹ وہابیوں کا پہلا شبہ یہ ہے کہ جب مولوی اسماعیل دہلوی نے ایسا کفر بکا جو صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔ ہمارے نبی کی جناب میں صریح گستاخی کی۔ان کی جناب میں بے دھڑک صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے جس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں تو پھر مولوی. اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایاالکوکبۃ الشہابی" کے اخیر میں لکھا: ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ مختار و مرضی مناسب۔

اور سل السیوف الہندیہ میں فرمایا ہے: یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالی کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام، عظمائے اسلام معظمین کلمہ خیر الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام پر کہ یہ کچھ دیکھتے وہ کچھ سخت وشدید ایذائیں پاتے۔اس طائفہ تالفہ کے پیرو پیرو سے ناحق ناروا بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ایسی ناپاک و غلیظ گالیاں کھاتے بایں ہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی نہ ان نالائق ولا یعنی خباثتوں پر قوت انتقام حرکت میں آتی ہے اور اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات۔ ہم احتیاط برتیں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔

سبحان السبوح میں فرمایا: ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلا کوئی ضعیف ساضعیف محمل باقی نہ رہے۔ صفحہ ۸۰

جواب سے پہلے ہم ناظرین کو یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی پر جو الزامات لگائے ہیں وہ اپنی جگہ صحیح ہیں، مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان" کے صفحہ 7 پر لکھا: اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

پھر صفحہ ۱۲ اور ۱۵ پر تفصیل سے یوں لکھا: یعنی جتنے پیغمبر آئے سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں۔

ناظرین خود فیصلہ کریں کہ جب وہ صاف صاف لکھ رہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانیں اوروں کو ماننا محض خبط ہے، اس کا صاف صریح مطلب یہ ہوا کہ نہ رسولوں کو مانیں، نہ انبیا کو مانیں، نہ فرشتوں کو مانیں، نہ قیامت کو مانیں، نہ جنت ودوزخ کو مانیں، کیا یہ صدہا کفریات کا مجموعہ نہیں۔

انہیں مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں صاف لکھا: نماز میں حضور اقدس کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہابدتر ہے۔ صفحہ ۹۵

انہیں مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں صفحہ ۷ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد "ف" لکھ کر یہ جڑ دیا (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں)۔ ہر انصاف پسند بتائے حضور اقدس کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتاتا اور آں حضور کو مر کر مٹی میں ملنے والا بتاتا صریح دشنام اور کھلی گستاخی نہیں؟

وہابیوں پر لازم تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان کے امام الطائفہ پر جو الزام لگائے تھے، اس کی صفائی دیتے لیکن ایک صدی سے زائد گزرنے کے باوجود وہابی برادری کے کسی فرد کو توفیق نہ ہوئی کہ ان الزامات کو غلط ثابت کرے۔ غلط کیسے ثابت کریں گے جب کہ یہ ساری عبارتیں دہلوی صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ رہ گیا یہ سوال کہ پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسماعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا؟۔ اس کے جوابات یہ ہیں۔ اولا یہی جرم آپ لوگوں کے امام الکل فی الکل گنگوہی صاحب نے بھی کیا۔

فتاوی رشیدیہ صفحہ ۷۰ پر ہے: ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے، ان افعال میں گستاخی اذیت ظاہر ہے پس ان کا لکھنا کفر ہوگا۔ اب سب دیوبندی مجھے بتائیں کہ افعال کفر مگر قائل کو کافر کہنے سے اجتناب کس بنیاد پر ہے۔ جس دن کوئی دیوبندی اپنے قطب الارشاد کے اس ارشاد کی توجیہ کر دے گا، اسی دن اعلیٰ

حضرت قدس سرہ کے ارشاد کی توجیہ خود دیوبندیوں کے منھ سے سامنے آجائے گی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ دیوبندی ایک بہت ہی چالاک قوم ہے وہ کبھی بھی اپنے شیخ الکل فی الکل کے قول کی کوئی توجیہ نہیں کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ پھر ہمارا سارا کیا کرایا مٹی میں مل جائے گا۔ اور ہم اہل سنت کا مقصود نہ عوام کو الجھن میں ڈالنا ہے نہ فساد پھیلانا ہے بلکہ ناواقف عوام کو مطمئن کرنا اور فساد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہے، اس لیے ہم چند مختصر باتیں لکھ دیتے ہیں۔ ویسے دیو بندیوں کے اس شبہ کا جواب علمائے اہل سنت بارہا تحریر فرما چکے ہیں۔

الموت الاحمر العذاب الشدید وغیرہ میں اس کی پوری تفصیل درج ہے۔ ہم انہیں کتابوں کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں اس کے لیے چند تشریحی نوٹ ذہن نشین کر لیں۔ صریح کی دو قسمیں ہیں صریح متبین اور صریح متعین۔ اول ایسا کلام جس کا ظاہر معنی کفر ہے اور اس کی کوئی تاویل قریب نہیں، اگرچہ تاویل بعید ہو۔ اس کو صریح متبین کہتے ہیں۔ تقریب فہم کے لیے کلمات کفر سے ہٹ کر کے اس کی مثال لفظ طلاق ہے۔ نکاح ختم کرنے کے معنی میں یہ صریح ہے کہ یہی اس کا ظاہری معنی ہے، جب بیوی کی طرف نسبت کر کے بولتے ہیں تو اس سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے۔ لیکن اس کا دوسرا معنی بندش کھولنا بھی ہے۔ اور یہ بھی مستعمل ہے، لیکن یہ معنی بعید ہے اگرچہ لغوی ہے حتی کہ اس کے مراد ہونے کے لیے قرینہ کی ضرورت ہے۔ فقہائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ لفظ طلاق سے بلانیت طلاق پڑ جائے گی بلکہ اگر بولنے والا کہے کی میری نیت اس کی نہ تھی جب بھی حکم یہی ہوگا کہ طلاق پڑ گئی۔ ہدایہ میں ہے:

الطلاق ضربان صريح و كناية فالصريح انتِ طالق لا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال و لو نوى الطلاق عن وثاق لم يدين في القضاء لانه خلاف الظاهر و يدين فيما بينه و بين الله تعالى لانه نوى ما يحتمله.

طلاق کی دو قسمیں ہیں صریح اور کنایہ۔ صریح جیسے انت طالق اور یہ نیت کا محتاج نہیں۔ اس لیے کہ وہ غلبہ استعمال کی وجہ سے طلاق کے معنی میں صریح ہے، اور اگر قائل کہے کہ میں نے بندش کھولنے کی نیت کی تھی تو اس کا اعتبار نہیں اس لیے کہ وہ خلاف ظاہر ہے۔ ہاں فی مابینہ و بین اللہ معتبر ہے، اس لیے کہ اس نے اس معنی کی نیت کی جس کا لفظ احتمال رکھتا ہے۔

اس کے تحت فتح القدیر میں ہے: **ما غلب استعماله في معني بحيث يتبادر حقيقة او مجازا صريح فان لم يستعمل في غيره فاولى بالصراحة.**

لفظ جس معنی میں غالب استعمال ہو وہ صریح ہے اس حیثیت سے کہ اس لفظ سے ذہن اس معنی کی طرف سبقت کرتا ہے خواہ وہ معنی حقیقی ہو یا مجازی اور اگر دوسرے معنی میں مستعمل ہو تو بدرجہ اولی صریح ہے۔

چند سطر کے بعد ہے: **والغلبة في مفهومها الاستعمال في الغير قليلا.** غلبہ استعمال کے مفہوم میں داخل ہے کہ دوسرے معنی میں بھی قلیل استعمال ہوتا ہو۔

یحتملہ'' کے تحت عنایہ میں ہے: **اذ الطلاق من الاطلاق يستعمل في الابل والوثاق.**

اس لئے کہ لفظ طلاق اونٹ کھولنے اور بندش کھولنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ صریح بول کر کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ اس کا ظاہر معنی یہ ہے اگرچہ ظاہر اس کا کوئی اور خفی معنی ہو اور لفظ طلاق اسی قسم ہے ہے کہ اس کا ظاہر معنی طلاق شرعی ہے لیکن بندش کھولنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے (جو خفی ہے) اس لیے یہ پہلے معنی میں ظاہر ہے کیوں کہ جب طلاق بولا جاتا ہے تو ذہن طلاق شرعی کی طرف منتقل ہوتا ہے اور دوسرا معنی مراد لینے کے لیے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے،اس لیے لفظ طلاق سے بلانیت طلاق پڑ جاتی ہے بلکہ اگر شوہر کہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی جب بھی پڑ جائے گی اسی کو صریح متبین کہتے ہیں۔

نیز ان عبارات سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صریح کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس میں دوسرے معنی کا قطعا احتمال نہ ہو۔ جیسا کہ امام ابن ہمام نے فرمایا: **فان لم يستعمل في غيره فاولى بالصراحة.**

اگر وہ لفظ دوسرے معنی میں استعمال نہ کیا جائے تو بدرجہ اولی صریح ہے۔اس کو صریح متعین کہتے ہیں۔

اسی قبیل سے وہ کفری کلام ہے جس کا معنی کفر ہی ہو ظاہر معنی بھی کفر ہو اور خفی معنی بھی کفر ہو، نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہو نہ بعید کی، جیسے یہ کہنا کہ اللہ موجود نہیں۔اس سے کلام کی دو قسمیں ثابت ہو گئیں۔ صریح متبین، صریح متعین۔ جمہور فقہائے کرام ایسے کلام کو جو کفری معنی میں صریح مبین ہو قائل کو کافر کہتے ہیں۔ کتب فقہ میں سیکڑوں کلمات ایسے مذکور ہیں جو کفری معنی میں صریح متبین ہیں اور فقہا ان کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔ البحر الرائق، عالمگیری وغیرہ میں ایسے کلمات مذکور ہیں۔

الاعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

عملنا بما دل عليه لفظه صريحا و قلنا له انت حيث اطلقت هذا اللفظ ولم تؤل انت كافر وان كنت لم تقصد ذالك لانه انما نحكم بالكفر باعتبار الظاهر و قصدك و عدمه انما ترتبط به الاحكام باعتبار

الباطن فاللفظ اذا کان محتملا لمعان کان في بعضها اظهر عمل علیه و کذا استوت و وجد لا حدها مرجح بل ارادة و عدمها لا شغل لنا بها.

ہم لفظ صریح کے مدلول پر عمل کریں گے اور کہیں گے کہ تم نے جب یہ لفظ کہا اور تاویل نہیں کی تو کافر ہو گیا۔ اگرچہ تو نے اس کا قصد نہ کیا ہو کیوں کہ ظاہری معنی کے لحاظ سے کفر کا حکم کرتے ہیں اور تیرے قصد اور عدم قصد پر احکام باطنی کا تعلق ہے۔ اس لیے لفظ اگرچند معنی کا احتمال رکھے تو اگر بعض میں زیادہ ظاہر ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ یوں ہی اگر سب برابر ہوں اور کسی ایک کے لیے کوئی مرجح ہو تو بھی اسی پر عمل کریں گے، ارادہ اور عدم ارادہ سے ہمیں مطلب نہیں۔

صاف صاف فرمایا ہم لفظ کے معنی صریح پر عمل کرتے ہیں ہم ظاہری معنی کے لحاظ سے کافر کہتے ہیں۔ جب لفظ چند معنی کا احتمال رکھے اور ایک معنی زیادہ ظاہر ہو تو ہم لفظ کو اسی پر محمول کرتے ہیں۔ اگر کفری معنی زیادہ ظاہر ہو اور قائل سے تاویل منقول نہ ہو تو ہم اس کے کافر ہونے کا حکم دیتے ہیں، اس کی چھان بین نہیں کرتے۔

اس ارشاد کی روشنی میں دہلوی صاحب کے چند اقوال کفریہ بطور نمونہ جو اوپر نقل کیے ہیں ان کو ناظرین دیکھیں اور خود فیصلہ کریں کہ ان کا مدلول ظاہر کفر ہے یا نہیں؟ ہر منصف کو ماننا پڑے گا کہ دہلوی صاحب کے ان اقوال کا ظاہر مدلول صریح کفر ہے، گستاخی ہے۔ اس لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ فرمانا کہ اس پر کفر لازم ہے، جماہیر فقہا و اصحاب فتویٰ کی تصریحات کے بموجب یہ مرتد ہے، کافر ہے، بلاشبہ حق و صحیح ہے۔

محققین و فقہا و متکلمین کا مذہب

لیکن محققین فقہا و متکلمین فرماتے ہیں کہ اگر قائل کی نیت معلوم نہیں اور کلام میں کسی تاویل کی گنجائش ہے اگرچہ وہ بعید ہو ہم اسے کافر کہنے سے زبان روکیں گے جس کا حاصل یہ نکلا یہ حضرات صریح متبین پر تکفیر نہیں فرماتے ہاں اگر صریح متعین ہو تو یہ بھی کافر کہتے ہیں۔ البحر الرائق میں ہے:

وفي الخلاصة وغيرها اذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير و وجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتى ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم الا اذا صرح بارادة موجب الكفر فلا ينفعه التاويل حينئذ وفي التتار خانية لا يكفر بالمحتمل. (جلد خامس: صفحہ (۱۳۴) خلاصہ وغیرہ میں ہے جب کسی مسئلے میں متعدد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ تکفیر سے روکتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی وجہ کا اعتبار کرے جو

تکفیر سے منع کرتی ہو مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر مگر جب کہ کفری معنی کے مراد ہونے کی صراحت ہو تو اسے تاویل نفع نہ دے گی، اور تتار خانیہ میں ہے متحمل پر تکفیر نہیں کی جائے گی۔اسی بنا پر علامہ ابن نجیم نے ان الفاظ کفر نقل کرنے کے بعد جن پر فقہانے قائل کو کافر کہا تھا فرماتے ہیں:

فا کثر الفاظ التکفیر المذکورة لایفتي بالتکفیر بها ولقد الزمت نفسي ان لا افتي بشتی منها. البحر الرائق: ج ۵ ص ۱۳۵)

تکفیر کے اکثر الفاظ جو مذکور ہوئے ان کے قائل کو کافر ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے اور میں نے اپنے اوپر یہی لازم کر لیا ہے۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ بحر الرائق میں مذکورہ کلمات کفر پر علماء نے قائل کی تکفیر کی لیکن علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کفریہ کلمات کے قائل کو کافر نہیں کہوں گا، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر چھپک چھپک کر اعتراض کرنے والے دیوبندیوں میں ہمت ہے، تو اس کو بتائیں لیکن میں جانتا ہوں کہ پوری دیوبندی برادری مرتے مر جائے گی، اس کو نہیں بتائے گی۔ بتادیں خود ان کے قلم سے ان کے منھ سے ان کا اعتراض ہباء منثورا ہو جائے گا۔ لیکن ناظرین کی الجھن دور کرنے کے لیے ہم بتادیتے ہیں۔ بات وہی ہے کہ اکثر یہ کلمات کفر صریح متبین ہیں اور ان کا ظاہر معنی کفر ہے، ان میں کسی تاویل قریب کی گنجائش نہیں اگرچہ تاویل بعید ہو سکتی ہے، اس لیے جمہور فقہا ان کلمات کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن علامہ ابن نجیم کا مختار محققین فقہا کا مذہب ہے کہ جب تک کلمہ کفر صریح متعین نہ ہو تکفیر سے کف لسان کرتے ہیں اگر کسی کلام میں تاویل بعید کی گنجائش ہو تو تکفیر سے احتیاط برتیں گے، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے اس قول میں اس کو واضح فرما دیا لکھتے ہیں: اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر اعلام کی تصریحات واضح پر یہ سب کے سب مرتد کافر ہیں۔ (صفحہ ۵۴) جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوی کی قید سے واضح ہے کہ یہ حکم جمہور فقہا کی روش پر ہے کہ وہ صریح متبین پر قائل کو کافر کہتے ہیں، جیسا کہ عامہ کتب فقہ میں مذکور اکثر کلمات کفر پر فقہائے کرام نے تکفیر فرمائی مگر محققین متکلمین نے کف لسان فرمایا۔ یہ بات ایسی نہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے واضح نہ فرمائی ہو۔ "**الکوکبة الشهابیة سل السیوف الهندیة**" میں نہایت وضاحت سے بیان فرمادیا ہے۔

سل السیوف الھندیۃ میں ہے: لزوم، التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہوتا اور بات، اور قائل کو کا فرمان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ (صفحہ ۲۲)

سبحان السبوح میں تحریر فرمایا: امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے۔ (صفحہ ۸۰) ناظرین ضعیف سے ضعیف احتمال اور محمل پر غور کریں۔ یہ صاف اس بات کی تصریح ہے کہ تکفیر سے کف لسان اس بنا پر ہے کہ اس کے کلمات میں تاویل بعید کی گنجائش ہے۔ اس کا حاصل یہی نکلا کہ محققین فقہا اور جمہور متکلمین کے مذہب کی بنا پر تکفیر سے زبان روکی۔ اسی بنا تقریر سے دیوبندیوں کا یہ مغالطہ بھی رد ہو گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے الکوکبۃ الشہابیہ میں دہلوی کی کفریات کے بارے میں یہ لکھا: وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی صفحہ ۲۴

اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب دُشنام کے لفظ لکھ دیئے۔ (صفحہ ۲۷)

انصاف کیجیے! اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ الکوکبۃ الشہابیہ سل السیوف الھندیۃ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اس لیے ان میں جو شرعی اصطلاحی الفاظ آئے ہیں ان میں وہی معنی مراد ہوں گے جو فقہا کی اصطلاح ہے۔ فقہا جب صریح بولتے ہیں تو ان کی مراد صریح متبین ہوتی ہے اور جب یہ فرماتے ہیں کہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے یا تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد تاویل قریب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جب ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اس لیے الکوکبۃ الشہابیہ، یا سل السیوف الہندیہ میں جہاں لفظ صریح آیا ہے اس سے مراد صریح متبین ہوتا ہے اور جہاں فرمایا کہ تاویل کی گنجائش نہیں اس سے مراد تاویل قریب ہے اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ تاویل قریب کی گنجائش نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تاویل بعید نہ ہو۔

متکلمین کے نزدیک جب تاویل بعید بھی معتبر ہے تو اگر وہ یہ فرمائیں کہ اس کلام میں تاویل کی گنجائش ہے توان کی مراد تاویل قریب بھی ہو سکتی ہے، اور تاویل بعید بھی اور جب یہ فرمائیں کہ تاویل کی گنجائش نہیں توان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ نہ قریب کی گنجائش نہ بعید کی۔

اب بات واضح ہوگئی کہ الکوکبۃ الشہابیہ اور سل السیوف الہندیہ میں چونکہ جمہور فقہا کی روش پر کلام تھا، جب فرمایا کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ تاویل قریب کی گنجائش نہیں اور اخیر میں متکلمین کے مذہب کے مطابق جب اپنا فیصلہ سنایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم جاری کرتے ہوئے ڈریں گے یہاں مراد تاویل بعید ہے۔ لفظ ضعیف یا ضعیف ؟اس کی نشان دہی کر رہا ہے۔ اس لیے ان ارشادات میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ کوئی تناقض۔ بانی دیوبندیت گنگوہی صاحب نے بھی تصریح کی ہے کہ بعض فرقے محدثین کے نزدیک کافر ہیں، اور متکلمین کے نزدیک کافر نہیں صرف فاسق ہیں۔ تذکرۃ الرشید میں ان کا قول منقول ہے کہ: " کہاہاں اہل ہوا کا خدشہ رہا سو یا بطور محدثین ان کو کافر کہو یا بطور متکلمین فاسق (حصہ اول صفحہ ۱۶۱)

دوسرا شبہ

صلح کلی تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کے مصنفین کو کفر سے بچانے کے لیے اس کا بہت زوروں سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ استاذ الاساتذہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے معاصر علمائے اہلسنت نے اسماعیل دہلوی کی قطعی یقینی حتمی تکفیر کی یہاں تک حکم دیا کہ جو اس کے ان کفریات پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ تحقیق الفتویٰ اور سیف الجبار وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ لیکن مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے، اس کے باوجود اہل سنت ان دونوں بزرگوں کو اپنا امام اور مقتدی تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ اگر علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو حق پر مانتے ہیں تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کافر مانیں۔ اسی طرح مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور ان کے معاصر علمائے اہلسنت حتی کہ علمائے حرمین طیبین نے نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی صاحبان کو اگر کافر کہا اور وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے تو خود بھی کافر ہے پھر کوئی ان کی تکفیر سے کف لسان کرے تو وہ کافر نہ ہوگا جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے معاصر علمانے اسماعیل دہلوی کو اسی تفصیل کے ساتھ کافر کہا مگر

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا، پھر بھی سب اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور علامہ فضل حق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو بھی۔

ازالہ شبہہ :

یہ صلح کلیوں کا ایک مغالطہ عامتہ الورود ہے۔ چونکہ عوام تو عوام علماء تک مسئلہ تکفیر کے سلسلے میں پیچیدگیوں سے واقف نہیں اس لیے الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل رحم فرمائے کہ اس مغالطہ نے ہزاروں آدمیوں کو گمراہ کر دیا۔ اس لیے ناظرین پورے طور سے متوجہ ہو کر حاضر دماغی سے میری گزارشات کو پڑھیں۔ اسی مغالطہ پر سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو لازم کہ پھر کسی کو کافر نہ کہا جائے۔ اگرچہ وہ صریح سے صریح کفر بکے، اس لیے کہ کسی کفر بکنے والے کو اگر کسی مفتی نے کافر کہا تو وہ یہی مغالطہ پیش کر دے گا کہ ٹھیک ہے آپ کافر کہتے ہیں، مگر میں کافر نہیں کہتا جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے کافر نہیں کہا، اور دونوں مقتدا ہیں۔ مثلا قادیانیوں کا حامی کہے کہ آپ لوگ قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں، میں کافر نہیں کہتا مثال میں یہی بات ذکر کر دے۔

منکرین حدیث چکڑالویوں کا کوئی وظیفہ خوار یہ کہے: آپ کافر کہتے ہیں لیکن میں نہیں کہتا اور نظیر میں وہی مذکورہ بالا بات پیش کر دے۔ تو یہ صلح کلی لوگ بتائیں کہ اس کا کیا جواب ہو گا، اگر صلح کلی اس کا جواب دے دیں تو ہم کو پھر کچھ کہنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ انہیں کے جواب سے ہم دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کا قطعی حتمی کافر ہونا ثابت کر دیں گے۔ اسماعیل دہلوی کی تکفیر میں اختلاف کے باوجود لیکن ہم جانتے ہیں کہ کوئی صلح کلی اس گتھی کو سلجھانے کی ہمت نہیں کرے گا، کیوں کہ اس گتھی کو سلجھانا حقیقت میں اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈالنا ہے۔ سنجیدہ متین سمجھدار طبقہ کو اتنے ہی سے اطمینان ہو جانا چاہیے اور جسے اطمینان نہ ہو بتائے۔

ایک شخص کہتا ہے کہ روح اور مادہ قدیم ہیں اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا شخص کافر نہیں کہتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی، اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا کافر نہیں کہتا ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معبود نہیں اسے ایک کافر کہتا ہے دوسرا کافر نہیں کہتا کیا دونوں صحیح کہہ رہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک صحیح کہہ رہا ہے۔ دوسرا غلط کہہ رہا ہے مگر مغالطہ عامتہ الورود مذکورہ کی بنا پر صلح کلیوں کو ماننا پڑے گا کہ دونوں صحیح ہیں۔ پھر امان اٹھ جائے گا جس کا جو جی چاہے کے کوئی ان سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ سارا دین سارا مذہب برباد-امان

غائب، خداناترسوں کو چھٹی مل گئی وہ جو چاہیں بکیں۔ ناظرین حیرت میں ہوں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ناظرین اپنی حیرت دور کرنا چاہتے ہیں تو صلح کلیوں سے مندرجہ ذیل استفتا کرلیں اوران سے کسی طرح جواب حاصل کرلیں اگر کوئی صلح کلی ان سوالات کے جوابات دے دے گا توانشاءاللہ تعالیٰ اس کے جواب سے میں بتادوں گا کہ مولوی اسماعیل دہلوی اوران اقانیم اربعہ کے کفریات میں کیافرق ہے۔

ا۔ زید نے کہا کہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا،اس پر ایک عالم سے استفتا ہوا،انہوں نے فتویٰ دیا کہ زید کافرہے کیوں کہ اس نے ضروریات دین میں سے ایک دینی ضروری عقیدہ کاانکار کیااس لیے کہ کافروں کا جہنم میں جانا ضروریات دین سے ہے۔ قرآن مجید کی سیکڑوں آیتوں سے ثابت ہے۔ دوسرے عالم سے یہ سوال ہواتوانہوں نے جواب دیا کہ زید کو کافر کہنے سے کف لسان کرناچاہیے کیوں کہ اس کے کلام میں تحویل کی گنجائش ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ قیامت کے دن سارے کافر مومن ہو جائیں گے،جب وہ سب کچھ دیکھ لیں گے تو ایمان لانے کے سواکوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ معتبرایمان بالغیب ہے، قیامت کے دن کاایمان معتبر نہ ہوگا،اس لیے جو دنیا میں کافرتھے، جہنم میں ڈالے جائیں گے،اور جہنم میں ڈالتے وقت کافر نہ ہوں گے مومن ہوں گے اس لیے اس تاویل کی بنا پر یہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا۔ علاوہ ازیں ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد کافر سے کافر بالطاغوت ہو جیسا کہ فرمایا گیا:

وَمَنۡ يَكۡفُرۡ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤۡمِنۡ بِاللَّهِ (البقرہ: آیت ۲۵۶) ترجمہ: جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے۔۔

۲۔ ایک شخص نے کہا: کوئی مومن جنت میں نہیں جائے گااس پر ایک عالم نے اس کی تکفیر کی۔ دوسرے نے کہامیں کافر نہیں کہتا۔ ہوسکتاہے اس کی مراد مؤمن بالطاغوت ہو۔ بولئے ان دونوں میں کسی مفتی کافتویٰ صحیح ہے؟ ۔اگردوسرے عالم کافتویٰ صحیح ہے توپہلے عالم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جنہوں نے زید کو کافر کہا، نیز کافر کو کافر کہنا ضروریات دین سے ہے۔ کافر کو کافر نہ ماننا کفرہے توپہلے مفتی کے فتوے کی رو سے دوسرے عالم کافر ہوتے ہیں کہ نہیں؟۔

۳۔ عمرو نے کہاکروڑوں معبود برحق ہیں۔ عمرو سے مواخذہ کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: وَإِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ (البقرۃ: آیت ۱۶۳) تمہارامعبود ایک ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تم نے اس آیت کا انکار کیا، اس لیے تم کافر ہو گئے۔ عمرو نے جواب میں کہا کہ مجھے دار العلوم دیو بند میں پڑھایا گیا ہے کہ تنوین کبھی تعظیم کے لیے آتی ہے، اور لا کبھی نفی کمال کے لیے آتا ہے۔ جیسے **لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار** کوئی جوان نہیں مگر علی، کوئی تلوار نہیں مگر ذوالفقار۔ اس کی روشنی میں الہ واحد " میں "الہ" کی تنوین تعظیم کے لیے ہے۔ اسی طرح "لا الہ" میں "لا نفی کمال کے لیے ہے۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ بڑا معبود ایک ہے۔ یہ اس کے منافی نہیں کہ چھوٹے چھوٹے کروڑوں معبود برحق ہوں، مگر ایک مفتی نے عمرو کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا اسے رد کرتے ہوئے فتوئی دیا کہ عمرو بلاشبہ کافر و مرتد ہے جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مگر ایک دوسرے مفتی نے فتوی دیا کہ چوں کہ عمرو تاویل کرتا ہے اس لیے وہ مسلمان ہے۔ ناظرین خود دیو بند کے دار الافتاء میں سوال بھیج کر معلوم کر لیں کہ عمرو اور دوسرے مفتی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ہم چوں کہ سمجھانے کے موڈ میں ہیں، اس لیے ہم ناظرین سے یہی کہیں گے کہ اگر ہم کچھ کہیں تو بے جا پاسداری پر محمول کیا جائے گا، اس لیے ضروری یہ ہے کہ کوئی صلح کلی یا وہابی ان سوالوں کا جواب دے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ کوئی صلح کلی یا کوئی وہابی ان سوالوں کے جوابات مرتے دم تک نہیں دے گا، کون اپنے ہاتھ سے ذبح ہونے کے لیے تیار ہو گا۔ ہم پہلے بتا آئے کہ مسئلہ تکفیر بہت نازک اور دقیق ہے، عوام تو عوام، بہت سے علمائے کرام اسے سمجھنے سے عاجز رہتے ہیں لیکن قیامت تک اللہ کے ایسے بندوں سے زمین خالی نہیں ہو گی جو مشکل سے مشکل مسائل کو حل کر سکیں۔

اقول و باللہ التوفیق: ہم نے پہلے شبہ کے جواب میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں جو بھی غور کرے گا انشاءاللہ تعالیٰ اس پر روشن ہو جائے گا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات اور دیو بندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات میں کیا فرق ہے؟ لیکن ہم ناظرین کی آسانی کے لیے اعادہ کیے دیتے ہیں۔ کلمات دو قسم کے ہیں: ایک جو اپنے ظاہر معنی کے اعتبار سے کفر ہیں، مگر ان میں ایسے معنی کا بھی احتمال ہے جو کفر نہیں اور یہ احتمال صحیح ہوا گرچہ خفی و بعید ہو جیسے یہ جملہ "کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا اس کا ظاہر معنی کفر ہے اور یہ معنی کفری میں صریح و متبین ہے مگر اس کا بھی احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ چونکہ قیامت کے دن قیامت کے احوال واہوال دیکھ کر کوئی کافر نہیں رہے گا سب مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسے کلمات کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ قائل کی مراد معنی کفری ہے تو وہ بلاشبہ قطعا یقیناً کافر ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ قائل کی مراد وہ معنی بعید ہے جو کفر نہیں تو وہ مسلمان ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہیں کہ قائل کی مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں سکوت کیا جائے گا۔ یہی محققین فقہا اور متکلمین کا مذہب ہے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت

قدس سرہ کا مختار ہے۔ لیکن جمہور فقہا ایسے کلمات کے قائل کو بھی کافر کہتے ہیں۔ منح الروض میں ہے: **عدم التکفیر مذھب المتکلمین و التکفیر مذھب الفقھا فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور.**

عدم تکفیر (ایسے کلمات میں) متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہاء کا مذہب ہے، اس لیے نقیضین کا قائل شخص واحد نہیں تو کوئی خرابی نہیں۔

دوسرے وہ کلمات جس کے ایک معنی ہوں یا چند اور سب کفری ہیں، ان میں نہ تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ بعید کی۔ جیسے یہ کہنا اللہ عزوجل معبود نہیں ایسے کلمات کے قائل کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ وہ ضرور بالضرور حتما جزما کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات قسم اول سے ہیں، اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات قسم ثانی سے، جو کفری معنی میں متعین ہیں، ان کا کوئی معنی خفی سے خفی بعید سے بعید ایسا نہیں جو کفر نہ ہو جس پر قائلین اور ان کے ہمنواؤں کی توجیہات اور علمائے اہلسنت کے رد شاہد عدل ہیں۔

دیوبندی تاویل کی حقیقت بسط البنان میں تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کی اور دوسری کتابوں میں دوسرے دیوبندی مولویوں نے ان کفری عبارات کی جو توجیہیں کی ہیں وہ تاویل نہیں عبارت کی تغیر اور تبدیل ہے جس کی پوری تفصیل "وقعات السنان" اور "الموت الاحمر" وغیرہ میں مذکور ہے۔ ان کتابوں کو چھپے ہوئے ایک صدی کے قریب ہو رہا ہے اگر کسی دیوبندی سے ان کا جواب نہ ہو سکا۔ یہ کتابیں تھانوی صاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجی گئیں مگر دم سادھ گئے۔ پھر میں نے دس سال پہلے ان سب ابحاث کا خلاصہ ''منصفانہ جائزہ میں لکھ کر شائع کر دیا مگر ابھی تک صدائے برنخواست۔ ہم ناظرین کے اطمینان کے لیے صرف ''حفظ الایمان'' کی عبارت پر تھوڑا سا کلام کیے دیتے ہیں۔

حفظ الایمان کی اصل عبارت یہ ہے: پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیر سے مراد بعض علم غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے اس علم غیب کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے دو قسمیں کی ہیں: کل علوم غیبیہ اور بعض علوم غیبیہ کل علوم غیبیہ کے لیے بعد میں لکھا کہ اس کا حصول عقل و نقل باطل ہے۔ رہ

گئے بعض علوم غیبیہ اس کے بارے میں لکھا: اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔ اس میں بلاشبہ یقیناً حتما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں جانوروں اور چوپایوں کے علم ایسا کہنا بلا شبہ توہین ہے۔ اس عبارت کی توجیہ میں تھانوی صاحب کے خون گرم حامی مولوی مرتضی حسین در بھنگی "توضیح البیان" میں لکھتے ہیں: عبارت متنازعہ میں لفظ "ایسا"، بمعنی اس قدر، واتنا ہے پھر تشبیہ کیسی، نہ اس میں تشبیہ ہے نہ تو ہین (صفحہ ۱۳)

اس کا ما حصل یہ نکلا کہ اگر لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہوتا تو ضرور توہین ہوتی مگر چوں کہ اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے نہیں، اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے اس لیے توہین نہیں۔ اب آیئے اس عبارت کے بارے میں در بھنگی صاحب سے بھی بھاری بھر کم شخصیت کی توجیہ سنیے۔ دیوبندی برادری کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد ٹانڈوی اپنے مشہور گالی نامے " الشہاب الثاقب" میں لکھتے ہیں: حضرت مولانا (تھانوی) اس عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرمارہے ہیں اگر لفظ "اتنا" ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اوروں کے علم کے برابر کر دیا لفظ "ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس عبارت میں بجائے ایسا کے اتنا ہوتا تو لازم آتا تھا کہ تھانوی صاحب نے معاذ اللہ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم کے علم کو ہر کس و ناکس بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں، گدھوں، خچروں، سوروں کے برابر کر دیا، اور یہ یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اس کا خلاصہ یہ نکلا اگر اس عبارت میں بجائے لفظ "ایسا" کے لفظ "اتنا" ہوتا تو اس میں ضرور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی۔ مگر اس عبارت میں لفظ "اتنا" نہیں "ایسا" ہے جو کلمہ تشبیہ ہے، اب ناظرین ملاحظہ کریں، در بھنگی صاحب نے کہا کہ اگر "ایسا" کلمہ تشبیہ ہوتا تو اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی، اس لیے کہ لازم آتا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو خسیس رذیل چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور ٹانڈوی صاحب فرمارہے ہیں کہ "ایسا" کلمہ تشبیہ ہے تو در بھنگی اور ٹانڈوی صاحب کا اس پر اجماع مولف ہو گیا کہ اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ٹانڈوی صاحب فرمارہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں بجائے "ایسا" کے اتنا ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی، اور در

بھنگی صاحب فرمارہے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ایسااتنااور اس قدر کے معنی میں ہے تو پھر در بھنگی اور ٹانڈوی صاحب کا اجتماع مولف ہو گیا کہ اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

اقول ھو المستعان:

یہ دیوبندی مولویوں کی چالا کی ہے کہ عوام کو لفظ "ایسا" کے بھول بھلیوں میں پھنسا کر بہکانا چاہتے ہیں۔ ہر عاقل منصف سوچے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا کو تشبیہ کے لیے مانو تو بھی توہین ہے کیوں کہ لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں اور پاگلوں، جانوروں و چوپایوں، گدھوں، کتوں، سوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ یہ بلاشبہ توہین ہے جس سے کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر لفظ "ایسا" کو "اتنا" اور اس قدر کے معنی میں مانیں تو لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں و پاگلوں، جانوروں و چوپایوں، گدھوں، کتوں، سوروں، کھٹملوں کے علم کے برابر کر دیا، اس میں بھی یقینا حتما قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ حفظ الایمان کی عبارت کفری معنی میں متعین ہے اس کی جو بھی توجیہ کی جائے وہ کفر ہی ہو گی اس میں تاویل قریب تو دور کی بات ہے تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں اور تھانوی صاحب نے خود جو کچھ لکھا ہے اور ان کے حامیوں نے جو کچھ کہا ہے وہ یا تو اس عبارت کی تاویل نہیں عبارت کی تغییر و تبدیل ہے یا پھر وہ بھی کفر ہے جیسا کی ہم نے ٹانڈوی صاحب اور تھانوی صاحب کی توجیہ سے ثابت کر دیا۔

ایک اور توجیہ کی حقیقت:

مسلسل مناظروں میں زک اٹھانے کے بعد پوری پارٹی سر جوڑ کر اب ایک نئی توجیہ کرنے لگی ہے کہ اس عبارت میں "ایسا" کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف نہیں بلکہ مطلق بعض کی طرف ہے۔ اس پر دو گزارش ہے: پہلی یہ کہ اگر "ایسا" کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک نہ ہوتا مطلق بعض ہوتا تو ٹانڈوی صاحب کا یہ کہنا کیسے درست ہوتا؟ "اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔"

ٹانڈوی صاحب کا یہ فرمانا اسی وقت درست ہو گا جب کہ لفظ "ایسا" سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک مراد ہو۔

نیز در بھنگی صاحب نے لکھا: عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی اس قدر واتنا ہے پھر تشبیہ کیسی؟ نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو اس میں توہین ہوتی اگر لفظ ایسا کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی طرف نہ ہوتا تو اسے تشبیہ کے لیے ماننے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیسے ہوتی؟

واضح ہو کہ ٹانڈوی صاحب اور در بھنگی صاحب کی حیثیت عرفی دیوبندی برادری میں بہت بڑی ہے، اول دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام اور مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث اور جمعیتہ علمائے ہند کے صدر تھے، اور در بھنگی صاحب مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات اور تھانوی صاحب کے وکیل تھے، جب دیوبندی جماعت کے دو بھاری بھر کم گواہوں سے ثابت کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی طرف ہے، ان کے مقابل دیوبندی اطفال الموالی کی باتوں کا کیا اعتبار؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ "حفظ الایمان" کی عبارت میں مطلق بعض مذکور ہی نہیں کہ اس کی طرف اشارہ ہو تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی دو قسمیں کی ہیں: کل علوم غیبیہ اور بعض۔ مقسم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک ہے، کل علوم غیبیہ اور بعض اس کے اقسام ہیں، مقسم کا اقسام پر صدق لازم ورنہ قسم قسم نہ رہے گی، اسے ہر مبتدی بھی جانتا ہے۔ جب "حفظ الایمان" کی عبارت میں مطلق بعض مذکور نہیں تو مطلق بعض کو ایسا کا مشار الیہ ٹھہرانا ہوائی فائر ہے۔ ہاں عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاصل بعض علوم غیب مذکور ہے۔ "ایسا" سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور "ایسا" سے وہی مراد ہے اس لیے عبارت میں یقینا حتما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور یہ عبارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں متعین، نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ تاویل بعید کی۔ اس لیے علمائے حل وحرم، عرب وعجم، ہند وسندھ نے باتفاق فرمایا کہ اس عبارت کے لکھنے والے مولوی اشرف علی تھانوی اہانت رسول کرنے کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں، ایسے کہ جو ان کے کفر پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہی حال "تحذیر الناس" اور "براہین قاطعہ" کی عبارتوں کا بھی ہے کہ وہ دونوں بھی کفری معنی میں متعین ہیں، ان میں تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں جس کو میں نے ''منصفانہ جائزہ'' میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے۔ اس لیے اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کا بہانہ بنا کر ان

اقانیم اربعہ کی تکفیر سے کف لسان کرنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ اب ایک سوال یہ رہ جاتا ہے کہ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے معاصر علمائے اہلسنت نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی اور فرمایا کہ جو شخص اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور اس کے کفریات میں کوئی تاویل مسموع نہیں، اس کے دو جوابات ہیں:

اول: یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علامہ خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا مختار جمہور فقہا کا مذہب ہو کہ وہ صریح متبین پر تکفیر کرتے ہیں، اور یہ جو فرمایا کہ تاویل کی اس میں گنجائش نہیں، اس سے مراد تاویل قریب ہو اور ہم پہلے تفصیل سے بتا آئے کہ کسی کلام میں تاویل قریب کا نہ ہونا اس کے منافی نہیں کہ تاویل بعید بھی نہ ہو، اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مختار مذہب متکلمین ہے کہ جب قائل کی مراد معلوم نہ ہو تو وہ صریح متبین پر تکفیر نہیں کرتے، کلام میں جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال باقی ہو تو کف لسان کرتے ہیں، اب کوئی تعارض نہیں۔ منح الروض کی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ **عدم التکفیر مذہب المتکلمین و التکفیر مذہب الفقہاء فلا محذور** (ایسے کلمات میں تکفیر نہ کرنا) متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہا کا مذہب اس لیے کوئی خرابی نہیں۔

دوم: ایک مفتی کے سامنے ایک قول پیش ہوا اور یہ مفتی واقعی مفتی ہے صحیح العقیدہ بھی ہے، خدا ترس بھی ہے، دین دار بھی ہے، ذہین و فطین بھی ہے، اس کی طبیعت اخاذ اور اس کا ذہن وقاد بھی ہے، اس نے اس کلمہ میں حتی الوسع پورا پورا غور و حوض کیا اسے اس کلمہ میں کوئی اسلام کا پہلو نہیں ملا اس کو اس میں تاویل قریب تو قریب بعید تاویل بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ جس کی بنا پر اس نے کلمہ کو اپنی صوابدید کے مطابق کفری معنی میں متعین جانا، ایسی صورت میں اس مفتی پر فرض ہے کہ وہ یہ فتویٰ دے کہ اس کلمہ کا قائل کافر ہے، ایسا کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔ لیکن وہی قول کسی اور مفتی کے سامنے پیش ہوا، اس مفتی کو اس کلام میں کوئی تاویل سمجھ میں آئی، اور قائل کی نیت معلوم نہیں تو اسے یہ حق ہے کہ احتیاطا اس کے قائل کی تکفیر سے کف لسان کرے، اور اس سلسلہ میں خود میرے ساتھ متعدد واقعات پیش آئے۔

اول: ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ کبھی کبھی سچ بولنا کفر ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا عبادت۔ اس پر مفتی صاحبان سے استفتا ہوا، بہت سے مفتیان کرام نے قائل کو کافر کہا، مجھ سے بھی سوال ہوا میں نے جواب دیا کہ قائل کافر نہیں، یہ قطعی یقینی ہے کہ اللہ عزوجل ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز میں سور اور بندر بھی داخل ہیں مگر علما نے فرمایا کہ اللہ

عزوجل کو خالق القردۃ والخنازیر کہنا کفر ہے۔ ایک ظالم ایک بے گناہ کو قتل کرنے کے لیے دوڑا رہا ہے مظلوم ایک شخص کے گھر میں گھس گیا، پیچھے پیچھے ظالم بھی آیا، اس نے مالک مکان سے پوچھا کہ فلاں شخص تمہارے مکان میں تو نہیں چھپا ہے۔ علماء نے فرمایا کہ مالک مکان پر واجب ہے کہ کہے کہ نہیں، میرے مکان میں نہیں چھپا ہے، وہ اس طرف بھاگ گیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے، اور اسے یہی کہنا واجب اور ہر واجب عبادت تو ثابت ہو گیا کہ کبھی کبھی جھوٹ بولنا عبادت ہوتا ہے۔

شامی میں ہے: لو رای معصوما اختفی من ظالم یرید قتله او ایذائه فالکذب هنا واجب

(جلد خامس: ص ۲۷۴)

کسی بے گناہ کو دیکھا کہ وہ ایسے ظالم سے جان بچانے کے لیے چھپا ہوا ہے جو اسے قتل کرنا چاہتا ہے یا اسے ایذا دینا چاہتا ہے تو یہاں جھوٹ بولنا واجب ہے۔

دوم: اسی طرح ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن عام لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب دینے جائیں گے اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام اللہ تعالی سے حساب لینے جائیں گے۔ ایک بہت مشہور، معتمد مستند محقق مفتی صاحب سے سوال ہوا تو انہوں نے حکم فرمایا کہ اس کا قائل کافر ہے۔ پھر یہی سوال میرے یہاں پیش ہوا میں نے جواب لکھا کہ عرف عام میں حساب لینے کا ایک معنی مزدوری لینے کا بھی آتا ہے، مزدور بولتے ہیں کہ ہم حساب لینے جا رہے ہیں، ہمارا حساب وصول ہو گیا، اس تقدیر پر کلام مذکور کا معنی یہ ہوا کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام بارگاہ خداوندی میں اپنے اعمال حسنہ کا ثواب حاصل کرنے جائیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس قسم کے قول سے احتراز کرنا چاہیے، خصوصا عوام کے سامنے۔

سوم: بریلی شریف کے قیام کے زمانہ میں ایک طالب علم نے مشقی جلسہ میں تقریر کی، اس نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ اگر وہ گناہ پسند کر لیں تو عبادت ہو جاتی ہے، اور میں یہ ذمہ داری سے بول رہا ہوں، میرے پاس اس کا ٹھوس ثبوت موجود ہے، قصد نماز چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے، مگر منزل صہبا پر مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر قضا کی لیکن جب حضور نے اس کو پسند فرما لیا تو یہ عبادت ہو گئی۔ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی گناہ پسند فرمالیں وہ عبادت ہو جائے گی۔ اس پر کچھ طلبہ نے واہ واہ کی مگر کچھ طلبہ کو یہ بات کھٹکی، انہوں نے اور لوگوں کی طرف رجوع کیا مگر معاملہ صاف نہیں ہوا، حضور مفتی

اعظم ہند قدس سرہ تشریف فرمانہیں تھے،اخیر میں معاملہ میرے یہاں پیش ہوا، میں نے جواب تحریر کیا کہ یہ کہنا کہ حضور اقدس ﷺ گناہ پسند فرمالیں کلمہ کفر ہے، مفتی کو دھوکہ لگا منزل صہباپر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پر نماز قربان کرنا گناہ نہیں تھا، بات یہ ہے کہ جب بیک وقت دو فرض عائد ہوں تو حکم یہ ہے کہ ان میں جو اہم ہو اس کو ترجیح دی جائے گی منزل صہبا میں امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر بیک وقت دو فرض عائد تھے۔(۱) اطاعت رسول(۲) ادائیگی نماز ان دونوں میں اطاعت رسول اہم تھا،اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ترجیح دی،اس وقت نماز عصر چھوڑنا گناہ نہیں تھا، بلکہ بیک وقت عائد ہونے والے دو فرائض میں سے ایک کو اختیار کرنا تھااور یہ گناہ نہیں بلکہ اگراس کا برعکس کرتے تو گناہ ہوتا۔ بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس ﷺ نے پکارا وہ کچھ دیر کے بعد حاضر ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ نے دیر سے حاضری کا سبب پوچھا،انہوں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھااس لیے حاضری میں تاخیر ہوئی فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟

یا ایھا الذین آمنوا استجیبو اللہ وللرسول اذا دعا کم لما یحییکم.(الانفال: ۲۴ . بخاری جلد ثانی : ۶۶۹) اے ایمان والو! اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ دوسری حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی ایسا ہی وارد ہے۔ ناظریں ان تینوں واقعات کو بغور پڑھیں،اوران کی روشنی میں میرے معروضات پر غور کریں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات کفریہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ اوران کے معاصر علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوئے، ہو سکتا ہے کہ ہاں جلالت شان وذکاوت وفطانت ان حضرات کو ان کلمات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی،نہ قریب،نہ بعید۔ان حضرات کی نظر میں ان کے کلمات کفریہ صریح متعین نظر آئےاس بناپر ان حضرات نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر فرمائی۔ لیکن جب وہ کلمات مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علم میں آئے تو بمصداق فوق کل ذی علم علیم ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اسلام کا پہلو مجھ میں آیا اگرچہ وہ بعید ہو، ضعیف ہو،اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کف لسان فرمایا۔

ایسا بہت ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بڑوں بڑوں کا ذہن ایک طرف منتقل نہیں ہوتا مگران سے کم درجے کے دوسرے فرد کا ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے۔اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔ حضرت قتادہ بن دعامہ بدوسی،اجلہ

تابعین میں سے ہیں۔ خادم رسول اللہ لا اللہ سید تاانس بن مالک رضی اللہ عنہ کے خاص تلمیذ ہیں، کوفہ تشریف لائے تو ان کے پاس طالبین کی بھیڑ جمع ہوگئی، حضرت سیدناامام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ابتدائی عہد تھا، شہرت سن کر حضرت امام اعظم بھی حضرت قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے دریافت فرمایا کہ جس چیونٹی نے سیدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے لشکر کو دیکھ کر یہ کہا تھا: اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں چلی جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تم کو کچل نہ ڈالے۔ یہ چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ یہ سوال سن کر حضرت قتادہ کچھ دیر تک سوچتے رہے، پھر فرمایا: مجھے نہیں معلوم۔ آپ بتاؤ وہ چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ حضرت امام اعظم نے فرمایا مادہ تھی۔ حضرت قتادہ نے پوچھا کیسے معلوم ہوا؟ تو حضرت امام اعظم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اس کے لیے مونث کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ ارشاد ہے "**قالت نملة**".

قاضی ابن لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے اور بہت جاہ و جلال کے قاضی تھے، جب سے قضاۃ اور ججوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کے قاضیوں کے صف اول میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجلس قضا سے اٹھ کر گھر جا رہے تھے، راستے میں ایک عورت کا کسی سے جھگڑا ہو رہا تھا، عورت نے اس شخص کو یاابن الزانیین کہہ دیا، یعنی اے زانی اور زانیہ کے بیٹے۔ قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت کو پکڑ کر مجلس قضا میں لے چلو، یہ بھی واپس آئے اور مسند قضا پر بیٹھے، اور حکم دیا کہ عورت کو کھڑی کر کے قذف کی دہری سزا دی جائے، یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے مارے جائیں، جب امام اعظم کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ ابن لیلیٰ نے اس میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

۱۔ مجلس قضا سے باہر آنے کے بعد دوبارہ فوراً واپس آکر فیصلے کے لیے بیٹھے۔

۲۔ مسجد میں حد مارنے کا حکم دیا۔

۳۔ عورت کو بٹھا کر حد مارنی چاہیے، انہوں نے کھڑی کرا کے درے لگوائے۔

۴۔ ایک ہی حد لازم تھی، انہوں نے دو جاری کی۔

۵۔ ایک ساتھ لگاتار دو حدین لگوائیں، حالانکہ اگر کسی پر دو حد لازم بھی ہو تو ایک حد کے بعد ملزم کو چھوڑ دینا چاہیے، جب اس کے زخم اچھے ہو جائیں تو دوسری حد لگانی چاہیے۔

۶۔ جسے عورت نے ابن الزانیین کہا تھا، اس نے مطالبہ نہیں کیا، تو قاضی صاحب کو مقدمہ قائم کرنے کا حق نہ تھا۔

غرض کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ کسی چیز کی طرف ایک بڑے کا ذہن نہیں گیا اور دوسرے کا چلا گیا، اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ علامہ فضل حق خیر آبادی وغیرہ کا ذہن اس ضعیف اور بعید احتمال کی طرف نہیں گیا، اور مجدد اعظم اعلیٰ

حضرت قدس سرہ کا ذہن مبارک اس طرف منتقل ہوا۔ ان حضرات نے اسماعیل دہلوی کے کفریات کو کفری معنی میں متعین جانا اور اسے قطعی طور پر کافر کہا۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق میں وہ صریح متبین تھا، اس لیے کف لسان فرمایا۔ دیکھئے! مولانا عبد الحئ لکھنوی کو لے لیجیے، ان کے جامع معقول و منقول ہونے میں کسی کو کلام نہیں مگر کتنے مسائل میں ان سے صریح غلطیاں ہوئیں ہیں، مثلاً ان سے سوال ہوا کہ ''ہدایت علی'' نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایہام شرک کی وجہ سے یہ نام رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہدایت کے دو معنی ہیں، اراء ۃ الطریق، اور ایصال الی المطلوب۔ اور علی اسمائے عزوجل سے بھی ہے اور مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی اسم گرامی ہے۔

اب احتمالات چار ہوئے ہدایت سے مراد اراءۃ الطریق اور علی سے مراد باری عزاسمہ، یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب اور علی سے مراد باری عزاسمہ یہ تینوں احتمالات صحیح ہیں چوتھا احتمال یہ ہے کہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب اور علی سے مراد حضرت علی اس صورت میں سائل نے اس کو اسمائے شرکیہ میں سے شمار کیا اور لکھا کہ جو نام اسمائے شرکیہ اور غیر شرکیہ میں دائر ہو اس سے احتراز واجب ہے۔ جناب مولانا عبد الحئ صاحب نے سائل کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے حکم اس پر یہ لکھا کہ چونکہ ہدایت بھی مشترک ہے، اور لفظ علی بھی مشترک ہے، اس لیے ہدایت علی نام رکھنے میں امر ممنوع اشتباہ موجود ہے، اور ایسے نام رکھنے سے احتراز لازم جس میں امر غیر مشروع کا ایہام ہو۔ (مجموعہ فتاوی عبد الحئ جلد دوم صفحہ ۴۵-۴۶)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال ہوا کہ ہدایت علی نام رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ جواب تحریر فرمایا: ہدایت کا جواز ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلا عدم جواز کی بو نہیں۔

(۱۲) مولوی عبد الحئ صاحب لکھنوی کے اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولیٰ ٹھہرایا تھا، آخر کلام میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا، حالانکہ یہ محض غلط ہے، اس پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے انیس ایرادات فرمائے ہیں، جو احکام شریعت میں مفصل مذکور ہیں، جن میں سے دو تحریر کر دیتا ہوں۔ مولانا نے محض اپنے اس زعم پر کہ اس میں معنی شرک کا احتمال ہے، اسے ایہام شرک قرار دے کر ناجائز لکھ دیا، حالانکہ محض احتمال اور چیز ہے اور ایہام اور شے۔ دیگر محض احتمال سو سے کوئی کلمہ ناجائز نہیں ہوتا، ہاں ایہام سو ضرور عدم جواز کا باعث

فرماتے ہیں: **ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا و بعیدا ایھام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادر** درکار ہے، ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے، نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کے بھی نکل سکے۔ تلخیص میں ہے: **الایھام ان یطلق لفظ له معنیان قریب و بعید و یراد به البعید.**

ایھام یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور بعید اور معنی بعید مراد لیا جائے۔

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں: **الایھام ویقال له التخییل ایضا ان یذکر لفظ له معنیان قریب و غریب فاذا سمعه الانسان سبق الی فهمه القریب و مراد المتکلم غریب.** ایہام ہی کو تخیل بھی کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معنی ہوں، قریب اور غریب۔ جب اس کو کوئی انسان سنے تو اس کا ذہن قریب کی طرف سبقت کرے اور متکلم کی مراد معنی غریب ہو۔ مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا۔ نماز میں **و تعالیٰ جدک** تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ "جد" کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا۔ تو یہ بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر و سبقت و اقربیت درکار ہے، وہی ممنوع ہے نہ مجرد احتمال۔

دوسرا ایراد یہ فرمایا جو بہت دلچسپ ہے: سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبد اللہ میں شرک سے سوال کیا تھا، حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا تاکہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبد الحیٔ میں دو جز ہیں، اور دونوں کے دو، دو معنی، ایک عبد مقابل اللہ دوسرا مقابل آقا۔ **قال تعالیٰ: وَانْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَائِكُمْ.**

اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کرو۔ دیکھو حق سبحانہ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یوں ہی ایک حی اسم الہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے مشعر اور دوسرا من و تو و زید و عمرو سب پر صادق جس سے آیت کریمہ **تخْرِجُ الْحَی مِنَ الْمَيِّتِ** وغیرہا مظہر اب اگر عبد معنی اول اور حی معنی دوم لیجئے قطعا شرک ہے۔ وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود عبد الحیٔ ایہام شرک سے کیوں کر محفوظ۔ اس سے بھی اعتراض لازم تہابینہ ہی تقریر مولوی عبد الحیٔ صاحب کے نام میں بھی جاری ہو گی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی۔

اقول! عبد الحئ عبد الحلیم ہی کی تخصیص نہیں، مسلمانوں کے اکثر نام اسی زد پر ہیں مثلا عبد العلی عبد الحلیم، عبد الرشید، عبد السمیع عبد البصیر عبد الحفیظ، عبد العزیز عبد الرحیم عبد الکریم، عبد الرؤف وغیرہ یہ سب اسما مولانا عبد الحئ صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے موہم شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ٹھہریں گے۔ مجھے بتانا یہی ہے کہ اس کی صدہا نظیریں موجود ہیں کہ بڑوں کا ذہن ایک بات کی طرف نہیں گیا لیکن دوسرے علما کا ذہن اس طرف گیا۔ اسی طرح اسماعیل دہلوی کے کفریہ کلمات میں اس ضعیف اور بعید احتمال کی طرف اگر استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ کا ذہن نہیں گیا اور انہوں نے اپنی دانست میں ان کلمات کو کفری معنی میں متعین جانا اور قائل کو قطعی یقینی کافر کہا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ذہن مبارک کسی ضعیف بعید ایسے پہلو کی طرف منتقل ہوا جس کی بنا پر کف لسان فرمایا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی یہ کہے کہ جیسے استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت کو اسماعیل دہلوی کی کفریات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی جس کی بنا پر انہوں نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ان کلمات میں تاویل نظر آگئی جس کی بنا پر انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں کف لسان کیا۔ اسی طرح اس کا امکان ہے کہ اساطین دیوبند کے کلمات کفریہ میں آئندہ کسی صاحب کو کوئی تاویل سمجھ میں آجائے جس کی بنا پر وہ کف لسان کرے، اس پر دو گزارش ہے۔

اول: محض اس احتمال پر کہ شاید آئندہ کسی صاحب کو ان میں کوئی تاویل سمجھ میں آجائے قائل کو کافر نہ کہنا کسی طرح جائز نہیں ورنہ وہی خرابی لازم آئے گی کہ پھر کسی کلمہ کفر کے بکنے والے کو کافر کہنا درست نہ ہوگا۔ اب نہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست ہوگا، نہ چکڑالویوں کو۔ اس لیے کہ سب کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ شاید آئندہ ان کے کفریات کی کوئی تاویل نکل آئے۔ بنائے کار اس پر ہے کہ جس مفتی کے سامنے مسئلہ پیش ہے اسے از خود یا کسی کے بتانے سے اس کلمہ میں کوئی تاویل ملی یا نہیں۔ اگر نہیں ملی تو اس پر فرض ہے کہ قائل کو کافر ہونے کا فتوی دے۔ اس کو ہم پر کہ شاید آئندہ کوئی صاحب تاویل نکال دیں تغیر سے کف لسان کرنا خدا نا ترسوں کو کفریات بکنے پر جری کرتا ہے۔

دوم : دوسری خاص بات یہ ہے علمائے دیوبند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا اگر انہوں نے اپنی عبارتوں کی توجیہ میں کچھ کہا نہ ہوتا۔ ان سب نے اپنی اپنی عبارتوں کی توجیہیں کی ہیں جن میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا

ان عبارتوں سے کوئی لگاؤ نہیں، اور خود ان کی تشریحات کی معارض ہیں یا پھر وہ توجیہات کفر ہی ہیں جس کی نظیر حفظ الایمان کی عبارت کی توجیہ میں گزری۔

پہلی کی مثال تحذیر الناس کی عبارت میں یہ کہنا ہے کہ نانوتوی صاحب کی مراد یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخر نبی نہیں بلکہ آخری نبی اور خاتم بالذات دونوں کے ہیں۔ یہ توجیہ خود تحذیر الناس صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۷ کی عبارتیں رد کر رہی ہیں جن میں صاف صاف لکھا ہوا ہے بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔(صفحہ ۲۷)

یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں یا بعد میں کسی نبی کا پیدا ہونا آخری نبی ہونے کے منافی ہے۔اب اگر خاتم النبیین کا معنی نانوتوی صاحب کے نزدیک آخری نبی ہوتا بھی ہوتا تو وہ کیسے لکھتے کہ پھر بھی آپ کا خاتم ہوتا بدستور باقی رہتا ہے، اور اس سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۷ کی یہ دونوں عبارتیں کہ نانوتوی صاحب حضور اقدس ے کو آخر الانبیاء نہیں مانتے اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبیین تسلیم نہیں کرتے۔اس لیے مذکورہ بالا توجیہ خو نانوتوی صاحب کی تصریح سے باطل ہے۔

توضیح مزید:

جو کلام کئی معنی کا احتمال رکھتا ہو بعض کفر ہو، اور بعض کفر نہ ہو، ایسے کلام کا کہنے والا اس وقت کفر سے بچے گا جب کہ وہ بتائے کہ میری مراد وہ معنی ہے جو کفر نہیں اور اس معنی کا اس کلام میں احتمال بھی ہو یعنی اس کلام کا وہ معنی صیح ہو اور اگر قائل نے اپنی مراد ایسے معنی کو بتایا جو خود کفر ہو یا اس معنی کی گنجائش اس کلام میں قطعا نہ ہو تو قائل یقین حتما کافر ہے کسی دوسرے کی تاویل صیح اس کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔

درمختار وغیرہ میں ہے:

اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لو نیته ذالک فمسلم و الا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه

جب مسئلے میں چند وجوہ نہیں ہوں تو مفتی پر واجب ہے کہ اس معنی پر حکم لگائے جو کفر نہیں اب اگر قائل کی مراد وہی معنی ہے، تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی کا اس معنی پر عمل کرنا قائل کو نفع نہ دے گا۔

اس قسم کا واقعہ مجھ پر گزر چکا ہے، ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا قرآن مجید اللہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اس پر ایک عالم نے انہیں ٹوکا انہوں نے کہا: قرآن اگر اللہ کی بنائی ہوئی کتاب نہیں تو کس کی بنائی ہوئی ہے؟ ان عالم نے فرمایا: کسی کی بنائی ہوئی نہیں۔ عقائد میں تصریح ہے۔ "القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" معالم حضرت مفتی اعظم ہند رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے مقرر صاحب سے فرمایا کہ آپ کو توبہ کرنی چاہیے، انہوں نے توبہ کر لیا۔ پھر سال دو سال کے بعد مقرر صاحب نے فرمایا کہ میری مراد کلام لفظی تھی۔ اس پر ایک مفتی صاحب نے مقرر صاحب سے کہا: اگر واقعی آپ کی مراد یہ تھی تو جب حضرت مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ علیہ نے آپ کو توبہ کرنے کا حکم دیا تھا، اس وقت آپ بتاتے اس وقت آپ نے نہیں بتایا اور چپ چاپ توبہ کر لیا تو ثابت ہو گیا کہ آپ کی مراد یہ نہیں تھی، بعد میں آپ نے سوچ کر نکالا ہے، اس لیے یہ مفید نہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ اب جب کہ ان کفری عبارتوں کے قائلین نے ان عبارتوں کی جو توجیھات و تاویلات کیں اور وہ ان عبارتوں کے منافی و معارض ہیں، ان کا ان عبارتوں سے کوئی تعلق نہیں، خود انہیں کتابوں کی دوسری عبارتیں اسے رد کر رہی ہیں، لہذا وہ تاویلات کفری معنی میں متعین ہیں۔

تو اب جب کہ ان کو جہاں جانا تھا جا چکے، اب کسی کا ان عبارتوں کی کوئی تاویل صحیح نکالنا ان کو مفید نہیں ہو سکتا۔ ان کو مفید اس وقت ہوتا جب یہ ثابت ہوتا کہ ان کی نیت یہ معنی صحیح تھی لیکن انہوں نے اپنی مراد یہ معنی نہیں بتایا بلکہ ان عبارتوں سے متعلق ان ملی بے جوڑ باتیں لکھیں اور کہیں اس لیے وہ کفر سے نہیں بچ سکتے۔

یہ اخیر کی گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ ان کفری عبارتوں کی کوئی صحیح تاویل کوئی صاحب نکال سکیں مگر ہمیں یقین ہے کہ قیامت تک کوئی صاحب ان عبارتوں کی کوئی ضعیف سے ضعیف، بعید سے بعید ایسی تاویل نہیں نکال سکتے جو ان کو کفر سے بچا سکے۔

(مقالات شارح بخاری جلد دوم، باب مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر کا مسئلہ، س: ۷۶تا۹۷)

گستاخ رسول ﷺ کے متعلق علمائے اُمّت کا متفقہ فیصلہ

از: فخر المتاخرین العالم الفاضل الشیخ السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنت وجماعت گستاخِ رسول ﷺ کے بارے میں کہ کیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ واجب القتل ہے یا نہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یَلِیْقُ بِجَنَابِہِ الْاَعْلٰی اَلَّذِیْ اَوْجَبَ عَلَیْنَا تَوْقِیْرَ الْمُصْطَفٰی ﷺ۔ بِقَوْلِہِ الْاَسْنٰی {وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً} وَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ فِیْ آیَۃِ الْاُخْرٰی۔ {اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً} وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِکَ قَوْلاً بَلِیْغاً۔ {مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِلُوْا تَقْتِیْلاً} {سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً} وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَعَلَ جَزَآءَ سَبِّہٖ وَشَتْمِہٖ قَتْلاً۔ بِدُوْنِ الْاِسْتِتَابَۃِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَصْلاً۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُتَاَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِ الْمُجْتَبٰی ﷺ۔ فَھَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْفَتْوٰی۔ مُتَوَکِّلاً عَلٰی رَبِّ الْمُرْتَضٰی ﷺ۔ وَمِنْہُ التَّوْفِیْقُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب: آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا بالاتفاق علمائے اُمّت کے نزدیک کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں۔ بایں معنیٰ کہ وہ قتل سے بچ جائے اور گستاخیٔ رسول ﷺ کی وجہ سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس کے متعلق کثیر دلائل موجود ہیں مگر ہم اختصار کے پیشِ نظر چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

قرآن عظیم الشان سے دلائل

آیت ۱: وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (التوبۃ: ٦١)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت۲: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت۳: مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلاً۔ سُنَّۃَ اللہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللہِ تَبْدِیْلاً۔ (الاحزاب: ۶۲، ۶۱)

ترجمہ: پھٹکارے ہوئے، جہاں کہیں ملیں، پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے، اور تم اللہ کا دستور ہر گز بدلتا نہ پاؤ گے۔

رسولِ اکرم ﷺ یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی سے ارتداد لازم آتا ہے۔ اور وہ شخص واجب القتل ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر فرضِ عین ہے۔ اور اس کے برخلاف وبرعکس آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے، خواہ صراحتًا ہو یا اشارتًا، انسان کافرو مرتد ہو جاتا ہے۔

چنانچہ سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ نبوّت کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

آیت۴: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوْا اللہَ اِنَّ اللہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (الحجرات: آیۃ ۱، پ ۲۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بےشک اللہ سنتا جانتا ہے۔“

اس کے بعد فرمایا کہ جو رسولِ پاک ﷺ کی بے ادبی کرے گا اس کی تمام نیکیاں اور عبادتیں برباد اور اکارت ہو جائیں گی۔

آیت ۵: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات: ۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چِلاّ کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلاّتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“

قَالَ الْعَلَامَةُ الشَّامِی علیہ الرحمۃ فَهٰذِهِ الْاٰیَاتِ تَدُلُّ عَلٰی کُفْرِهٖ وَ قَتْلِهٖ۔ [2]

”یہ آیات مبارکہ گستاخِ رسول کے کفر اور قتل کے بارے میں ہیں۔“ یعنی گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قتل کئے جائیں۔

بیہقی الوقت علم الھدی مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الپانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت **اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا** کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

من اذی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطعن فی شخصہٖ اَو دینہٖ او نسبہٖ اَو صفۃٍ مِن صفاتہٖ اَو بوجہ من وجوہ الشّین فیہ صراحۃً اَو کنایۃً اَو تعْرِیضًا اَوْ اشارۃً کفر و لعنہ اللّٰہ فی الدنیا و الاٰخرۃ و اعدّ لہ عذاب جھنّم۔ [3]

ترجمہ: جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایذاء دی وہ طعن آپ کی شخصیت میں ہو یا دین، نسب، کسی صفت میں یا برائیوں میں سے کسی برائی کے ساتھ صراحۃً ہو یا کنایہ سے یا اشارہ و تعریض سے، تو وہ کافر ہو گیا اور اس پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے۔

گستاخِ رسول واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں: قاضی صاحب اسی مذکورہ آیت کے تحت نیز فرماتے ہیں کہ کیا گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ قبول ہے؟

اس کے جواب میں فرماتے ہیں: **قال ابن ھمام کل من ابغض رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقلبہٖ کان مرتدا فالسباب بالطریق الاولیٰ ویقتل عندنا حدًا فلاتقبل توبتہ فی اسقاط القتل قالوا ھٰذا مذھب اھل الکوفۃ و مالک و نقل عن ابی بکر الصدیق۔**

---

[2] (مجموعہ رسائل ج ۱ ص-۳۱۶)

[3] (مظہری ج ۷ ص ۳۸۳، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: ”شیخ ابن ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو دلی طور پر رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے، تو گالی اور اہانت سے تو بطریق اولی مرتد ہو جائے گا۔ ہمارے نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اگر توبہ بھی کرے تو وہ توبہ کی وجہ سے قتل سے نہ بچ سکے گا، یہ اہل کوفہ (احنافؒ) اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور یہی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔“[4]

حضور ﷺ کو ثالث تسلیم نہ کرنے والا کافرو مرتد ہے

جو شخص مسلمان ہونے کا مدعی ہونے کے باوجود نبی اکرم ﷺ کو برضا رغبت ثالث نہ مانے قرآن مجید کو رو سے کافر ہے، چنانچہ ایک یہودی اور ایک بظاہر کلمہ گو ایک مقدمہ لے کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا تو بظاہر کلمہ گو نے کہا یہ مجھے منظور نہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔ لہٰذا دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے آپ نے آنے کی وجہ دریافت کی اس نے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ سن کر فرمایا یہیں ٹھہرو اور خود اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے کہ تلوار ان کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آتے ہی اس شخص کا سر اڑا دیا جس نے حضور ﷺ کا فیصلہ قبول نہیں کیا تھا۔

تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:٦٥)

---

[4] (مظہری ج ۷ ص ۳۸۲، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: ”(اے پیارے) تیرے رب کی قسم کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپ ﷺ کو اپنے تمام اختلافات میں اپنا حاکم تسلیم نہ کرلے پھر آپ ﷺ کے فیصلہ پر دل میں کسی قسم کی تنگی بھی محسوس نہ کرے اور خوب اچھی طرح تسلیم نہ کرلے۔“[5]

”الصارم المسلول“ میں ابن تیمیہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ”میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کر دے۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر تصدیق فرما دی کہ وہ واقعی مؤمن نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے قتل کے الزام سے بری کر دیا۔

اس آیتِ مبارکہ کے مذکورہ بالا شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کلمہ گو کو قتل کرنا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ واجب القتل ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس آیت کو نازل فرمانے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرمانے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی رو سے بھی واجب القتل ہے۔ آیئے قرآن پاک میں مذکورہ بالا آیت سے قبل کی چند آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

گستاخِ رسول ﷺ کا قتل مباح ہے:

اس واقعہ کے بعد اس مقتول کے ورثاء حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا} اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا۔(النساء:۶۳،۶۲)

---

[5] (تفسیر مظہری ج۲ ص ۱۵۴، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: ''کیسی ہو گی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلا اس کا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب آپ کے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا۔ ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو آپ ان سے چشم پوشی فرمائیں اور انہیں سمجھادیں اور ان کے معاملہ میں ان سے قولِ بلیغ کے ساتھ نصیحت فرمائیں۔''

اس آیت میں ''فاعرض عنهم'' کے الفاظ سے مفسرین نے یہی مراد لیا ہے کہ آپ ﷺ ان کے مطالبہ قصاص کو مسترد کریں کیونکہ وہ شخص قتل کا ہی مستحق تھا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اسی جملہ کے تحت فرماتے ہیں:

اَیْ عَنْ قَبُولِ اِعْتِذَارِهِمْ اَوْ عَنْ اِجَابَتِهِمْ فِی مُطَالَبَتِهِ دَمُّ الْمَقْتُوْلِ فَاِنَّ دَمَّهُ هدرٌ۔ [6]

ترجمہ: آپ ﷺ ان کے عذر اور قصاص اور مطالبہ کو ہرگز قبول نہ کیجئے کیونکہ وہ شخص مباح الدم ہونے کی بناء پر قصاص لیئے جانے کے قابل ہی نہیں۔

چھٹی صدی کے امام مجتہد برھان الدین محمود بن صدر السعید حنفی صاحب محیط کا فتویٰ:

''وَفِی الْمُحِیْطِ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ اِهَانَهُ اَوْ عَابَهُ فِی اُمُوْرِ دِیْنِهِ اَوْ فِی شَخْصِهِ اَوْ فِی وَصْفِ ذَاتِهِ سَوَاءٌ کَانَ الشَّاتِمُ مِنْ اُمَّتِهِ اَوْ غَیْرِهَا سَوَاءٌ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اَوْ غَیْرِهِ ذِمِّیًا کَانَ اَوْ حَرْبِیًّا سَوَاءٌ کَانَ الشَّتْمُ اَوِ الْاِهَانَةُ اَوِ الْعَیْبُ صَادِرًا عَنْهُ عَمَدًا اَو سَهْوًا اَو غَفْلَةً اَوْ جِدًّا اَوْ هَزْلاً فَقَدْ کَفَرَ خُلُوْدًا بِحَیْثُ اِنْ تَابَ لَمْ یُقْبَلْ تَوبَتُهُ اَبَدًا لَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدَ النَّاسِ وَحُکْمُهُ فِی الشَّرِیعَةِ الْمُطَهَّرَةِ عِنْدَ الْمُتَاَخِّرِینَ الْمُجْتَهِدِینَ اِجمَاعًا وَعِندَ اَکثَرِ الْمُتَقَدِّمِینَ الْقَتْلُ قَطعًا وَلَا یُدَاهِنُ السُّلْطَانُ وَنَائِبُهُ فِی حُکمِ قَتلِهٖ''۔ (خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر ج ۴ ص ۳۸۶، البرهان الجلی فی بیان حکم شاتم النبی ﷺ : ص: ۴، سیف النبی ﷺ علی ساب النبی ﷺ: ص: ۳)

یعنی محیط میں ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی توہین (بے ادبی کی یا آپ کے امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور ﷺ کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب

---

[6] (مظہری ج ۲ ص ۱۵۷،۱۵۶)

نکلا عام ازیں کہ گالی دینے والا آپ ﷺ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطورِ سہو یا بطور غفلت یا کھری کلام میں یا مذاقیہ میں (بہر صورت) تحقیق وابدی اور دائمی کافر ہو گیا اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ عند اللہ قبول نہیں ہو گی اور نہ ہی عند الناس قبول ہو گی۔ شریعت مطہرہ میں متأخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعًا اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقینًا قتل کرنا ہے۔ بادشاہ یا اس کا نائب اس کے حکمِ قتل میں دخل اندازی نہ کرے، یعنی سستی نہ کرے۔

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ توہین کی یہ سزا صرف کافر کے لئے نہیں، بلکہ اگر کوئی مسلمان بھی اس کا ارتکاب کرے تو وہ مرتد و ملعون ہے اور اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اگر کسی حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی گستاخ کو معاف فرمادیا تو ہم اس پر کسی صدر یا وزیرِ اعظم کو قیاس نہیں کر سکتے۔ یہ آپ ﷺ کا حق تھا، کسی اور کو یہ سزا معاف کرنے کی اجازت نہیں۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کبھی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ انہوں نے کسی گستاخ کو معاف کیا ہو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اَجْمَعَتْ اُمَّۃٌ عَلٰی قَتْلِ مُتَنَقِّصِہٖ مِنَ الْمُسلِمِینَ وَ سَابِّہٖ۔[7]

نیز امام قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ عَابَہٗ اَوِ الْحَقِّ بِہٖ نُقْصًا فِی نَفْسِہٖ اَوْ نَسْبِہٖ اَوْ دِیْنَہٖ اَو خَصْلَۃٍ مِن خِصَالِہٖ اَو عَرَّضَ بِہٖ اَو شَبَّھَہٗ بِشَیْئٍ عَلٰی طَرِیقِ السَّبِّ لَہٗ اَوِ الْاَزْرَائِ عَلَیہِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَاْنِہٖ اَوِ الْغَضَ مِنْہُ وَ الْعَیْبِ لَہٗ فَھُوَ سَابٌّ لَہٗ وَ الْحُکمُ فِیہِ حُکمُ السَّابِّ یُقْتَلُ۔۔۔ تَصْرِیْحًا کَانَ اَوْ تَلْوِیحًا وَ کَذٰلِکَ مَنْ لَعَنَہٗ اَوْ دَعَا عَلَیہِ اَو تَمَنّٰی مُضِرَّۃً لَہٗ اَو نَسَبَ اِلَیہِ مَا یَلِیقُ بِمَنصَبِہٖ عَلٰی طَرِیقِ الذَّمِّ اَو عَبَثَ فِی جِھَتِہِ الْعَزِیْزِیَّۃِ بِسَخَفٍ

---

[7] (شفا شریف، ج۲، ص۲۰۴ قسم رابع، نسیم الریاض، شرح شفاء لعلی القاری الصارم المسلول، ص۳)

مِنَ الْکَلَامِ وَھَجرٍ وَمُنْکَرٍ مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَیَّرَہٗ بِشَیئٍ مِمَّا جَرٰی مِنَ الْبَلَآءِ وَالْمَحْنَۃِ عَلَیْہِ اَو غَمَصَہٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّۃِ الْجَائِزَۃِ عَلَیہِ الْمَعْھُوْدَۃِ لَدَیہِ وَھٰذَا کُلُّہٗ اِجمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَآئِ وَاَئِمَّۃِ الْفَتوٰی مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَۃِ رِضْوَانُ اللہ عَلَیہِم اِلٰی ھَلُمَّ جَرَّا۔

ترجمہ: یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے نبی ﷺ کو گالی دی، یا آپ کو عیب لگایا (عیب نکالنا سب سے عام ہے، بے شک وہ کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ہے تحقیق اس نے حضور ﷺ کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی حالانکہ یہ گالی نہیں) یا آپ ﷺ کی ذات میں یا آپ ﷺ کی صفات میں یا آپ ﷺ کے نسب میں یا آپ ﷺ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ ﷺ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں نقص لاحق کیا۔ ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سبّ آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ ﷺ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ ﷺ کی قدر و منزلت وشان میں تحقیر و تصغیر و کمی کی یا آپ ﷺ کی اقل تنقیص کی، نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی ساب (گالی دینے والا) ہے اور اس پر بھی ساب کا حکم جاری ہو گا، وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کی شان میں سب بکنا صراحۃً ہو یا اشارۃً (بہر صورت قائل کو قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ ﷺ پر لعنت کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذ اللہ العیاذ باللہ نعوذ باللہ الف الف الف مرۃ) یا آپ ﷺ پر بد دعا کرے (معاذ اللہ العیاذ باللہ الف الف الف مرۃ) یا آپ ﷺ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ ﷺ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا رذیل کلام اور قبیح و منکر و جھوٹے قول سے آپ ﷺ کی متعلقہ چیز سے عبث (کھیل کود، مذاق) کرے، یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے آپ پر عیب لگائے جو آزمائشوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں، جیسے فقر اختیاری ہو اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا، وغیرہما) یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ ﷺ کی تحقیر و تنقیص کرے۔ اس سب کے سب پر یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب پر کفر و قتل کے

فتویٰ پر تمام علما مفسرین و محدثین اور ائمہ فتویٰ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اس وقت تک سب کا اجماع و اتفاق ہے۔"[8]

نیز قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ خِلَافًا فِیْ اِستَبَاحَۃِ دَمِہٖ بَینَ عُلَمَاءِ الْاَمصَارِ وَ سَلَفِ الْاُمَّۃِ وَ قَدْ ذَکَرَ غَیْرُ وَاحِدِ الْاِجْمَاعُ عَلٰی قَتْلِہٖ وَ تَکفِیرِہٖ۔[9]

"یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں۔ اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل و تکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔"

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِیْ کِتَابِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَصْحَابُ مَالِکٍ اَنَّہُ قَالَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ وَ غَیْرِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِنْ مُسلِمٍ اَو کَافِرٍ قُتِلَ وَ لَمْ یُسْتَتَبْ۔[10]

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس مسلمان یا کافر نے نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی نبی کو (نعوذ باللہ) گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔

امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث نے فرمایا:

اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ (اَیْ عُلَمَآءُ الْاَمْصَارِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَمْصَارِ (ق) عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ وَ الْمُتَنَقِّصُ لَہٗ کَافِرٌ وَ الْوَعِیدُ جَآءَ عَلَیہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ لَہٗ وَ حُکْمُہٗ عِندَ الْاُمَّۃِ الْقَتْلُ وَ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ کَفَرَ (لِاَنَّ الرِّضٰی بِالْکُفْرِ کُفْرٌ)۔

---

[8] (شفا شریف ج ۲ ص ۷-۲۰۶، طبع قدیم۔ الصارم المسلول ص ۵۲۵، مطبوعہ بیروت)

[9] (شفا شریف، ج ۲ ص ۲۰۷)

[10] (الشفا، ج ۲، ص ۲۱۶)

ترجمہ: "سب علماء کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا، آپ ﷺ کی تنقیص (بے ادبی کرنے والا) کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے (یعنی اسے قتل کر دو) اور جو اس (گستاخِ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا (کیونکہ کفر پہ رضا بھی کفر ہے)۔"

اسی طرح ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں:

وفی المحیط اذا سکت القوم عن المذکر و جلسوا عنده بعد تکلمه بالکفر کفروا۔

یعنی محیط میں مذکور ہے کہ جب کوئی واعظ اپنے وعظ میں کلمہ کفریہ پر تکلم کرے اور لوگ پھر بھی اس کے ساتھ بیٹھے رہیں تو وہ لوگ بھی کافر ہو جائیں گے۔ [11]

حدیقیہ میں ہے:

کما فی حدیقیه و الرضاء بکفر نفسه فانه کفر مطلقًا و الرضاء بکفر غیره مطلقًا عند البعض ای بعض العلماء قال فی شرح الدرر و رضا بکفر نفسه کفر بالاتفاق و ام الرضاء بکفر غیره فقد اختلفوا فیه۔ [12]

حضرت الشیخ الکل بیہقی الوقت عالم الھدی مولانا قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الفانی فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

وَفِیْ الْفَتَاوٰی مِنْ مَذْهَبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ یُقْتَلُ وَ لَا یُقْبَلُ تَوْبَتُهُ سَوَاءٌ کَانَ مُؤْمِناً اَوْ کَافِرًا وَ بِهٰذَا یُظْهِرُ اَنَّهُ یَنْتَقِضُ عَهْدُهُ وَیُؤَیِّدُهُ مَا رَوٰی اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لَهُ سَمِعْتُ رَاهِبًا سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ لَوْ سَمِعْتُهُ لَقَتَلْتُهُ اِنَّا لَمْ نُعْطِهِمِ الْعُهُوْدَ عَلٰی هٰذَا۔

ترجمہ: مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں، برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو، اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا

---

[11] (شرح فقہ اکبر ص ۱۶۵)

[12] (حدیقیہ ج ا ص ۴۴۹)

عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی ہیں کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب سے سنا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو گالی دیتا تھا، تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا، ہم نے ان ذمیوں کو اس بات پر عہد و امان نہیں عطا کی کہ وہ سب بکتے رہیں۔[13]

قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ قُتِلَ وَلَمْ يُسْتَتَبْ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ اَوْ شَتَمَهُ اَوْ عَابَهُ اَوْ تَنَقَّصَهُ فَاِنَّهُ يُقْتَلُ كَالزِّنْدِيقِ وَقَدْ فَرَضَ اللهُ تَوْقِيرَهُ ﷺ۔

ترجمہ: ابن القاسم امام مالک رحمہ اللہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور ﷺ کو گالی بکی وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نامقبول ہو گی۔ ابن قاسم نے فرمایا حضور ﷺ کو گالی دی، یا عیب لگایا، یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا، زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔"

امام اہلسنت اعلیٰحضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری ثم بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہید الایمان مع حسام الحرمین ص۲۸ میں لکھتے ہیں:

وَالْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّهُ يُقْتَلُ حَدًّا لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا (وَلَوْ سَبَّ اللهَ تَعَالٰى قُبِلَتْ لِاَنَّهُ حَقُّ اللهِ تَعَالٰى وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا يَزَالُ بِالتَّوْبَةِ) وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهٖ وَكُفْرِهٖ كَفَرَ۔

یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہر گز ہر گز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو سب کی توبہ مقبول ہے اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلے حق عبد مقدس کا حق ہے، وہ توبہ سے زائل نہ ہو گا اور جو کوئی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

امام ابن منذر فرماتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا عَلٰى اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ اَنَّ لَهُ الْقَتْلُ۔

---

13 (تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۱۹۱، فتح القدیر جلد ۴ ص ۳۸۱)

ترجمہ: تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالی دی اس کی سزا قتل ہے۔

وَقَالَ الْخَطَابِیُّ: لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسلِمِینَ اِخْتَلَفَ فِیْ وُجُوبِ قَتْلِہٖ۔

ترجمہ: امام خطابی علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے شاتم رسول ﷺ کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔[14]

رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین المعروف بالشامی، ج۳، ص۳۲۱، میں لکھا ہے:

وَالْحَاصِلُ اَنَّہُ لَا شَکَّ وَلَا شُبْھَۃَ فِیْ کُفْرِ شَاتِمِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِیْ اِسْتِبَاحَۃِ قَتْلِہٖ۔ وَھُوَ الْمَنْقُوْلُ عَنِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ۔

ترجمہ: اور خلاصہ یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کے کفر اور اس کے مباح الدم ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم حنفی (اپنی کتاب الاشباہ والنظائر کتاب السیر، باب الردۃ ص۱۷۵ میں) فرماتے ہیں:

لَا تَصِحُّ رَدَّۃُ السُّکْرَانِ اِلَّا الرِّدَّۃَ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ فَاِنَّہُ یُقْتَلُ وَلَا یَعْفِیْ عَنْہُ کَذَا فِی الْبَزَّازِیَّۃِ۔

ترجمہ: نشے والے کی ردّت صحیح نہیں مگر جو ردّت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے کے سبب سے واقع ہو تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے درگزر نہیں کی جائے گی۔

معلوم ہوا کہ ساب و شاتم رسول ﷺ کسی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا۔ عام مرتد اور شاتم رسول کے بارے میں لکھتے ہیں:

کُلُّ کَافِرٍ تَابَ فَتَوْبَتُہٗ مَقْبُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا جَمَاعَۃَ الْکَافِرِ بِسَبِّ نَبِیٍّ وَسَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَبِسَبِّ الشَّیْخَیْنِ اَوْ اَحَدِھِمَا وَبِالسِّحْرِ وَلَوْ اِمْرَاَۃً وَبِالزِّنْدَقَۃِ اِذَا اُخِذَ قَبْلَ تَوْبَتِہٖ۔

---

[14] (شفا شریف ج۲ ص۲۰۸، الصارم المسلول ص۴، فتح القدیر ج۴ ص۴۰۷)

ترجمہ: ہر کافر جس نے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول ہے دنیا اور آخرت میں مگر ایک جماعت جو حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء (علیہم السلام) اور شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) یا دونوں میں سے ایک کو گالیاں دینے کے سبب کافر ہو گیا ہو یا جادو گر گو عورت ہو اور زندقہ کی وجہ سے کافر ہو گیا ہو توبہ کرنے سے پہلے پکڑے جائیں، تو قتل کئے جائیں۔

الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِيْ تَنْقِيْحِ فَتَاوىٰ حَامِدِيَّه بَابُ حُكْمِ الرَّوَافِضِ وَسَبِّ الشَّيْخَيْنِ میں لکھا ھے: اَمَّا سَبُّ الشَّيْخَيْن رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاِنَّهُ كَسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَ قَالَ الصَّدْرُ الشَّهِيْدُ مَنْ سَبَّ الشَّيْخَيْنِ اَوْ لَعَنَهُمَا يُكْفَرُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ وَاِسْلَامُهُ۔

یعنی شیخین کو گالیاں دینا ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ کو گالیاں دینا ہے۔

صدر الشہید نے فرمایا: جس نے حضرات شیخین کو گالی دی یا ان پر لعنت کی وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی توبہ اور اسلام قبول نہیں کیا جائے گا۔ [15]

فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے:

كُلُّ مُسْلِمٍ اِرْتَدَّ فَتَوْبَتُهُ مَقْبُوْلَةٌ اِلَّا الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ اَوِ الشَّيْخَيْنِ اَوْ اَحَدِهِمَا۔

یعنی ہر وہ مسلمان جو مرتد ہو گیا اس کی توبہ قبول ہے مگر وہ کافر جس نے کسی نبی یا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی۔ [16]

در مختار میں ہے:

مَنْ سَبَّ الشَّيْخَيْنِ اَوْ طَعَنَ فِيْهِمَا كُفِرَ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ۔

ترجمہ: جس نے حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی یا ان پر طعن کیا تو وہ کافر ہے، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ [17]

---

[15] (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

[16] (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

[17] (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

وَ کُلُّ مُسلِمٍ اِرْتَدَّ فَاِنَّہٗ یُقْتَلُ اِنْ لَمْ یَتُبْ۔

ہر وہ مسلمان جو مرتد ہوا تو بے شک وہ قتل کیا جائے گا، اگر توبہ نہ کی۔

یہ عام مرتد کی سزا اور شرطِ توبہ کا بیان ہے اور پہلے بیان کر دیا کہ جو ارتداد نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دینے سے واقع ہو گا اس کی سزا، سزائے موت ہے۔[18]

وَاِذَا مَاتَ رَدَّتُہٗ لَمْ یُدْفَنْ فِیْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ لَا اَھْلِ مِلَّۃٍ وَّاِنَّمَا یُلْقٰی فِیْ حُفْرَۃٍ کَالْکَلْبِ، وَ الْمُرْتَدُّ اَقْبَحُ کُفْرًا مِنَ الْکَافِرِ الْاَصْلِیِّ، وَاِذَا شَھِدُوْا عَلٰی مُسْلِمٍ بِالرِّدَّۃِ وَھُوَ مُنْکِرٌ لَا یَتَعَرَّضُ لَہٗ لَا لِتَکْذِیْبِ الشُّھُوْدِ الْعُدُوْلِ بَلْ لِاَنَّ اِنْکَارَہٗ تَوْبَۃٌ وَّرُجُوْعٌ فَتَثْبُتُ الْاَحْکَامُ الَّتِیْ لِلْمُرْتَدِّ لَوْتَابَ مِنْ حَبْطِ الْاَعْمَالِ وَبَیْنُوْنَۃِ الزَّوْجَۃِ وَقَوْلُہٗ لَا یَتَعَرَّضُ لَہٗ اِنَّمَا ھُوَ فِیْ مُرْتَدٍّ تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ فِی الدُّنْیَا لَا الرِّدَّۃَ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ اھ اَلْاَوْلٰی تَنْکِیْرُ النَّبِیِّ کَمَا عُبِّرَ بِہٖ فِیْمَا سَبَقَ اھ مُلَخَّصاً غَمْزُ الْعُیُوْنِ۔[19]

ترجمہ: اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے، وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے۔ مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہانِ عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فلاں فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا انکار اس کفر سے توبہ ورجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہو گا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا، اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور جورو نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی، مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی توبہ قبول نہیں۔ اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں مقبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی

---

[18] (الاشباہ والنظائر، ص۱۷۵)

[19] (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴ص ۳۰۲)

معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوۃ والسلام، اولی یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیسا کہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے اھ ملخصاً غمز العیون۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق باب احکام المرتدین میں علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

ردت کا حکم یہ ہے کہ مرتد یا تو توبہ کر لے یا پھر قتل کر دیا جائے اور کچھ مسائل ارتداد کے اس حکمِ ارتداد سے خارج ہیں۔

وَيُسْتَثْنٰى مِنْهُ مَسَائِلُ (اس حکم سے کچھ مسائل خارج ہیں):

۱۔اَلْاَوْلٰى الرِّدَّةُ بِسَبِّهٖ ﷺ قَالَ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ كُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَلْبِهٖ كَانَ مُرْتَدًا فَالسَّابُّ بِطَرِيْقٍ اَوْلٰى ثُمَّ يُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا فَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ فِيْ اِسْقَاطِهِ الْقَتْلِ قَالَ هٰذَا مَذْهَبُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَمَالِكٌ وَنُقِلَ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: پہلا مسئلہ: وہ ردّت جو نبی ﷺ کو گالیاں دینے کے ذریعے ہو، فتح القدیر میں فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ پر دل سے غضب وغصہ کیا وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ تو گالیاں دینے والا بدرجہ اولی مرتد ہے، پھر ہمارے نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا، اس کی توبہ اس کے قتل کو ساقط کرنے میں قبول نہیں کی جائے گی۔ یہی اہل کوفہ کا مذہب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہی مذہب منقول ہے۔

معلوم ہوا کہ شاتم رسول کی ایسی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی جس سے اس کی سزائے موت بطور حد کے ساقط ہو جائے۔

صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ اَنَّ الَّذِیْ يُقْتَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ هُوَ الْمُنَافِقُ۔

ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ جس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے وہ منافق ہے۔

۲۔اَلرِّدَّةُ بِسَبِّ الشَّيْخَيْنِ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ترجمہ: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شیخین ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیا دینا بھی قتل کو واجب کر دیتا ہے۔

۳۔ لَاتُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِیْقِ فِیْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَهُوَ مَنْ لَّا یَتَدِیْنُ بِدِیْنٍ

ترجمہ: تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی ظاہر مذہب میں اور زندیق وہ ہے جو کوئی دین نہ رکھتا ہو۔

فقہ حنفی کے معتبر فتاوے بزازیہ (مؤلفہ امام حافظ الدین محمد بن محمد شہاب المعروف بابن البزار الکروری الحنفی المتوفی ۸۲۷ھ) میں ہے:

اِلَّا اِذَا سَبَّ الرَّسُوْلَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَوْ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهٗ یُقْتَلُ حَدًّا وَّ لَا تَوْبَةَ لَهٗ اَصْلاً سَوَاءٌ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَیْهِ وَالشَّهَادَةِ اَوْ جَآءَ تَائِبًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ كَالزِّنْدِیْقِ لِاَنَّهٗ حَدٌّ وُجِبَ فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَةِ كَسَائِرِ حُقُوْقِ الْاٰدَمِیِّیْنَ وَكَحَدِّ الْقَذْفِ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ بِخِلَافِ مَا اِذَا سَبَّ اللهَ تَعَالٰی ثُمَّ تَابَ لِاَنَّهٗ حَقُّ اللهِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: مگر جب مرتد نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں یا کسی ایک نبی کو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے گالیاں دیں تو بے شک اس کو قتل کیا جائے گا بطور حد کے، اس کی توبہ اصلاً نہیں ہے چاہے اس پر قدرت و شہادۃ موجود ہوتے ہوئے یا وہ اپنے آپ توبہ کرلے جیسے زندیق ہے اس لئے کہ یہ قتل کی سزا حد ہے جو واجب ہو چکی ہے تو یہ حد توبہ سے ساقط نہ ہو گی جیسے باقی تمام انسانی حقوق ہیں اور جیسے حد قذف توبہ کے ساتھ ساقط نہیں ہوتی ہے بخلاف اس کے کہ جب اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے اور بعد میں توبہ کرلے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

احادیث مبارکہ سے علماء کرام نے یہ فیصلہ ثابت کردیا ہے کہ جس کسی نے نبی اکرم ﷺ کی اہانت کی اور تنقیص شان کی تو اس کی سزا، سزائے موت ہے اور یہ حکم قتل امتی کے لئے ثابت و قابل عمل رہے گا۔

رہا یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض گستاخوں کو معاف فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور صاحب حق کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنا حق معاف کردے۔ اب کون قابل معافی ہے اور کون نہیں ہے تو یہ امتیاز آپ ﷺ کو حاصل تھا آپ ﷺ کے بعد امت کے پاس اس امتیاز پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا گستاخی مرتد کی سزا، سزائے موت ہے۔

یاد رہے کہ اگر اصلی کافر بھی نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دے، اہانت کرے گو کہ وہ عورت ہو تو اسے بھی قتل کرنے کا حکم ہے کہ یہ اہانت ہے جو ارتداد کا اعلیٰ فرد ہے۔

نَعَمۡ قَدۡ یُقۡتَلُ الۡکَافِرُ وَلَوۡ اِمۡرَأَۃً اِذَا اَعۡلَنَ بِشَتۡمِہٖ ﷺ۔

یعنی کافر کو بھی قتل کیا جائے گا اگرچہ عورت ہو جب وہ نبی ﷺ کو کھلے عام گالیاں دیں۔[20]

وَالۡمُرۡتَدُ یُقۡتَلُ لِاَنَّ کُفۡرَہٗ اَغۡلَظُ۔

یعنی اور مرتد کو قتل کیا جائے گا اس لئے کہ اس کا کفر زیادہ سخت ہے۔[21]

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اصل کافر سے اتنا زیادہ اسلام کو نقصان نہیں پہنچ سکتا جتنا زیادہ نقصان مرتد سے پہنچ سکتا ہے کیونکہ اسلام میں آکر پھر اسلام سے نکل کر زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کے ایمان کو کمزور بنانے کا باعث بنتا ہے اور اسلام دشمنی میں زیادہ دلیر ہو جاتا ہے لہٰذا ایسے مرتد کا قتل ضروری ہو جاتا ہے۔

فَظَاہِرُہٗ اَنَّہٗ یُقۡتَلُ مُطۡلَقًا وَھُوَ مُوَافِقٌ لِمَا اَفۡتٰی بِہِ الۡخَیۡرُ الرَّمَلِیُّ وَالۡحَقُّ اَنَّہٗ یُقۡتَلُ عِنۡدَنَا اِذَا اَعۡلَنَ بِشَتۡمِہٖ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

پس ظاہر کلام یہ ہے کہ شاتم رسول کو مطلقاً قتل کر دیا جائے اور یہ خیر الرملی کے فتوے کے موافق ہے اور حق یہ ہے کہ شاتم رسول کو ہمارے نزدیک قتل کیا جائے جب وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کھلے عام گالیاں دے۔

اور اگر عورت ایسا کرے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا، اس پر امام محمد نے سیر کبیر میں دلیل بیان کی ہے:

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ سَمِعۡتُ اِمۡرَأَۃً مِنۡ یَھُوۡدٍ وَھِیَ تَشۡتُمُکَ وَاللّٰہِ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَنَّھَا لَمُحۡسِنَۃٌ اِلَیَّ فَقَتَلۡتُھَا فَاَھۡدَرَ النَّبِیُّ ﷺ دَمَھَا۔[22]

---

[20] (ردالمحتار باب المرتد)

[21] (ردالمحتار)

[22] (ردالمحتار، ج۳ ص۳۰۶)

ترجمہ: ایک مرد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے ایک یہودی عورت کو سنا کہ وہ آپ ﷺ کو گالیاں دے رہی تھی، اللہ کی قسم یارسول اللہ! میرے ہاں وہ اسی قابل تھی کہ میں نے اسے قتل کر دیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عورت کے خون کو رائیگاں فرما دیا۔

امام حجۃ الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ اللَّيْثُ فِيْ الْمُسْلِمِ يَسُبُّ النَّبِيَّ ﷺ اَنَّهُ لَا يُنَاظَرُ وَلَا يُسْتَتَابُ وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ وَكَذٰلِكَ الْيَهُوْدِيُّ وَالنَّصَارٰى۔ [23]

ترجمہ: اور لیث نے فرمایا ایسے مسلمان کے بارے میں جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتا ہو کہ بے شک نہ اس سے مناظرہ کرے نہ مہلت دے اور نہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اور اسے اسی جگہ پر قتل کر دیا جائے۔ اور ایسے ہی یہودی اور نصاریٰ شاتم کا بھی حکم ہے۔

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا بدترین ارتداد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالیاں یا اذیتیں دی جائیں، جس کی سزا بطورِ حد صرف قتل ہے۔ اور اس کی توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ اور یہ قتل کرنا دنیا میں عذابِ الٰہی ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ گستاخوں کو دیتا رہا ہے۔

احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۱۰۶ پر منقول ہے:

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ مَنْ قَصَدَ النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ فَهُوَ مِمَّنْ يَنْتَحِلُ الْاِسْلَامَ اَنَّهُ مُرْتَدٌّ يَسْتَحِقُّ الْقَتْلَ۔

ترجمہ: مسلمانوں کا آپس میں اس بات میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی اہانت وایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے، وہ مرتد مستحق قتل ہے۔

یعنی گستاخِ رسول ﷺ اگر اسلام کا دعویٰ کرتا ہے تو اس گستاخی سے مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی سزا، سزائے موت ہے۔ اس کی سزائے موت میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ شاتمِ رسول ﷺ کی توبہ قابل

[23] (احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۸۵)

قبول نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر عام مرتد بھی توبہ نہ کرے تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔ عام مرتد ہو، یا شاتمِ رسول ﷺ خاص درجہ کا مرتد ہو، اس کا مستحق قتل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ بعض کے ہاں اتنی بات ہے کہ جو مرتد شاتم رسول ﷺ بھی ہو، اس کی توبہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اس میں جمہور کی اکثریت اس پر قائم ہے کہ ایسے شاتم رسول ﷺ کے لئے عند اللہ توبہ قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن ایسی توبہ کہ جس سے حدِ قتل معاف اور ساقط ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ توبہ کرنے کے باوجود سزائے موت دی جائے گی۔ جیسے قتل، زنا، چوری، ڈکیتی وغیرہ جرائم سے توبہ کی جا سکتی ہے لیکن حد معاف نہیں ہو نگی۔

قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ الحجۃ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اَیُّمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ سَبَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ اَوْ کَذَّبَہُ اَوْ عَابَہُ اَو تَنَقَّصَہُ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَبَانَتْ مِنْہُ زَوْجَتُہُ"۔[24]

یعنی جس مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ ﷺ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

"اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہُ ﷺ کَافِرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ"۔[25]

"وَالْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّہُ یُقْتَلُ حَدًّا لَاتُقْبَلُ تَوْبَتُہُ مُطْلَقًا (وَلَو سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّہُ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَایَزَالُ بِالتَّوْبَۃِ) وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ۔[26]

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول ہے اس لیے کہ وہ

---

[24] (کتاب الخراج ص ۱۸۲ اللقاضی ابی یوسف۔ فَصْلٌ فِی حُکْمِ الْمُرْتَدِ، در المختار ج ۳ ص ۳۱۹)

[25] (شفا شریف، فتاوی خیریہ، تمھید الایمان ص ۲۸)

[26] (مجمع الانھار، رد المحتار علی در مختار ج ۳ ص ۴۰۰، بزازیہ)

اللہ کا حق ہے اور پہلا عبد مقدس (نیک بندے) کا حق ہے توبہ سے بھی زائل نہ ہو گا اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ "قُتِلَ فِیْ صُوْرَۃِ السَّبِّ وَاِنْ تَابَ" کے بارے میں فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْحَدَّ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَۃِ فَھُوَ عَطْفُ تَفْسِیْرٍ وَ اَفَادَ اَنَّہٗ حُکْمُ الدُّنْیَا اَمَّا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھِیَ مَقْبُوْلَۃٌ کَمَا فِی الْبَحْرِ۔

ترجمہ: اس لئے کہ حد توبہ کرنے کے ساتھ ساقط نہیں ہوتی۔ اور اس کا یہ فائدہ ہوا کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ ہے البتہ آخرت میں اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قابل قبول ہے۔

"وَفِی الدُّرَرِ۔۔۔۔نَقْلاً عَنِ الْبَزَّازِیَّۃِ وَقَالَ ابْنُ سِحْنُوْنِ الْمَالِکِیُّ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہٗ کَافِرٌ وَ حُکْمُہٗ الْقَتْلُ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ۔"

دُرر میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ابن سحنون المالکی نے فرمایا کہ مسلمان کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

"اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ (اَیْ عُلَمَآءُ الْاَعْصَارِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَمْصَارِ۔ق) عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُتَنَقِّصُ لَہٗ کَافِرٌ اَلْوَعِیْدُ جَارٍ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ لَہٗ وَ حُکْمُہٗ عِنْدَ الْاُمَّۃِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ کَفَرَ لِاَنَّ الرِّضٰی بِالْکُفْرِ کُفْرٌ"۔

یعنی سب علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کرنے والا کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ (یعنی اس کو قتل کر دو) اور جو اس (گستاخ نبی ﷺ) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

(نسیم الریاض، شفا شریف، اکفار الملحدین لمولوی انور شاہ کشمیری: ص: ۵۱، الصارم المسلول: ص: ۴، ج: ۲ ص: ۲۰۸)

امام قاضی عیاض نے فرمایا:

"قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ مَنْ دَعَا عَلٰی نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ بِالْوَیْلِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنَ الْمَکْرُوْہِ اَنَّہٗ یُقْتَلُ بِلَا اِسْتِتَابَۃٍ"۔ (الصارم المسلول ص ۵۲۶، شفاء شریف ج ۲ ص ۲۰۹)

یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا کہ علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے انبیائِ کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی تو وہ بلا طلب توبہ قتل کیا جائے گا۔

محرر مذہبِ ابی حنیفہ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صاحبِ "مبسوط" نے فرمایا:

"وَ ذُکِرَ فِیْ الْاَصْلِ (اَلْمَبْسُوْطِ) اَنَّ شَتْمَ النَّبِیِّ ﷺ کُفْرٌ۔"

یعنی نبی ﷺ کو گالی دینا کفر ہے۔

(شرح شفاء للقاری: ج:۴ ص:۳۲۸)

"قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ کُلُّ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ تَنَقَّصَهُ مُسْلِمًا کَانَ اَوْ کَافِرًا فَعَلَیْهِ الْقَتْلُ وَ اَرٰی اَنْ یُقْتَلَ وَ لَا یُسْتَتَابُ۔" [27]

یعنی امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور ﷺ کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہو۔

ہر کافر کی توبہ قبول ہے لیکن سیدِ عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں۔ اور ہمارے علماء حنفیہ میں سے امامِ بزازی، امام محقق ابن ہمام، علامہ خسرو صاحب، علامہ زین ابن نجیم صاحبِ بحر الرائق اور اشباہ والنظائر، علامہ عمر ابن نجیم صاحب نہر الفائق، علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار، علامہ خیر الدین ابن رملی صاحب فتاویٰ خیریہ، علامہ شیخ زادہ صاحب مجمع الانہر، علامہ محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار، علامہ امام اہل سنت مجاہد اعظم مجدد شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری، ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ، وغیر ھم نے بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

غزالیِ زمان علامہ سید احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کو ۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء بسلسلۂ شریعت پٹیشن در توہینِ رسالت، ایک تحریری بیان پیش کیا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا: "کتاب و سنت، اجماعِ امّت اور تصریحاتِ ائمہ دین کے مطابق توہینِ رسول ﷺ کی سزا صرف قتل ہے۔"

---

[27] (الصارم المسلول: ص:۵۲۵)

سب کفروں سے بڑھ کر کفر شتم وسب رسول ﷺ ہی ہے اور یہ شتم وسب رسول تمام فتنوں سے بڑھ کر فتنہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی سزا وعقوبت بھی بطورِ حد ہو گی، بطورِ تعزیر نہ ہو گی اور سب جرموں سے اہانت وسبّ رسول اللہ ﷺ بدترین جرم ہے اور شتم رسول ﷺ عام کفر سے زائد جنایت وجرم ہے بلکہ یہ جرموں کا جرم ہے، اس کی سزا وعقوبت بھی بطورِ حد سب عقوبتوں سے بڑھ کر ہے لہٰذا اہانت رسول ﷺ کا مرتکب مباح الدم ہو تا ہے اور ایسے بدترین مجرم کے خون کو بہانے والا سب سے بڑا مجاہد ہو تا ہے اور گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنے کی نیکی سب نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے اور افضل الاعمال و افضل الجہاد گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنا ہے۔[28]

شاتم رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہی ہے، نبی اکرم ﷺ کی توہین وتحقیر کرنے والے کی توبہ امت مسلمہ کے نزدیک قبول نہیں ہو گی، تنقیص وتحقیر کرنے والا شاتم رسول اللہ ﷺ اگر توبہ کرے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہو گا، خداوند کریم اس کی توبہ رد کرے یا قبول فرمائے لیکن سزا اسے ضرور دی جائے گی یعنی اسے قتل کرنا واجب اور ضروری ہو گا اور یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہو گی کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس کا تحفظ کرے اور اگر اسلامی حکومت کسی وجہ سے یہ فرض ادا نہ کر سکے تو امت مسلمہ کو یہ حق حاصل رہے گا کہ وہ شاتم رسول کو قتل کر دیں تا کہ اس عظیم فتنہ کو پھیلانے والوں سے اللہ کی زمین پاک ہو جائے اور اس فتنہ وفساد سے اہل دنیا کو محفوظ کرایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ نبی کریم ﷺ ۔

---

28 (الصارم المسلول، از ابن تیمیہ، ص ۲۹۱)

صاف و صریح گستاخانہ کلمات میں تاویل و ہیرا پھیری کرنا بھی کفر ہے:

تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن میں صفحہ ۴۸ پر اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی۔

شفاء شریف میں ہے:

ادعاوہ التاویل فی لفظ صراح لایقبل۔

یعنی "صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا"۔

شرح شفائے قاری میں ہے **ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ** "ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔" نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔ "ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔" فتاویٰ خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے: **واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر** یعنی "اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔" یہ تاویل نہ سنی جائی گے، فاحفظ۔"

علماء دیوبند کے شیخِ کبیر مولوی انور شاہ کشمیری اپنی تصنیف "اکفار الملحدین" میں صفحہ ۹۹ پر تحریر کرتے ہیں:

"علامہ موصوف "مقاصد" کی شرح میں "باب الکفر والایمان" کے ذیل میں ج ۲ ص ۲۶۸ تا ۲۷۰ پر اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں: "(اہلِ قبلہ کے بارے میں) مذکورہ بالا بحث کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہے جو ضروریاتِ دین مثلاً (توحید، نبوّت، ختمِ نبوّت، وحی و الہام) حدوثِ عالم اور حشرِ جسمانی وغیرہ مجمع علیہ عقائد حقہ میں تو اہلِ حق کے ساتھ متفق ہوں، لیکن ان کے علاوہ اور نظری عقائد و اصول میں اہلِ حق کے

مخالف ہوں، مثلاً صفاتِ الٰہیہ، خلقِ اعمال، ارادۂ الٰہی کا خیر و شر دونوں کے لئے عام ہونا، کلامِ الٰہی کا قدیم ہونا، رؤیتِ باری تعالیٰ کا ممکن ہونا، ان کے علاوہ وہ تمام نظری عقائد و مسائل جن میں حق یقینا ایک ہے (اثبات یا نفی) ایسے مخالفینِ حق کے بارے میں بحث ہے کہ ان عقائد کا معتقد اور قائل ہونے (یا نہ ہونے) کی بنا پر کسی اہل قبلہ (مسلمان) کو کافر کہا جائے یا نہیں؟ ورنہ اس میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں کہ وہ اہل قبلہ (مسلمان کہلانے والے) جو عمر بھر روزہ، نماز وغیرہ تمام عبادات واحکام کا پابند رہا ہو لیکن عالم کو قدیم (ازلی ابدی) مانتا ہو، یا جسمانی حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہو، یا اللہ تعالیٰ کو جزئیات (ہر ہر چیز) کا عالم نہ مانتا ہو، وہ (قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود) بلاشک وشبہ کافر ہے، اسی طرح کوئی اور کفریہ قول یا فعل اس سے سرزد ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ (مثلاً حضورِ اکرم ﷺ کی شان مبارکہ میں بے ادبی، گستاخی، اور عیب جوئی کرنا)۔

اور بعض علماء اور مفتی حضرات کبھی کبھار کفریہ الفاظ میں تاویلات کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ''اکفار الملحدین'' میں مولوی انور شاہ کشمیری صفحہ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی

اس لئے کہ طبرانی کی روایت میں اس حدیث میں ''کفرًا بواحا'' کے بجائے ''کفرًا صُراحا'' (''ص'' مضموم اور ''ر'' مفتوح کے ساتھ) آیا ہے (جس کے معنی ہیں صریح کفر)، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے ''فتح الباری'' شرح البخاری ج ۱۳ ص ۶ میں نقل کیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی۔ (یہ حدیثِ مبارکہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر درج ہے)۔

اور صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں:

''ضروریاتِ دین سے کسی متواتر امر ''مسنون'' کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے:

ضروریاتِ دین اور متواترات کی اس تشریح و تحقیق کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مثلاً: ۱۔۔۔ نماز پڑھنا فرض ہے اور اس کے فرض ہونے کا اعتقاد بھی فرض ہے، اور نماز سیکھنا بھی فرض ہے اور نماز سے انکار یعنی اس کو نہ ماننا یا نہ جاننا کفر ہے۔ ۲۔۔۔ اور مسواک کرنا سنت ہے، مگر اس کے سنت ہونے کا اعتقاد فرض ہے،

اور اس کی سنیت کا انکار کفر ہے، لیکن اس پر عمل کرنا اور علم حاصل کرنا سنت ہے، اور اس کے علم سے ناواقف رہنا حرمانِ ثواب کا باعث ہے، اور اس پر عمل نہ کرنا (رسول اللہ ا) کے عتاب یا (ترک سنت کے) عذاب کا موجب ہے۔ (دیکھا آپ نے ایک سنت کی سنیت کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے)۔

کیوں کافر ہو جاتا ہے؟ کیونکہ سنت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ اور جب سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو آپ ﷺ کی عیب جوئی یا گستاخی کرنے سے بطریق اولیٰ کافر ہو جاتا ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "ازالۃ الخفا" میں مزید وضاحت فرمائی ہے، صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں: "تاویل کے قطعی طور پر باطل ہونے کا مدار اس پر ہے کہ وہ تاویل قرآن کریم کی صریح آیت، یا حدیث مشہور، یا اجماع، یا قیاسِ جلی، (واضح قیاس) کے خلاف ہو۔" (یعنی ہر وہ تاویل جو قرآن، حدیثِ مشہور، اجماعِ امت یا واضح قیاس کے مخالف ہو قطعاً نہیں مانی جائے گی)۔

اسی طرح صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں:

جو تاویل ضروریاتِ دین کے مخالف و منافی ہو، وہ کفر ہے:

"نیز کبھی انسان ایسے امور میں تاویل کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے، جن میں تاویل کی مطلق گنجائش نہیں جیسے "قرامطہ" کی تاویلیں اور بعض تاویلوں سے ضروریاتِ دین کی مخالفت لازم آجاتی ہے، اور تاویل کرنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا (اور کافر ہو جاتے ہیں) یہ وہ مقام ہے جس میں انسان علم الٰہی اور احکام آخرت کے اعتبار سے کفر کے خطرہ سے ہر گز محفوظ نہیں رہ سکتا، اگرچہ ہمیں علم نہ ہو۔"

"اسی طرح علماء امت کا اس پر بھی اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ کسی بھی قطعی امر مسموع (یعنی ایسا امر جس کا رسول اللہ ﷺ سے مسموع ہونا یقینی ہو) کی مخالفت کفر اور اسلام سے نکل جانے کے مترادف ہے۔"

حضرت علامہ مفتی ابو المحسن محمد منظور احمد فیضی اپنی کتاب "مقام رسول" میں صفحہ ۶۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں: "ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل یعنی صاف و صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔

(شفاء شریف ج۲ ص۲۰۹، ۲۱۰) الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷، اکفار الملحدین للکشمیری صفحہ ۲۷، بحوالہ الحق المبین صفحہ ۱۶ مصنفہ شیخ الحدیث رازیِ وقت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنّۃ مثواہ، آمین۔[29]

"یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف و صریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔"[30]

لایلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔ (نسیم الریاض للخفاجی الحنفی ج۴ ص۳۴۳)

"یعنی صاف (توہینی) لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔"

والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر۔ یعنی ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔"

(خیالی صفحہ ۱۴۸ مع حاشیہ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ وعبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۷۰ھ)

وھکذا قال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۲۸ھ

(الفتوحات المکیۃ جلد ۲ صفحہ ۸۵۷)

ان التاویل فی القطعیات لایمنع الکفر۔ یعنی قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔[31]

التاویل فی ضروریات الدین لایقبل ویکفر المتاول فیھا۔

یعنی ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

(اکفار الملحدین ص۵۷ للکشمیری وھو منھم)

التاویل الفاسد کالکفر۔ "فاسد تاویل کفر کی طرح ہے"[32]

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولانظر للمقصود والنیات ولانظر لقرائن حالہ۔

---

[29] (ھو مردود عند قواعد الشریعۃ۔)

[30] (شرح شفا للقاری ج۴ ص۳۴۳)

[31] (اتحاف ج۲، ص۱۳، لوزیر یمانی)

[32] (اکفار الملحدین ص۶۱)

یعنی حکم کفر کا دار و مدار ظواہر پر ہوتا ہے۔ یہاں نہ نیت و ارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار۔ [33]

وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔

یعنی علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین کا ارادہ نہ ہو۔" [34]

مولوی انور شاہ کشمیری "اکفار الملحدین" میں صفحہ ۸۵ پر رقمطراز ہیں:

"غلط تاویل کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں:

غرض صاحب شریعت علیہ السلام نے تاویل باطل پر کبھی کسی کو معذور نہیں قرار دیا، چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے:

۱- امیر سریہ (سپہ سالار فوج) عبد اللہ بن حذافہ ص کو اپنے فوجیوں کو آگ میں داخل ہونے کا حکم دینے پر فرمایا: اگر وہ لوگ (اپنے امیر کے کہنے پر) آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ نکلتے، اس لئے کہ امیر کی اطاعت تو صرف ازروئے شرع جائز امور میں کی جاتی ہے۔ (اور جان بوجھ کر آگ میں کودنا خودکشی اور حرام ہے، اگرچہ امیر کے حکم سے کیوں نہ ہو، معلوم ہوا کہ دخول فی النار کے جواز کے لئے اطاعت امیر کی تاویل باطل ہے)۔

۲- ایسے ہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں جس کا سر پھٹ گیا تھا اور اس کے باوجود لوگوں نے اس کو ناپاکی کا غسل کرنے کا فتویٰ دیا تھا اور وہ غسل کرنے کی وجہ سے مر گیا تھا، فرمایا: "خدا ان کو ہلاک کرے، انہوں نے اس غریب کو مار ڈالا۔" دیکھئے! حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان غلط فتویٰ دینے والوں کے فتوے اور تاویل کا مطلق اعتبار نہیں کیا اور اس کی موت کا ان کو ذمہ دار قرار فرمایا۔)

---

[33] (اکفار الملحدین ص ۷۳)

[34] (اکفار الملحدین ص ۱۷)(بحوالہ مقام رسول، ص ۶۱۸، ۶۱۷)

۳- اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت معاذ ص پر کس قدر غصہ اور ناراض ہوئے، صرف اس بات پر کہ وہ اپنی قوم کو نماز پڑھاتے وقت لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا: "افتّانٌ انت یا معاذ؟" "تم فتنہ میں ڈالتے ہو اے معاذ؟" (حالانکہ وہ آپ ﷺ کی ہی نقل اتارتے تھے، اور جو سورتیں آپ ﷺ نماز میں پڑھتے تھے وہ بھی وہی پڑھتے تھے، مگر آپ ﷺ نے ان کی اس تاویل کی طرف اصلاً التفات نہ کیا اور ان کے اس عمل کو فتنہ سے تشبیہ فرمایا)۔

اسی طرح نماز میں طویل قرأت کرنے کی وجہ سے ایک مرتبہ آپ ﷺ ابیّ بن کعب ص پر بھی ناراض ہوئے (اور ان کا بھی کوئی عذر نہ سنا)۔

۴- اسی طرح ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت خالد ص پر ان لوگوں کو قتل کر دینے کی بنا پر سخت برہم ہوئے، جنہوں نے "اسلمنا اسلمانا" نہ کہہ سکنے کی وجہ سے "صَبَئْنَا صَبَئْنَا" کہہ کر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا تھا، مگر حضرت خالد ص نہ سمجھے اور ان کو قتل کر دیا (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خالد ص کی غلط فہمی پر ان کو معذور نہ قرار فرمایا)۔

اسی طرح حضرت اسامہ ص نے سفر جہاد میں ایک بکریاں چرانے والے چرواہے کے "کلمہ پڑھنے" کو ایک حیلہ سمجھ کر قتل کر دیا کہ یہ اپنی جان ومال بچانے کی غرض سے کلمہ پڑھ رہا ہے، مگر آپ ﷺ ان پر بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا: "ہلّا شققت قلبہ" یعنی "تونے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟"۔

(غرض آپ ﷺ نے خالد ص اور اسامہ ص کے اس بظاہر عذر اور جائز تاویل کا قطعًا لحاظ نہیں فرمایا)۔

۵- اسی طرح آپ ﷺ اس شخص پر بے حد ناراض اور غصہ ہوئے جس نے مرض الموت کے وقت اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے، حالانکہ وہی اس کی تمام پونجی اور سرمایہ تھا، اور آپ ﷺ نے اس شخص کو ورثا کی حق تلفی کا مرتکب قرار دے دیا (اور اس کا کوئی عذر نہ سنا)۔

ان کے علاوہ بے شمار واقعات ہیں جن میں آپ ﷺ نے "بے جا تاویل" اور "بے معنی عذر" کا قطعًا اعتبار نہیں کیا۔

تاویل کہاں معتبر ہے؟

فقہاء کی اصطلاح میں چونکہ یہ تاویلیں امر مجتہد فیہ (محل اجتہاد) میں نہ تھیں، اس لئے آپ ﷺ نے ان کا اعتبار نہ فرمایا، اس کے برعکس ایسے امور میں آپ ﷺ نے تاویل کو عذر قرار فرمایا اور تسلیم فرمایا ہے جو محلِ اجتہاد تھے، مثلاً:

۱- جن صحابہ ث کو آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ: "عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر پڑھنا۔" اور انہوں نے عصر کی نماز راستہ میں صرف اس لئے نہ پڑھی اور قضا کر دی کہ آپ ﷺ نے بنی قریظہ میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے (آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نمازِ عصر قضا کر دینے پر کچھ نہ کہا)۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۱)

۲- اسی طرح ایک موقع پر دو صحابی سفر کر رہے تھے، راستہ میں پانی نہ ملا، اس لئے انہوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، اس کے بعد پانی مل گیا، وقت باقی تھا، ایک نے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی، دوسرے نے نہ پڑھی، جب آپ ﷺ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی کو بھی سرزنش نہ فرمائی، صرف اس لئے کہ ان امور میں تاویل کی گنجائش تھی۔

خلاصہ: رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اس باب میں مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور روشن لائحہ عمل ہونے چاہئیں، اور صرف انہی امور میں تاویل اور عذر کا اعتبار کرنا چاہیئے جن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ ہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے، وہی جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے، اور جس کو خدا گمراہ کر دے اس کو تو کوئی بھی ہدایت نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی اس موضوع پر زیادہ تحقیق چاہتا ہے تو ہمارے اور بھی رسائل ہیں، "گستاخِ رسول ﷺ کا حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں"، **"سیفِ احمد علی بر گردنِ دشمنِ نبی ﷺ"**، **"سیفِ احمد علی علیٰ عنق السابی"**، **"البرهان الجلی فی بیان حکم شاتم النبی ﷺ"**، ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول ﷺ کا واجب القتل ہونے کا فتویٰ عام ہے۔ کسے باشد کہ بادشاہ، وزیر، وزیر اعظم، حکمران، سیاستدان، زید، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دار العلوم، کثرتِ طلباء وغیرہ، جس سے بھی نبی کریم ﷺ کی بے ادبی، گستاخی، تنقیص تقریراً یا تحریراً صادر ہو وہ کافر ہے، مرتد ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور واجب القتل ہے (قانون نافذ کرنے والوں اداروں پر لازم ہے کہ اسے قتل کر دیں)۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ کی دیگر مطبوعات:

العطایاالنقشبندیہ فی الفتاوی السیفیہ	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
مفتاح السلوک (۱۱ جلد)	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
حسام الیسفیہ فی تشریح العبارات الکفریہ	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
تسکین السالکین فی تبرکات الصالحین	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
تربیت السالکین	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
تذکرہ مشائخ سیفیہ	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
انوارالتحقیق فی ان المصباح باطفاء یلیق	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
ھدایۃ السالکین الی احسن الخالقین	مصنف: فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ حنفی ترمذہ سیفی
تحفۃ الاحباء فی اثبات الوجد والتواجد والرقص الغشی وا لبکاء	مصنف: بحر العلوم مفتی سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی
عوارف النجاح فی منع تلاعب بالاشیاخ	مصنف: بحر العلوم مفتی سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی
ھدایۃ العمیان فی فرضیۃ علم الاحسان	مصنف: بحر العلوم مفتی سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی
احسن الصناعۃ	مصنف: بحر العلوم مفتی سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی
قرۃ العینین فی تفریج القدمین	مصنف: بحر العلوم مفتی سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی

اشتہار واجب الاظہار

الحمد للہ علی ما وفقنی لاتمام ھذا الکتاب وما ابری نفسی ان النفس لمجبولۃ بالسھو والنسیان واین من یعصم عن الخطأ ولا یوسوسہ الشیطان فالمرجو من اخواننا المسلمین والناظرین المنصفین ان ینظروا فیہ بعین الرحمۃ والانصاف لا بعین التعصب والاعتساف وکلما وجدوا فیہ غلطا صححوا وقلبوہ الی الصواب جعلکم اللہ تعالیٰ وایانا من المبرورین والمقربین وما ابری نفسی من السھو والزلل فان البراءۃ من کل خطإ لیس من شان البشر انما ھو شان خالق القوی والقدرۃ واستغفر اللہ تعالیٰ من زلۃ القدم وطغیان القلم مما علمت ومما لم اعلم ورحم اللہ عبدا اصلح السھو والنسیان ودعانی بخیر الدنیا ولاخرۃ بخضرۃ الملک المنان اللھم تقبل منا تصانیفا وروج فی العالمین تالیفنا انک جواد کریم رؤف رحیم برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد اعلی الہ اصحابہ ازواجہ واتباعہ اجمعین۔

حررہ:

فقیر مولوی محمد عزیر حنفی سیفی

0323-8243481

مصنف کی دیگر تصنیفات

سیف المرشدین والمسترشدین علی اعناق المتصوفین
الکبریت الاحمر فی شرح الفقہ الاکبر
تلخیص الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ
تنبیہ الغافلین مختصر ھدایۃ السالکین
مساجد آباد کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟
التشبہ بالکفار والفساق والفجار
کبریت احمر فی دفاع شیخ اکبر
آداب مرشد کامل
الاقوال الصادقۃ فی رد الاقوال الکاذبۃ
تلخیص سیف رحمانی
ترکی ڈرامہ (ارتغطرل) اور زوال ایمان
الحث علی الاتباع والتحذیر عن الابتداع
مساوات اسلام کی عدالت میں
سبع سنابل فی آداب مرید کامل
انمول موتی (در تصوف)
انگریزی تعلیم
مختصر شرح نور الایضاح (کتاب الصلوۃ)
مختصر سوانح حضور فخر المتاخرین
نہی عن المنکر کی مکلف ریاست یا مسلمان؟
ارض حرم اور تحلیل منکرات
صفات المؤمنین
قیامت کے ہولناک حالات اور اسلاف کا ڈر
جمعۃ الوداع میں قضاء عمری کا ثبوت
الضرب الشدید علی عنق العنید
مختصر شرح نور الانوار (سنت، اجماع، قیاس)
تلخیص سیف المرشدین